رسائل
۸
بسم اللہ الرحمن الرحیم
رسالہ
جلد ۷
نمبر ۳
انوار الاسلام شہر سیالکوٹ
۱۵- اپریل سنہ ۱۹۰۵ء
مطابق سنہ ۱۳۲۳ھ
دنیا میں پہلی طرز کا قرآن مجید
یعنی
اعلیٰ درجہ کی جیبی حمائل شریف مترجم بالکل مفت
ہم خداوند تعالےٰ کا ہزار ہزار شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ

نے دفتر انوار الاسلام کو تکمیل پر پہونچا ہی دیا۔ سو اس لئے

آج ہم اوس کے شکریہ میں دنیا میں پہلی طرز کا قرآن مجید یعنی

اعلیٰ درجہ کی چھپی حمایل شریف قیمتی دو روپیہ صرف دو روپیہ

کی کتابیں خریدنے پر اخیر جون ۱۹۰۵ء تک مفت دے

سکتے ہیں۔ اگر ناظرین انوار الاسلام میں سے جن صاحبوں نے

اسوقت کو غنیمت خیال نہ کیا اخیر پر سوائے حسرت کے کچھ

نصیب نہیں ہوگا۔ حمایل شریف کا مفصل اشتہار اور

فہرست کتب صفحہ ۱۲ و ۳۲ رسالہ کا ملاحظہ ہو۔

نوٹ پیارے نبی کے پیارے حالات جلد دوم

بڑی آب و تاب سے چھپ رہے ہیں۔ امید ہے کہ..

بفضل خدا ۱۰ جون ۱۹۰۵ء کو وی۔ پی ہوگا۔ گھبرائیے

نہیں۔ والسلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فہو علیٰ نور من ربہ

رسالہ

بابت ماہ
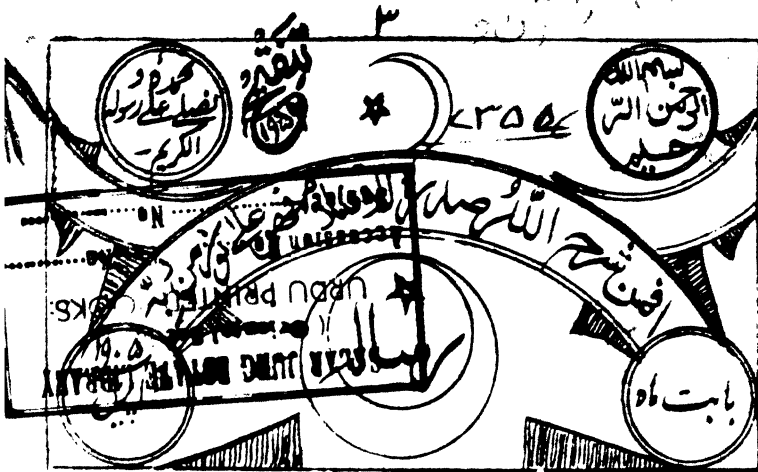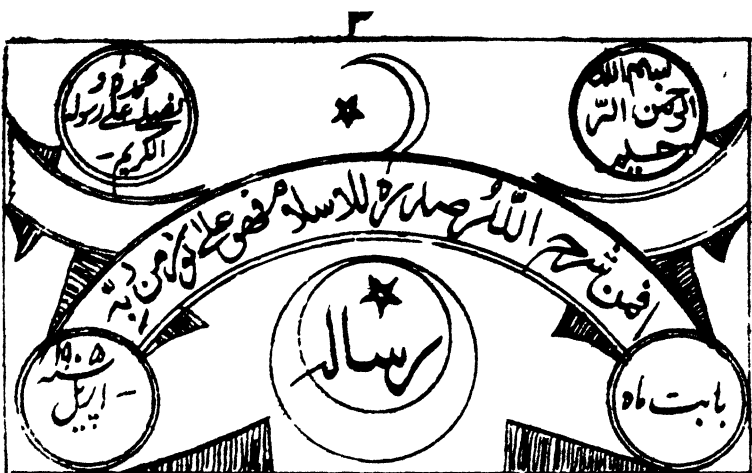
انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

اشاعت اسلام

یہ ایک ایسا کام ہے جو ہمیشہ سے ہمیں مرغوب اور دل پسندیدہ رہا ہے۔
اور جس کی صرف ہماری طبیعتوں کا میلان اور ہمارے دلوں کا جوش ہی دلوں
مشہور ہے۔ اشاعت اسلام یعنی اسلام کا ان قوموں میں پھیلانا جہاں اب
تک لوگ اس سے واقف نہیں ہیں اور خدا کے نام کی منادی اُن ملکوں میں کرنی جہاں اب تک اس کے پاک نام کی منادی
نہیں ہوئی اور خدا کے سچے قانون اور ہدایت سے اُن قوموں کو سیراب کرنا جنہیں اس کی حقیقت نہیں
اور بعض جہالت سے سچے راستہ سے بھٹک رہی ہیں +

بیرونی ممالک کو چھوڑ کر فی الحال ہمارے سامنے ہند کا میدان وسیع
پڑا ہے جہاں تک ہماری دلی اور سچی کوشش سے اسلام کی اشاعت وسیع
پیمانے پر ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ قاعدہ ہے کہ انبیا و مرسلین کی ہر زمانہ
میں مخالفت ہوتی رہی ہے۔ مگر آخر کار خدا نے اپنے سچے انبیاء کو ہی فتح و
نصرت عطا فرمائی۔ اسی طرح موجودہ زمانہ میں ہمارے سامنے کئی

بھائی کے دشمن فرقے پیدا ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ جن کا کام ہی یہی
ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کو کسی احسن سے احسن فعل کو بھی نیکی سے یاد نہ
کرنا۔ اور ہر بات میں اسلام کی مخالفت کرنی گو ہمیں اپنے معبود حقیقی کے
زبان واللہ متم نورہٖ ولو کرہ الکافرین پر دلی اعتقاد ہے۔ مگر
تاہم ہمیں ایسی مخالفتوں کا مردانہ وار مقابلہ کر کے کم از کم سچائی کے لیے حتی
الوکوشش کرنی فرض ہے۔ جتنی کہ سچائی کے مخالف فرقے جھوٹی بات
کی اشاعت کے حیلے کرتے ہیں۔ پس کیا نیک اور مبارک ہے یہ کام اور
کیسا دلکش اور پیارا ہے یہ نام۔ خدا اُن بزرگوں پر رحمت نزول فرماوے
جو تو جو جو مخالفتوں کے مقابلہ پر سچائی کے پھیلانے کا ذمہ اٹھاویں۔ میرے
پیارے بھائیو! ہمیں خدا کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اشاعت اسلام کا سا مشکل
کام موجودہ زمانہ میں خدا نے کیسا آسان اور سہل کر دیا ہے کہ نہ اُس کا کرنا
ہمیں مشکل ہے اور نہ وہ مصائب و تکالیف جو اس نیک کام کے پیچھے ہمارے بزرگوں نے
اُٹھائیں ہمارے سامنے ہیں۔ ریل موجود ہے ہم دو چار دن میں ہند کے اس
سرے سے اس سرے تک اعلائے کلمہ حق کے لیے چکر لگا کر ہند کے غافل
لوگوں کو سچائی کی طرف بلا سکتے ہیں۔ اور اللہ اکبر کے نعروں سے تھوڑی
اسی مدت میں ہند کو گونجا سکتے ہیں۔ یہ نہ ہو تو قرطاس ہمارا نامہ بر ان کے
ہند کی عورتوں تک کو نادیدہ اسلامی پہنچا سکتا ہے۔ چھاپہ خانہ کی بدولت
ہم اشاعت اسلام کا کام بڑے وسیع پیمانے پر کر سکتے ہیں اگر ہمارے اسلاف
کا صرف یہی مقصد ہوتا کہ اپنے وجود ہی محدود رکھا جاتا تو یاد رہے کہ اسلام
کو آج آپ چین۔ انگلینڈ۔ امریکہ۔ مجمع الجزائر میں اتنا وسیع قدم رکھتا نہ
ملتا۔ ہمارا اسلام ہمیں تعلیم دیتا ہے کہ اگر تم سچے راستہ پر ہو تو اپنے ایک دوسرے
بھائی کو جھوٹے راستہ سے ہٹانے کی کوشش کرو۔ نہ یہ کہ اس کو اپنے

حال پر رہنے دو ممکن ہے کہ وہ اس گمراہی سے ظلمت کے گڑھے میں جا گرے۔ دوسری صورت میں تمہاری کوشش سے گمراہی کو چھوڑ دے

اب نہ ہمیں اپنے بزرگوں کی طرح وطن سے ہجرت کرنے کی ضرورت ہے اور نہ خویش و اقارب سے جدا ہونے کی حاجت ہے اپنے بزرگوں کی طرف خیال کرو کہ انہوں نے اس کام یعنی اشاعت اسلام کے لئے کیسے کیسے دوکھ اور درد سہے۔ اور کیسی کیسی تکالیف کا سامنا کیا۔ اسلام کی محبت میں اپنے وطن اپنے پیارے اور عزیز رشتہ داروں کو چھوڑا۔ ماں باپ جورو بچوں کو خیرباد کہا بے زاد و راحلہ خدا کی راہ میں چل کھڑے ہوئے عرب کی ایسی جلتی بلتی پتھریلی زمینوں پر چلنا پڑا۔ جہاں سوائے گرم آفتاب کے اُن کے سروں پر کچھ سایہ نہ تھا۔ اور ایسے پرخار جنگلوں میں جانا پڑا جہاں سوائے نوکدار کانٹوں کے اُن کے سوجے ہوئے پاؤں کا کوئی غمخوار نہ تھا۔ بھوک کے مارے پیٹ پر پتھر بندھے ہوئے اور پیاس کی شدت میں زبان منہ سے نکلی پڑتی۔ مگر خدا کے شیر اللہ کی یاد میں کبھی اُف نہ کرتے۔ اور اسلام کے پھیلانے اور خدا کی منادی کرنے میں تمام مصائب کو راحت سمجھتے۔ درحقیقت اسلام اُن کا تھا۔ اور مسلمان وہ تھے۔ ہم نام کے مسلمانوں کو اسلام کی کیا قدر اور اس کا کیا درد۔ انہیں کا وہ اسلام تھا جس کی بدولت امت نے خیر الامم کا لقب پایا۔ اور ان کے حق میں خدا نے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس فرمایا۔ انہیں کی حیرت انگیز کوششوں کے سبب اسلام کا جھنڈا قیصر کے قصر اور کسریٰ کے ایوان پر اڑنے لگا۔ اور ایشیا کے میدانوں یورپ کے پہاڑوں اور افریقہ کے صحراؤں میں اللہ اکبر کی صدا گونجنے لگی۔ انہیں بزرگوں کی محنتوں اور تکلیفوں کا نتیجہ ہے کہ اسلام اس تیزی اور خوبی سے پھیلا کہ دیکھنے والے

دیکھتے کے دیکھتے ہی رہ گئے۔ انہیں کی تکالیف و مصائب کی برداشت کا نتیجہ ہے کہ خدا کے نام کی منادی جنگل اور دریا، غار پہاڑ ویرانہ اور آبادی میں ہو گئی ہے

پراگندہ ہیں گرچہ عالم میں سارے ۔ بہت ہیں ابھی زور بازو ہمارے
وہ صحرائے سوڈان کے رہنے والے ۔ ہیں بھائی ہمارے بہت کالے کالے
وہ گو دیکھنے میں سیہ فام سے ہیں ۔ منور مگر نور اسلام سے ہیں
پڑے ہیں قناعت سے ریت اور بن میں ۔ خدا یاد کرتے ہیں وہ سادہ پن میں
ٹرفلی میں ٹیونس میں الجیریا میں ۔ مراکش میں ایجپٹ میں نوبیا میں
بلبامر میں اور البی سینیا میں ۔ ملاوا میں جاوا میں سوماترا میں
سنانے میں مینار مسجد پہ چڑھ کر ۔ سمندر کی لہروں کو اللہ اکبر
بہت اہل اسلام ہیں چینیوں میں ۔ گھرا دین برحق ہے جرمنیوں میں
خدا یاد کرتے ہیں گو تم کے گھر میں ۔ تناسخ کا چکر نہیں ان کے سر میں
وہ ترکان تاتار و تاجیک و دیلم ۔ خوانین کابل امیران [illegible]
ابھی ان کے بازو میں قوت ہے باقی ۔ ابھی خون غیرت میں حرکت ہے باقی

انہیں کی وہ دل کی کپکپا دینے والی تقریریں تھیں جنہوں نے عرب جیسے سنگدل جنگلیوں کے دلوں کو موم کر دیا۔ انہیں کی وہ پاک کلام تھی جنہوں نے وحشیوں کے دلوں کو اسلام کے پاک عقائد سے روشن کر دیا۔ انہیں کی بدولت عرب اور ہند کے بتخانوں میں گھنٹوں کی مکروہ صدا کے بدلے اللہ اکبر کی پیاری آواز آنے لگی انہیں کی کوششوں سے آتشکدوں میں آگ کی بجائے خدا کے کلام کی روشنی ہونے لگی۔ شرک و بت پرستی کی تاریکی دنیا سے دور ہوئی اور ایک خدائے لایزل کی منادی جہاں میں پھر گئی۔ بتخانے ویران ہو گئے۔ آتشکدے ٹھنڈے پڑ گئے۔ تثلیث کا طلسم ٹوٹ

گیا۔ اور دہریت کا باطل خیال باطل ہو گیا۔ اگر ہم اپنے بزرگوں کی پیروی کرتے اور حسن عقیدت اور حسن عمل کیساتھ اسلام کی اشاعت میں سرگرم رہتے تو غالباً آج کوئی خطۂ زمین ایسا نہ ہوتا جہاں خدا کا نام نہ پکارا جاتا۔ اور اسلام کا پرچم نہ لہرتا ہوتا۔ مگر افسوس کہ ہم میں سوائے نام کے کوئی خصلت کوئی عادت کوئی چیز بھی اُن کی باقی نہیں رہی۔ اور سوائے اپنی نفسانی خواہشوں میں منہمک رہنے کے کوئی بات اسلام کی ہمیں یاد نہ رہی۔ زمانہ اُن سے خالی ہو گیا۔ لیکن اُن کا کوئی جانشین نہ ہوا۔ وہ خدا کے نیک بندے دنیا سے چل بسے لیکن کوئی اُنکا وارث نہ ہوا۔ اور اگر وارث ہوئے تو ہم جیسے ناخلف و بدنام کنندہ بزرگان۔ ذرا آنکھ کھول کر اسلامی دنیا کو عبرت کی نگاہ سے دیکھو اور مسلمانوں پر اور اُن کے اسلام پر غور کرو کوئی ایسا خطۂ زمین کا نہ پاؤ گے جہاں کہ مسلمانوں کو اسلام کا عشق اسلام کا درد اسلام کا شوق ہو۔ کوئی ایسا ملک نہ دیکھو گے جہاں کے مسلمانوں کو اسلام کی اشاعت اسلام کی حمایت کا ذرا بھر بھی خیال ہو۔ افسوس صد افسوس اس ناامیدی کی حالت میں اگر کوئی چیز ہمارے دل کو ڈہارس دینے والی ہے تو خدائے وحدہٗ لاشریک کا یہ وعدہ ہے کہ واللّٰہ متم نورہٖ ولو کرہ الکافرون۔ وہ نور کیا ہے اسلام جسکی تکمیل اور اتمام کا وعدہ خدا نے فرمایا ہے اگر اب بھی ہم نہ چونکیں اور اپنے بزرگوں کے حال سنکر جوش میں آئیں اور اُن کی نشانیاں دیکھ کر بھی ہمارے دلوں میں گدگدی پیدا نہ ہو تو کچھ شک نہیں کہ جو نام کا اسلام ہم میں باقی ہے وہ بھی نہ رہے گا۔ اور اسلام کی پیاری صورت جو کبھی نظر آ رہی ہے وہ بھی نظر نہ پڑے گی۔ مخالفین جنہوں نے دائے قلمے ہر طرح اسلام کی مخالفت پر کمر باندھ رکھی ہے اور جنکی کسی ایک کتاب میں بھی اسلام اور مسلمانوں کو کلمات خیر سے یاد نہیں کیا گیا خدانخواستہ اپنی کوششوں میں کامیاب نظر آئینگے۔ کیا ایسا ہو گا۔ اور کیا خدا کی یہ روشنی

ہماری غفلت سے بجھ جائیگی۔ ہرگز ہرگز نہیں۔ کسی بزرگ کا مقولہ جب تک سانس تب تک آس۔ کیا سچا ہے۔ پھر میرے بھائیو ہم کیوں آس چھوڑیں اور خدا کی رحمت سے ناامید ہوں گو ہم بیمار ہیں مگر ابھی مرے نہیں گو ضعیف ہیں۔ مگر ابھی دم نہیں توڑا۔ دماغوں کی قوت دل کا جوش۔ طبیعت کا دلولہ گو بہت کچھ کم ہو گیا ہے۔ مگر تاہم ابھی باقی ہے وہ دل کے ہلا دینے والی آواز اللہ اکبر کی جو ہمارے بزرگوں کے منہ سے نکلی تھی۔ اگرچہ سست پڑ گئی ہے۔ مگر کانوں میں ابھی تک گونج رہی ہے وہ اسلام کی خوبصورت تصویر جو ہمارے باپ دادا نے کھینچی تھی اور جس نے ساری دنیا کو اپنا گرویدہ اور فریفتہ کر لیا تھا۔ اگرچہ نقاب میں چھپ گئی ہے مگر ہماری آنکھوں سے اوجھل نہیں ہوئی۔ وہ ابراہیمی خون جو ہماری رگوں میں دوڑتا پھرتا تھا اگرچہ دھیما پڑ گیا ہے مگر ابھی جاری ہے۔ وہ ہاشمی جوش جو ہمارے سینوں میں بھرا ہوا تھا۔ اگرچہ کمزور ہو گیا ہے۔ مگر ابھی باقی ہے وہ اسلام کا نور جس سے ہمارے دل روشن تھے اگرچہ دھندلا ہو گیا ہے۔ مگر ابھی بجھا نہیں اب بھی اسلامی حرارت اتنی باقی ہے کہ اسلام کا نام سن کر وجد میں آجاتے ہیں مذہب کا جوش اب تک اتنا باقی ہے کہ دین کی آواز سنتے ہی چونک پڑتے ہیں۔ اور یہی دلیل اس بات کی ہے کہ اسلام ابھی تک باقی ہے اور مسلمان ہنوز زندہ ہیں اور جب تک زندگی ہے ہر طرح کی اُمید ہے۔ اب ہمیں اسلام کی اشاعت اور حمایت کے لئے ایک سرگرم جماعت کی ضرورت ہے جو عوام میں اسلام کی خوبیاں بذریعہ تحریر و تقریر پھیلا دے اور مخالفین کے اعتراضات کے مدلل جواب دے کر اسلام کی حمایت کرے گو مسلمانوں کی مختلف جماعتیں فرداً فرداً اسلام کی خدمت میں مصروف ہیں۔ مگر وہ بباعث کثرت اشغال اس طرف پوری پوری توجہ نہیں دے سکتیں۔ موجودہ زمانہ میں جبکہ مخالفین

اسلام کے مشنری اور ایڈیٹنگ شہر بہ شہر اور قریہ بہ قریہ پھر پھرا کر باطل عقائد کی طرف لوگوں کو رہنمائی کرتے ہیں تو ہماری قوم کے لئے جو وارث انبیاء ہے یہ قابل افسوس بات ہے کہ اس میں کوئی ایسی جماعت موجود نہ ہو جس کا کام صرف اشاعت اسلام و حمایت اسلام ہو۔ اور وہ بذریعہ تحریر و تقریر یہ فرض اپنے ذمہ لے۔ اور مخالفین اسلام کی پوری پوری تردید کرے اگر ہند کے چھ کروڑ اہل ہمت مسلمانوں میں پانچ چار ہزار مسلمان کھڑے ہو جائیں تو اس کام کا ہونا کوئی مشکل امر نہیں۔ امید ہے کہ وہ بزرگوار جو انجمن اشاعت اسلام کی ضرورت محسوس کرتے ہیں بہت جلد اپنے ارادے مطلع فرماویں گے تاکہ اس نیک کام کا اجرا قوم کے برگزیدہ آدمیوں کے زیر سایہ کیا جاوے۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

ترجمہ سورۃ اخلاص

نظم

سُورَۃُ الْاِخْلَاصِ مَکِّیَّۃٌ وَھِیَ اَرْبَعُ اٰیَاتٍ

اوتری مکے میں سورہ اخلاص
ہندرہ اوسکے ہیں کلم بالذات
جب گروہ قریش نے پوچھا
کر بیاں تاکہ اوس کو جانیں ہم
یا گروہ یہود نے پوچھا
وہ جو توریت میں صفت ہے رقم

چار آیت ہیں اوس کی خاص الخاص
جملہ چالیس حرف ہیں اور سات
اے محمد صفت خدا کی بتا
جس کی دعوت سے مارتا ہے دم
اے ابو القاسم اس کا وصف بتا
کر بیاں تاکہ لاویں ایماں ہم

ہم کو بتلا کہ وہ خدا ہے کیا — کیا وہ پیتا ہے اور کھاتا کیا
کسکو میراث اوسکی ہوگی نصیب — کون اسکا وارث اور قریب
تب یہ سورہ بحکم رب جلیل — لائے حضرت کو یک بیک جبرئیل

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝

کہو محمد کہ ایک ہے وہ خدا — اوسکی وحدت میں شک نہیں اصلا
متوحد ہے ذات اپنی میں — متفرد صفات اپنی میں
نہ وہ اپنا شریک رکھتا ہے — وحدہٗ لاشریک و یکتا ہے

اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝

وہ خدا بے نیاز برحق ہے — یعنے بے احتیاج مطلق ہے
بلکہ محتاج ہیں اوسی کے سب — سارے عالم کا ہے وہ خالق و رب
ہیچ کار بستہ کاران ہے — مرہم زخم دلفگاراں ہے
ہے وہ حاجت روائے محتاجاں — کچھ نہ رکھتا ہے عیب اور نقصان
نہ وہ کھاتا ہے اور نہ پیتا ہے — جملہ حاجات سے مبرّا ہے

لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝

نہیں اسنے جنا کسی کے تئیں — اور کسی کا جنا ہوا وہ نہیں
ہے نہیں وہ خدا کسی کا باپ — اور نہ فرزند ہے آپ ہی آپ
جیسے عزیز و مسیح کو بیٹا — جانتے ہیں یہود اور ترسا

وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

ورنہیں زینہار ہے اوس کا	کوئی جوڑا اور ہمسر و ہمتا
رد ہوا قول مشرکان عرب	جو ہیں کفوا خدا کے قایل سب
یا الٰہی بسورہ اخلاص	اپنے اخلاص سے مجھے کر خاص

اور توحید سے مجھے کر شاد
اور ہر شرک سے مجھے آزاد

راقم سیتگل بادشاہ　　نسکرٹری انجمن تہذیب الاخلاق جیپور

مطرقۃ الدین لآریہ مسافر میگزین

آریہ مسافر نمبر ۲ جلد ۷ صفحہ ۱۲

بابت نومبر ۱۹۰۴ء

ایک دیانندی منشی محمد منظور الٰہی صاحب کے مضمون (دیانندی پنتھ کی حقیقت) کا جواب دیتے ہوئے اپنی قرآن دانی ظاہر کرتے ہیں جو پیشانی سے ظاہر ہے۔ لکھتے ہیں ازالتہ الاوہام انوار الاسلام ذرا لالہ جی اس کی ترکیب حرفی تو کیجئے گا۔ آپ صفحہ ۲۷ پر لکھتے ہیں

آریہ مسافر نیوگ بالضرور ویدکی ہدایت ہے گو محض آپتی (لاچاری) کا دہرم ہے نہ کہ سادہارن۔ مگر دیگر الہام کے دعویداروں کے بواہ سمندی دہرم سے نہایت اُتم ہے"

خضر راہ " واہ جہاشی اکیا کہنا ہے ذرا تشریح بھی کردی ہوتی۔ آیا مُفلسی نادار قید۔ مسافرت۔ بیماری وغیرہ کس قسم کی لاچاری۔ سنئے آپ کے رشی دیانند صاحب حکم لگاتے ہیں (گناہ تو نیوگ کے رد کرنے میں ہے۔ کیونکہ ایشور کے سلسلہ کائنات کے مطابق عورت ومرد کا فطرتی عمل رُک ہی نہیں سکتا دیکھئے ستیارتھ مطبوعہ ۱۸۸۴ء ۳ سے ۱۴۳ کی پہلی سطر سا اور آخر صفحہ پر عبارت "عورت اور مرد کی پیدائش

کا یہی مدعا ہے کہ دہرم سے یعنی وید کے فرمودہ طریقہ کے مطابق بیاہ یا نیوگ سے
اولاد پیدا کریں) غور سے پڑھیئے - اور صفحہ ۱۳۵ سطر ۱۲ پر ایشور پرمان ملاحظہ کیجئے
(اے پتی اور دیور کو دکھ نہ دینے والی عورت اس گرہست آشرم میں حیوانوں کے
ساتھ بھلائی کرنے والی اچھی طرح دہرم کے اصول پر عمل کرنے والی خوبصورت
تمام شاستروں کے علم سے مزین اولاد پیدا کرنے والی - بہادر لڑکوں کی جننے والی
دیور کی خواہش کرنے والی - سکھ کے دینے والی - پتی یا دیور کو حاصل کر کے گرہست
کے متعلق جو یہ اگنی ہوتر ہے اس کو عمل میں لا - اور بہو سکا میں نیوگ کا بیان عینک
لگا کر دیکھیئے - آپ کے سوامی جی رگوید اشٹک ۷ ادھیائے ۸ ورگ ۱۸ - منتر ۲
کا ترجمہ کر کے یوں تشریح کرتے ہیں - دلو ر دوسرے ور یعنی خاوند کو کہتے ہیں اسلئے
بیوہ عورت کو دوسرے مرد کے ساتھ اور نیز ایسے مرد کو جسکی عورت مرگئی ہو بیوہ
عورت کے ساتھ نیوگ کرنیکی ارش (یعنی اجازت) ہے +
اور آگے رگ وید اشٹک ۸ ادھیائے ۳ ورگ ۲۸ منتر کے ترجمہ میں (تو
اپنے بیاہے ہوئے خاوند سمیت گیارہویں خاوند تک نیوگ کر) ملاحظہ کیجئے صیغہ
امر مستعمل ہے یا نہیں اور آگے تشریح دیکھیئے (یعنی اگر اتفاق سے ایسی آفت یا مصیبت
واقع ہو کہ خاوند مرتے چلے جاویں تو اولاد کے لئے بیوہ عورت دسویں خاوند تک نیوگ
کرے - اسی طرح مرد بھی بیاہتا عورت کے مرنے پر اگر اولاد نہ ہو اور بار بار عورت
مرتی چلی جائے تو دسویں بیوہ عورت تک نیوگ کرے - اور اگر خواہش نہ ہو تو مرد
یا عورت ایسا نہ کریں) آخر لفظ پر نشانی دے کر مترجم صاحب فٹ نوٹ دیتے
ہیں کہ یہ فرض نہیں ہے کہ ضروری ہی نیوگ کیا٭ جاوے) یہ نوٹ بالکل یاد رہوا
ہے اس لئے کہ وید منتر کے مقابلہ میں ذاتی رائے کوئی چیز نہیں - جب تک کوئی
صریحی مخالف منتر وید سے پیش نہ کیا جاوے - دوسرے منتر میں تو صرف حکم ہے صاف
حکم ہے یہ صرف آپکے سوامی جی کی رائے ہے کہ اگر ایسی مصیبت واقع ہو - کہ

٭ نکاح کو تو [illegible] ضروری ہے وہ بھی آپکے کان کا دھرم ہے

اوندھے منہ گرتے چلے جائیں۔ تو اگر خواہش نہ ہو تو ایسا نہ کریں۔ غور کیجئے جب تک نیوگ نہ کیا جاوے اور دو چار مریں نہیں اس وقت تک مصیبت کہاں واقع ہو گی اس لئے نیوگ آپت کال دھرم نہیں ہو سکتا۔ جیسا او تم ہے۔ اس کے لئے برق اسلام صفحہ ۱۲ سے ۱۴ تک ملاحظہ کیجئے"۔

آریہ مسافر "مثال کے لئے ہم آپ کے ہی عقیدہ سے مقابلہ کرتے ہیں"۔

خضر راہ "ایسا نہ کرنا مہاشئی (چہ نسبت خاک را با عالم پاک)"۔

آریہ مسافر "دیکھئے سورہ نساء اس میں ان تمام جائز و ناجائز تعلقات کا ذکر ہے جو مرد اور عورت کے درمیان ہو سکتے ہیں"۔

خضر راہ "ہاں مہاشئی وہ ناجائز کون کون ہیں"۔

آریہ مسافر "ان میں سے (۱) ایک سے زیادہ عورتوں کے ساتھ نکاح کی بابت فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ترجمہ نکاح کرو جو تم کو خوش آویں عورتیں۔ دو دو تین تین چار چار"۔

خضر راہ۔ سچ ہے "آگے اور پیچھے کے تعلق اور ربط کو نہ دیکھ کر معنی کرنیوالوں اور ناپاک باطن والے جاہلوں کو واقعی علم نہیں ہوتا" ہو سکا صفحہ ۵۲۔ آگے پڑھئے فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً (ترجمہ) اگر ڈرو تم کہ عدل کر سکو گے بس ایک۔

اب آیت کا مطلب صاف ہے کہ اجازت دی گئی کئی کی مگر قید یہ لگائی گئی کہ اگر عدل نہیں کر سکتے اور جو واقعی مشکل بھی ہے۔ بس ایک کافی ہے۔ اب اس میں ناجائز بات کون رہی؟

آریہ مسافر (۲) بیویوں کے تبادلے کی بابت دیکھو آیت ذیل وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ (ترجمہ) اگر بدلا چاہو بیویکا بیوی سے +

خضر راہ - لفظی ترجمہ صرف اس ٹکڑے کا ہوا (اور اگر تم چاہو بدلنا زوجہ جگہ پر زوجہ کے) اب دو سطر اوپر سے پڑھیے - خدا فرماتا ہے کہ اے ایمان والو جبراً کسی پر حق نہ ثابت کرو اور نہ روکو کہ کچھ مال اُنکا لیلو اب لفظ "اِلَّا" صرف استثنا کو غور سے دیکھیے (اِلَّا اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ) ترجمہ مگر یہ کہ لائیں بیحیائی کھلی - آگے حکم دیا کہ انصاف اور اخلاق سے بسر اوقات کرو - اور اگر بد صورتی یا بدخلقی یا کسی اور وجہ سے تم کو اُن سے نفرت ہے تو صبر کرو اسلئے کہ جن باتوں کو تم ناپسند کرتے ہو ممکن ہے کہ اس میں بہتری ہو (یہ نہیں ہے کہ ادہر ذرا لڑائی ہوا اُدہر فوراً نیوگ - دیکھیے ستیارتھ صفحہ ۱۲۷ "اگر عورت بدکلام بولنے والی ہو تو فوراً اسے چھوڑ کر دوسری سے نیوگ کرے") اب فرمایا (اور اگر تم بدلنا چاہو زوجہ جگہ پر زوجہ کے) یعنی اگر تم چاہتے ہو کہ ایک عورت چھوڑ کر دوسری کرو تو اجازت ہے کس صورت میں وہی شرط "اِلَّا اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ"

آریہ مسافر (۳) خاوندوالی عورتوں سے شادی کی اجازت ملاحظہ ہو "وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَاۗءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ" (ترجمہ) "مگر حرام کی گئیں خاوند والی عورتیں ماسوائے ان کے جو تمہاری ملکیت ہو گئی ہیں"

خضر راہ "واہ جہالتے آخر دیانندی تقلید سے کام لیا یہ (ماسوائے) کہیں لفظ کا ترجمہ ہے؟

شروع آیت سے پڑھیے وَلَا تَنْكِحُوْا سے وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَاۗءِ تک اب ترجمہ کیجیے "اور نہ نکاح کرو ماؤں بیٹیوں - بہنوں - وغیرہ وغیرہ آخر میں فرمایا (وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَاۗءِ) اور نکاح میں آئی ہوئی عورتیں یہاں تک حکم تحریم کا تھا آگے صرف استثنا "اِلَّا" لا کر فرمایا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ - وہ کہ مالک ہو گئے داہنے ہاتھ تمہارے کہیے مہاشے ممانعت ہے - یا اجازت؟

آریہ مسافر (۴) ہاں دیگر عورتوں کی اجازت دیکھیے "وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا

وراء ذلکم ان تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسافحین ترجمہ اور حلال کی گئیں وہ کہ جن کو تم طلب کرو عوض مال کے عفت طلب کنان نہ شہوت راندگان) - اس میں تبتغو کے معنے ایجاب قبول اور محصنین غیر مسافحین سے مراد نکاح لیا کرتے ہیں - مگر یہ تاویلیں بالکل غلط اور بے بنیاد ہیں - کیونکہ قرآن میں جہاں شادی کی بابت ذکر کیا جاتا ہے - وہاں کوئی نہ کوئی نکاح کا صیغہ بتایا جاتا ہے - جیسا کہ ہمارے اعتراض (نمبر ۱) میں درج ہے اور تبتغوا - کے معنے طلب کردن کے ہیں نہ ایجاب قبول کردن -

خضر راہ "کیوں شیو بھلے کیا بغیر دیانتدی تقلید کے کام چل سکتا ہے؟" ستیارتھ پرکاش دیکھئے "بہت لوگ ایسے ضدی ہوتے ہیں کہ وہ متکلم کے خلاف منشاء تاویل کیا کرتے ہیں ان کی عقل تاریکی میں پھنس کر زائل ہو جاتی ہے" لہٰذا پہلے صحیح ترجمہ کیجئے - سنئے لفظ وراء کے معنے ہیں سوائے تو ترجمہ ہوا "اور حلال ہوئیں تم کو جو ان کے سوا ہیں (یعنی جسکی تشریح اوپر ہو چکی) یہ کہ طلب کرو اپنے مال کے بدلے قید میں لانے کو نہ مستی نکالنے کو" ہے بے شک تبتغوا معنے طلب کردن یعنی خواہش کرنا سنئے لفظ محصن کے معنے ہیں گھیرنا اس سے لفظ محصنہ بنا جسکے معنے ہیں منکوحہ یعنی گھری ہوئی یہاں ہے محصنین جمع اسم فاعل جو حال پڑا ہے معنی ہوئے اس حال میں کہ قید میں لانیوالے ہو - اور لفظ غیر مسافحین کے معنے ہیں نہ مستی نکالنے والے ہو (یعنی نہ زنا کرنیوالے ہو) اب مطلب یہ ہوا کہ کسطرح حلال ہوئیں اور بتایا گیا در آن "(یوں) خواہش ظاہر کرو مال مقرر کرو اور احصان یعنی پاکدامنی سے محفوظ رکھنا منظور ہو -

اب بھلے آپ کا اعتراض نقش برآب سے کم نہیں - اسلئے کہ یہ تاویل نہیں ہے ہاں نکاح کا صیغہ قرآن شریف میں شادی کے ذکر کے ساتھ ہر جگہ استعمال کیا گیا ہے مگر نکاح کی صورت سوائے بیان کے اور کہیں نہیں بتائی گئی - ذرا کل آیت

نظر غور سے ملاحظہ کیجئے اگر یہاں بھی کہدیا جاتا کہ باقی سے نکاح کر لو۔ تو سوال پیدا ہوتا کہ کس طرح اسلئے یہاں نکاح کی صورت تسلیم کی گئی ہے لہذا یہ بھی جائز طریق ہوا "

آریہ مسافر۔ نیز نکاح کا حکم پہلے بھی آچکا تھا۔ اسلئے بھی دوبارہ پیسے ہو کر پینے کی ضرورت نہ تھی۔ رہا محصنین غیر مسافحین کی تاویل اس سے مراد نکاح کسی طور نہیں ہو سکتا۔ بلکہ زیادہ سے زیادہ یہ کہ بوقت اشتد ضرورت ایسا کرنا چاہئے ہر وقت نہیں +

خضر راہ پہلے ستیارتھ صفحہ ، کو ملاحظہ کر کے طرز بیان کیجئے اور ہم سے جواب لیجئے اس میں تاویل نہیں ہے +

آریہ مسافر۔ نیز اگر یہاں نکاح سے مراد ہوتی تو یہ کہا جاتا کہ فما استمتعتم بہ منھن فاتوھن اجورھن فریضہ۔ (ترجمہ) پس کسے کہ لذت گرفتید بار یعنی بعد مجامعت دید وائن کو رقم مکرر شدہ۔ کیونکہ نکاح کی صورت میں زر مہر کی فوراً ادائیگی کا حکم مناسب اور درست معلوم نہیں وجہ صاف ظاہر ہے کہ زر مہر میں یہ شرط نہیں ہوتی کہ یہ ایک دفعہ یا کتنی دفعہ کا معاوضہ ہے اگر میاں بیوی پچاس سال تک رضامندی سے رہ سکیں تب بھی دہی ہے۔ چونکہ اس آیت کے الفاظ پر غور کرنے سے ثابت ہے کہ اس میں مجامعت کے بعد فوراً ہی زر مقررہ کی ادائیگی کا حکم ہے پس معلوم ہوا کہ یہاں مراد نکاح سے ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ ہے کہ ضرورت پڑنے پر کچھ مال دیکر بھی ضرورت رفع کیجائے +

خضر راہ "آیت کا لفظی ترجمہ یہ ہے پس جس سے فائدہ اوٹھایا تمنے بسبب نکاح کے عورتوں سے پس دوا انہیں مہر ان کے مقرر کئے ہوئے "

ذرا غور فرمائیے کس لفظ کے معنے ہیں فوراً یا کس صورت سے فوراً کا اطلاق ہوتا ہے۔ اور جب فوراً مہر کی ادائیگی کا حکم نہیں تو آپ کا اعتراض بھی تار عنکبوت

سے زیادہ قوت نہیں رکھتا کن الفاظ پر غور کر کے آپنے فوراً کا لفظ استعمال کیا ہے ذرا اسماده لگا کر بتائیے۔ یہ آپنے محض نیوگ کی حمایت میں تعصب کی عینک لگا کر بہتان باندھا ہے +

آریہ مسافر (۵) قرانی تہذیب کے لئے ملاحظہ ہو نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ (ترجمہ) تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں داخل ہو ان میں جا ہے جہاں سے؟ +

خضر راہ :- اول تو اگر اعتراض کا شوق چڑا آیا ہے تو حوالہ لکھدیا کیجئے دوسرے جنکے جواب ہو چکے ہیں ان کے جوابوں پر لیاقت آزمائی کیجئے۔ کاش کہ اگر ستیارتھ صفحہ ۵۰۸ اعتراض نمبر ۱۳۸ دیکھا ہوتا تو یہ (چاہے جہاں سے) لکھتے۔ پس پہلے وہاں سے ترجمہ صحیح کیجئے بعد کو جواب حق پرکاش یا الحق وغیرہ میں مفصل دیکھئے اور پھر جو اعتراض ہو پیش کیجئے اور ہمسے جواب لیجئے +

ویدک تہذیب برق اسلام صفحہ ۵۰ پر ملاحظہ کیجئے اور اس کھیتی کے متعلق ستیارتھ صفحہ ۱۳۸۔ اور نیوگ کی فافدلی حمایت چھوڑ کر علدرامد کی فکر کیجئے +

آریہ مسافر نتیجہ گویا اسلامی حمیت۔ اخلاق۔ اور شرم بتلاتی ہے کہ (۱) متعدد عورات سے شادی جایز ہے (۲) بیویوں کا تبادلہ جایز ہے (۳) علاوہ نکاح کچھہ رقم مقررہ پر ضرورت رفع کیجا سکتی ہے (۵) عورتیں مثل کھیتی ہیں اور ان میں جاہے جس طرف سے داخل ہونیکی اجازت ہے؟ +

خضر راہ :- نتیجہ ان مہاشے آریہ پانی پت نے نیوگ کی حمایت میں تعصب کی عینک چڑہا کر بغیر عربی لٹریچر کی واقفیت اور بلا اردو لفظی یا با محاورہ ترجمہ قرآن پاک کا دیکھے اور بغیر کسی عربی طالب علم سے پوچھے المرء یقیس علی نفسہ کے مصداق بن کر یہ چند سطور لکھدیے لہذا معافی کے مستحق ہیں۔

(دیانندی مہاشوں کا صدق نما ماسٹر بشیر احمد سیتاپوری)

ایک دیانندی مہاشے کی زٹل

بجواب آریہ مسافر جلد ۷ نمبر ۳ صفحہ ۵ ۶ دسمبر ۱۹۰۷ء

مہاشے یوگندر پال دیانندی رسالہ انوار الاسلام جلد نمبر ۱ - کے صفحہ ۱۹ کا جواب بسرخی (متعصب محمدیوں کی نافہمی کا قرار واقعی علاج) لکھتے ہیں یہ مہاشے رسالہ ہذا کے ۱۸ صفحوں کے مضامین وید کی بدتہذیبی کی دہوم دویدوں کی فحش وگندہ تعلیم جسمیں دختر وغیرہ سے ہمبستری کے استعارہ جات دیکہائے گئے ہیں وید کا نزول فضول اور ویدک جہاد وغیرہ سے آنکہہ بچا کر گذر گئے آگے صفحہ ۱۹ پر مضمون (ویدک ایشور کا کسی چیز کے پیدا کرنیسے عاجز ہونا) کو کچھ کمزور سمجھا پھر کیا تہا - سماج کو خوش کرنیکے لئے نیستی سے ہستی ہونیکا شور مچانا شروع کر دیا اور کہیں جبراً قبضہ دیکہانیکے لئے بائبل حوالہ جات سے صفحہ کے صفحہ سیاہ کر دیئے - کہیں چند قرآن پاک کی آیات بے موقع و بے محل بے سمجھے لکھکر بے تکی زٹل ہانکنا شروع کر دی باوجودیکہ دوسری سطر میں مقر ہیں کہ (اس پر قلم اوٹھانا قطعًا بیفائدہ ہے) جسپر ہمارا بہی صاد ہے +

افسوس کہ اس روشنی کے زمانے میں بھی ہمارے دیانندی دوست انصاف سے چشم پوشی کر کے راستی کا خون کرتے ہیں - زیادہ افسوس اُن پہ ہے جو بزعم خود محقق بنکر دوسروں کو بہی گمراہ کرتے ہیں -

خیر سے اُن کو سخت کلامی کی بھی شکایت ہے افسوس اگر یہہ دیانندی اپنے گرو کی تصنیفات کو نظر انصاف سے دیکھ لیتا تو یہہ شکایت رفع ہو جاتی - آگے آپ تحریر کرتے ہیں +

آریہ مسافر – نیستی سے ہستی کا ہونا ناممکن اور خلاف قانون قدرت ہے اِس واسطے پرماتما نے روح اور مادہ سے دنیا کو بنایا ہے - کچھ اپنی ذات کے ٹکڑے نہیں کئے - اپنے ہاتھ پاؤں کاٹ کر نہیں بنایا +

خضر راہ! افسوس آج تک کسی سماجی نے تشریح نہیں کی کہ کس قسم کی نسبتی
ایک نسبتی ممکنات میں پائی جاتی ہے اور ایک ممتنعات میں ممتنعات البتہ کسی طرح
موجود نہیں ہو سکتے اور ممکنات کا وجود مرجح کی ذات پر موقوف ہے۔ اشیاء کی
مہر تول پر ملاحظہ کیجئے۔ قبل اشیاء کے وہ مظہر پھر ہو گئیں۔ یہ نسبتی سے ثابت ہو گی
یا نہیں۔ پرماتما کو اپنی ذات پر خیال نہ کیجئے "

آریہ مسافر "روح اور مادہ جو دنیا کا ہے سب ہے خدا الملک کس چیز کا ہے"

خضر راہ "تکلیف کر کے ہمارا مضمون بر حق جس نے سوامی جی اور ان کے
چیلوں کو ماثلث کے ماننے پر مجبور کیا ہے اس سال، اخبار ضیاء الاسلام جلد
نمبر ۲ صفحہ ۱ پر ملاحظہ کیجئے "

آریہ مسافر "جس سلطنت کا کوئی راجہ ہے۔ جب وہ سلطنت ہی نہ رہی۔
تو پھر وہ راجہ کا ہے کا۔ وہ پرماتما کا ہے کا "

خضر راہ "بلا سلطنت کے چلے جانے کیا اس کی ذات بھی مٹ جائیگی۔ تمثیل کے
لئے واجد علی شاہ کو دیکھئے کہ اودھ کی سلطنت جانیکے بعد بھی شتے رور ٹکلتہ میں
رہے "

آریہ مسافر "وہ ارواح اور مادہ کا ازلی حاکم ہے۔ خدا کی خدائی۔ روح اور
مادہ کی ازلیت سے ہے اور روح کی ازلیت خدا کی خدائی سے ثابت ہے!

خضر راہ ۔ یہ دلیل آپکی مستلزم دور ہے خدا کی خدائی روح و مادہ کی ازلیت
اور روح و مادہ کی ازلیت خدا کی خدائی سے یعنی روح و مادہ کی ازلیت بھی
اپنی ذات پر موقوف ہو گئی یا یوں کہئے کہ شیئی اپنی ذات سے قبل موجود ہو گئی ۔
ناظرین آپ یہ نہ خیال کریں کہ معمولی محالات اور مغالطات دلیل پر ان کی نگاہ
کر نظر نہیں آتے۔ مجبوری ہے اسلئے کر دیا نندی ہی تو ہیں "

آریہ مسافر: جب خدا مالک ہے اسا ازلی مالک ہے تو وہ چیز جسکا خدا ازلا سے مالک چلا آیا ہے - ازلی ہے - ورنہ خدا ازلی مالک نہیں جب خدا ازلی علیم ہے تو وہ چیز جسکا خدا ازل سے عالم چلا آیا ہے ازلی ضرور ہے ورنہ خدا ازلی علیم نہیں علے ھذا القیاس ۔

خضر راہ: صفت حقیقی اور اضافی میں تمیز کیجئے یہہ مرض رفع ہو جائیگا۔

آریہ مسافر: ہمیں شرم آتی ہے - کہ ہم کہیں کہ اس دنیا کے بنانے سے پہلے خدا کے پاس کچھ بھی نہ تھا یہہ دنیا اتفاق سے اس کے ہاتھ لگ گئی - یا کسی بیچارے غریب آدمی سے اسنے زبردستی چھین لی۔

خضر راہ: ہمارے شرمیلے دوست آپ کو اپنے طریقہ پر بھی شرم آنا چاہئے کہ دنیا بنانے کے پہلے خدا کے پاس دو ہی چیزیں تھیں اور اگر وہ ہی دو چیزیں کل دنیا کے لئے کافی تھیں - تو پھر خدا کو اعلیٰ مرتبہ کا قادر اور ہر ممکن کو محض اپنے ارادہ و علم سے بنانیوالا اور کان اللہ ولم یکن معہ شیئی کے تسلیم کر لینے میں کیا شرم ہے ۔

آریہ مسافر: بہلا صاحب فرمایئے - کیا ہمارا حق نہیں کہ ہم آپ پر اعتراض کریں کہ نیستی کیا چیز ہے اور اس سے کچھ کیونکر بن سکتا ہے ۔

خضر راہ: آپ کا ضرور حق ہے اہم جواب بھی دینے کو امادہ ہیں - نیستی ایک بری چیز ہے ہونا یا عدم اور دیگر الفاظ سے اوس کی تشریح بھی ہو سکتی ہے اور نیستی کو وجود کے لئے اوپر کی مثال ملاحظہ کیجئے۔

آریہ مسافر: اس کا ہمیں تجربہ کر کے دکھلایئے اور نظام قدرت سے کوئی مثال دیجئے یہہ وہی سوال نہیں ہے جو تکذیب براہین احمدیہ و کتاب ستیارتھ پرکاش اور نسخہ خبط میں بار بار مسلمانوں پر کیا گیا ہے اور مسلمانوں نے ابھی تک اس کا جواب نہیں دیا ۔

نیچر راہ "ناظرین! یہہ مباحثے محض دیانندی ہونے کی وجہ سے مجبور صاحب میں مسلمانوں کے جوابات اُن کی نظر سے نہیں گذرے"

"اگر آپ کو تشریح کے ساتھ جوابات دیکھنے ہیں۔ جن پر آپ کیا کل دیانندی جمع ہو کر بھی جرح نہیں قایم کر سکتے تو اردو میں سائنس اور اسلام عربی میں علم کلام کی کتابیں تکلیف اُٹھا کر دیکھئے۔ مختصر جواب ہم سے مُفت سنئے مثال نظام قدرت سے وجود دو طرح کا ہے۔ وجود خارجی وجود ذہنی۔ موجودات ذہنی کل کے کل عقل ہیولانی کے مرتبہ میں معدوم عین الذین ہوتے ہیں اور پھر رفتہ رفتہ موجود ہوتے ہیں۔ خود آپ کو مطالعہ کے وقت تجربہ ہوا ہوگا کہ آپ کے ذہن میں مخالف کے جوابات نہیں ہوتے ہیں۔ مگر سوال کے سنتے سنتے موجود ہوتے ہیں۔ موجودات خارجی میں اعتراض کا وجود آپ خیال کیجئے کہاں تھا اور کیونکر آ گیا اگر وجود تھا تو صرف روح و مادہ کا یہ صورت مختلف تو بعد کو آئی تھیں۔ بہت سے بہت آپ اسقدر کہہ سکتے ہیں کہ مادہ میں ان صورتوں کی صلاحیت تھی لیکن صلاحیت سے وجود لازم نہیں آتا۔ عدم سے وجود نہیں لازم آتا۔ عدم سے وجود کی مثال اگر سمجھنا ہے۔ تو تمام عالم کی ویسی مثال ہے"

آریہ مسافر "جب روحوں کو ایشور نے نیستی سے ہست بنایا تھا۔ تو کس غرض کیلئے بنایا تھا؟ کیا اپنی خدائی جتانے کیلئے یا روحوں کو خواہمخواہ عذاب دینے کے لئے؟ اگر اپنی خدائی جتانے کیلئے بنایا تھا تو ظاہر ہے۔ کہ بغیر روحوں کے خدا کی خدائی ثابت نہ تھی۔ تو گویا اُس وقت خدا ہی نہ تھا۔ کیونکہ خدا اسی وقت سے ہے جب سے اُس نے روحوں کو بنایا ہے۔ اسی صورت میں وہ پردہ خدائی سے خارج ہے۔ اور اگر شق ثانی ہے تو خدا ظالم ہے کہ اس نے خواہمخواہ لوگوں کو عذاب دے رکھا ہے۔ اور شخصوں کو نرو سومن بنا رکھا ہے"

خضرراہ "خدا نے روحوں کو اپنی خدائی جتانیکے لئے بنایا۔ اور بغیر روحوں کے خدا کی خدائی کا ثابت نہ ہونا لازم نہیں آتا۔ کیونکہ ہم کو کسی چیز کا علم نہ ہونا اوس کے فقدان کو مستلزم نہیں۔ البتہ دیانندی طریقہ پر نعوذ باللہ خدا ظالم ٹھیرتا ہے۔ کیونکہ بلا وجہ مادہ و روح پر تصرف کرنے لگا"

وجہ حاکمیت کیا ہے؟ جبکہ وجوداً خدا روح اور مادہ تینوں برابر ہیں۔

آریہ مسافر "اگر خدا نے دنیا کو نیستی سے ہست کیا ہے تو اب دوسری دنیا کیوں نیستی سے نہیں بنالیتا۔ اس بگڑی ہوئی دنیا کے پیچھے کیوں پڑا ہے۔ کیونکہ تمام دنیا اس کے برخلاف ہے۔ بہتر ہے کہ وہ اس کا خیال چھوڑ دے"

خضرراہ "جبکہ محض اظہار قدرت کے لئے بنائی گئی تو یہ ایک ہی کافی ہے۔ اور اگر ایسا ہی ایک آدمی کی فرمائش پر خدا ایک ایک دنیا بنانے لگے تو اسکی حکومت ثابت کیوں ہوئی۔ محکومیت ہو گئی۔ پھر اس روشنی کے زمانہ میں آپ کو یہ بھی خبر نہیں کہ کرۂ قمر میں آبادی ثابت ہو چکی ہے۔ اگر انسانوں میں لوگ اس کے مخالف ہو گئے ہیں۔ تو ہو جاویں۔ اپنی نتیجہ برداشت کریں گے۔ خدا کا کیا بگاڑیں گے؟ کیا دنیا ان کے بگاڑنے سے بگڑ جاوے گی؟

آریہ مسافر "بیشک پرماتما کو کسی چیز کی احتیاج نہیں سب چیزیں ہمیشہ سے اس کے پاس موجود ہیں"

خضرراہ "واہ مہاشے کیا دلیری ہے! خدا کو حاکم بنانے میں بکار بکار کر روح و مادہ کا محتاج کہہ اور پھر بھی احتیاج سے انکار اسی احتیاج نے تو دیانند کو اقلیدسی اصول موضوعہ کیطرح پر تین خدا ماننے پر بلا دلیل بھی آمادہ کر دیا"

آریہ مسافر "روح اور مادہ کو خدا نے کس چیز سے بنایا اگر پہلے خدا ہی خدا تھا۔ اور کوئی چیز نہ تھی؟ تو اس کا جواب محمدی علماء تک بھی نہ دے سکے۔ باوجودیکہ

آج تک کئی سو سال کا عرصہ گذرا لیکن اس کے جواب میں تا ہنوز اسکے مُنہ پر مہر سکوت ہے۔ اور قیامت تک یہ مُہر اُن کے مُنہ پر سے نہیں ٹوٹ سکتی +

خضر راہ "علماء کے جواب نہ دینے کا وہم آپ کو اپنی بیشناقی کے پہلے لفظ سے پیدا ہوا اس کو جلدی دفع کیجئے اور ہم سے سنئے جب خدا ہی خدا تھا تو یہ سوال کہ کس سے بنایا اپنا آپ ہی جواب ہے۔ خدا ہماری طرح محض صناع ہی نہیں ہے۔ کہ دو چیزوں میں ترکیب دیا کرے۔ وہ اپنے علم کے موافق جس چیز کو چاہتا ہے۔ خود ہی بنا دیتا ہے صفت خلق اس کی ذات میں ہے۔ خدا کو اپنی ذات پر نہ قیاس کیجئے گا

آخر میں ہمارے سماجی دوست پریشان ہو کر (صفحہ ۲۰ کی پہلی سطر پر) یوں شکایت کرتے ہیں دنیوک کو اس بحث سے کیا تعلق تھا کچھ نہیں۔ مگر اپنی تنگ نیتی سے کہ کوئی بیوقوف جل اُٹھے عمداً یہاں ذکر کیا گیا)

ناظرین! آپ نہیں نہیں یہ مہاشے نہیں جلے اسی لئے انہوں نے آریہ مسافر کے بیس صفحوں کو بائبل وغیرہ کے حوالجات سے سیاہ کیا ہے اور آخر میں حوالوں کی ضرورت بھی نہ خیال کر کے پورے ورق پر قرآن پاک اور بائیبل پر ! طائل زٹل تانک کر پھپولے پھوڑے ہیں جو ان کی ابتدائی اقرار کے موافق قطعاً بیفائدہ ہے پس ہم بھی اس مہاشے کی دانائی پر محمول کر کے نظر انداز کرتے ہیں اور آخر میں اُمید کرتے ہیں کہ یہ مہاشے حق سے اگر کچھ بھی حصہ رکھتے ہوں گے تو آئندہ بیفائدہ کام کے لئے قلم نہ اٹھائیں گے۔ فقط

(دیانندلوکا حق نما مشر بشیر احمد سیتاپوری)

تعصب چھوڑ کر انصاف سے گر آریو دیکھو — تو کہہ اٹھو کہ قرآں ہے کلام پاک یزداں کا
دیانندی کہا مانو جہالت چھوڑ دو ورنہ — کہو گے کیوں نہ مانا ہم نے کہنا ہائے قرآں کا
نہ پھر افسوس کی بخیہ گری کچھ کام آئیگی — ادھڑ جائیگا غافل تار ہستی جیب تن کا
خدایا تو ہی مالک ہے تو ہی خالق ہے ان کل کا — پتہ دیتا ہے ہم کو کلام پاک قرآن کا
تو ہی خالق ہے سب مخلوق ہے تیری نہیں کچھ شک — تو ہی معبود ہے اور سب ہر گبر و مسلماں کا
قرآن پاک میں آیا ہے تیری ذات واحد ہے — شریک ہرگز نہیں ہے کوئی بھی بیچوں سبحاں کا
تیرے اک لفظ کن کے حکم سے جلوہ نظر آیا — زمیں کا آسماں کا ماہ کا خورشید تاباں کا
گل و برگ و ثمر شجر حجر کا وحش طائر کا — ملک دیو و پری جن و بشر کا حور غلماں کا
تیرے افعال کو سمجھ کرے قدرت کا اندازہ — بھلا کیا حوصلہ ہے عاجز و لاچار انساں کا
وہاں تک کس طرح پہونچے پر ادراک جلتے ہیں — کہ تیرے فعل جو ہیں کافیہ تنگ عقل انساں کا
ہمیں بھی اک جھلک آئے نظر امید کامل ہے — جو مجھ پر پرتو پڑ جائے کچھ بھی اہل عرفاں کا
جو تیری یاد میں رو رو کے در مقصد کو پاتے ہیں — کریں پیدا گر تاثیر گہر برسانا ابر نیساں کا
تیرے اسلام کا میں بھی الٰہی نام لیوا ہوں — پکڑ کر کہا ہے گوشہ میں نے بھی رحمت کے داماں کا
تیری اسلام کے صدقہ میں مجھے کیا [illegible] — ملی ایماں کی بھی کچھ اور بھی تیرے داماں کا

میں جب جانوں ہوا کچھ مجھکو حاصل تیری الفت میں
ہمارا ہاتھ ہو اور تار ہو جیب گریباں کا

(حق پسند) (علیگڑھ)

لطیفہ

ایک وکیل کے مسلمان محرر سے ایک آریہ موکل نے آکر ایک اٹھنی کا مطالبہ کیا کہ میرے مقدمہ کے حساب میں رہ گئی ہے۔ محرر صاحب نے اسکے بقایا رہنے اور اسکے دینے سے انکار کیا جو وقت مہاشے صاحب جواب

پاپ چکے تو کیا کہتے ہیں کہ اچھا صاحب مت دو ہم تمسے خدا کے گھر لیں گے۔ اس پر ظریف الطبع منشی صاحب نے فرمایا کہ کیا خوب یہ منہ اور مسور کی دال۔ تم لوگوں کا خدا کے یہاں کیا کام۔ تمہارا گذر ہی وہاں نہ ہوگا۔ خدا کو یہاں تو تم لوگ ٹ ہوں گے تم نو گنتے یہ سور کی جون میں دنیا ہی میں نظر آؤ گے ؎

یہ لوگ خوب جانتے ہیں کہ جزا و سزا خدا وند تعالیٰ کے یہاں ضرور ملے گی لیکن دیدوں کی تعلیم کی وجہ سے دم بند ہے۔ پنڈت دیانند خود بھی کامل یقین سے کبھی مسئلہ تناسخ (آواگون) کی نسبت کہتا تھا۔ کہ میں نہیں مانتا۔ کبھی کہتا تھا کہ میں نے مان لیا ہے (حق پسند علیگڈہ)

چھوٹی بڑی سب ایک بھاؤ

آجکل ہمارے مہذب و ایماندار دیانندیوں کے اہتمام سے جو رسالہ نکلتا ہے۔ وہ اسلام ہی پر حملے کرتا۔ اور مسلمانوں ہی پر تبرا بکتا ہوا نکلتا ہے۔ ہمیں معلوم اس نامنصف بہتہ نے اس میں کیا بھلائی سوچی ہے۔ یہ اپنے زعم میں اسلام پر بیجا حملے کر کے نہایت خوش ہوتے اور یہ جانتے ہیں کہ ہمنے بڑا کام کیا۔ ہمارا بڑا نام ہوا۔ مگر اس کی خبر نہیں کہ ۰۰۰ وہ جتنا اسلام کے منہ چڑھتے ہیں اتنا ہی اپنی بنیاد کو سست و کمزور کرتے ہیں۔ خود دیانندی ہی ان کے اقوال کو دیکھکر ہنستے ہیں اور ان کی کم فہمی و ناعاقبت اندیشی پر افسوس کرتے ہوئے اسلام پاک کیطرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اگر یہی گرم بازاری رہی۔ تو کچھ روزوں میں دائرہ اسلام میں جب صد ہا صاحب انصاف دیانندی کا سر سجود نظر آئیں گے ؎

وہ دن بہت ہی قریب ہے۔ کہ یہ آریہ مندر اسلامی انجمنوں کے زیر سرپرستی جلسوں سے مشرف ہوں +

حال ہی کا ذکر ہے۔ کہ آریہ پتر بولی بابت ماہ جنوری نے کتاب ترک اسلام و تہذیب اسلام اور مسلمانوں کا تعصب" کے عنوان سے ایک مضمون چھاپا ہے۔ جس میں ایک مسلمان جلد ساز کی شکایت کرتے ہوئے لالہ امیر چند ساکن موضع جگنہ کلاں ضلع امرتسر فرماتے ہیں کہ اس نے میری کتابیں دو دن رکھ کر واپس دے دی ہیں۔ اور کہا اس کتاب کی جلدیں لاکھ روپیہ پر بھی نہیں باندھوں گا۔ کیوں کہ اس میں قرآن و رسول کے برخلاف لکھا ہوا ہے۔ اور ایک کافر نے بنائی ہے۔ معزز ایڈیٹر آریہ بھائیو جہالت کی بھی کوئی نہ کوئی حد ہونی چاہیئے۔ آریہ بھائیوں کا فرض ہے۔ کہ تہذیب اسلام کی از حد زیادہ اشاعت کرا دیں۔ ہر ایک زبان گورمکھی۔ پنجابی۔ ہندی۔ انگریزی میں اس کا ترجمہ کیا جائے۔ بھاشے دھرم پال جی بی اے۔ کا ہم کو مشکور ہونا لازم ہے۔ کیونکہ انہوں نے قرآن کا سارا پول کھول کر رکھ دیا ہے۔ ان کتابوں کا اثر اس قدر ہوا ہے۔ کہ جنم کے دو مسلمان آپ کے جلسہ پر بھی لاہور میں شدہ ہوئے۔ ترک اسلام میں بارود ہی جمع کیا گیا تھا۔ مگر تہذیب الاسلام میں اس بارود کو آگ لگا دی گئی ہے۔ مسلمان آگے بھی جگر کباب ہو رہے ہیں۔ مگر اب از حد سخت دل ہو رہے ہیں۔ معلوم نہیں۔ کہ جب باقی جلدیں نکلیں گی تو مسلمانوں کا کیا حال ہوگا۔ آریہ بھائیوں بھی فرض ہے۔ کہ بھاشے دھرم پال جی۔ بی۔ اے۔ کی حوصلہ افزائی کریں۔ اور ہر ایک آریہ بھائی

اور نعوذ باللہ لیوار میں اس کتاب کی ایک ایک جلد موجود رکھی جائیگی
بھی جہاں تک میری طاقت میں ہے۔ اس کتاب کی از عدا اشاعت کراؤں
گا۔ مہاشہ دہرم پال جی۔ بی۔ اے۔ امید ہے کہ باقی سو جلدیں بھی
گوروکل کے تیسرے سالانہ جلسہ تک شایع کردیویں گے۔ اب تو
قریبًا قریبًا مذہب اسلام کی حالت نزع ہے۔
ناظرین انصاف فرمائیں۔ کہ متعصب کون ہے۔ صرف جلد نہ باندھکر
اور انکار کردینے پر لالہ جی جامہ سے باہر ہوگئے۔ آتش غضب سے جلکر
تودہ خاک بن گئے۔ اگر ذرا بھی انصاف ہوتا تو اس مسلمان کی تعریف
کرتے۔ اور اُس کی محبت و الفت کی جو خدا ورسول کے ساتھ ہے داد
دیتے اور اسکی تقلید کرتے۔ اس سے سبق لیتے۔ اور اس کی ہمت
دیکھتے۔ کہ صرف خدا و رسول کی اُلفت میں اوس نے اپنا نقصان گوارا
کیا۔ وہ سچا بندۂ خدا ہے۔ بندۂ درم یا بندۂ نیوگ نہیں۔ مہاشے دہرم
پال۔ بی۔ اے پر دیانندیوں میں کب بھی ایسا نہ نکلا۔ جو اس کے
مثل ہوتا۔ مسلمانوں کے ایک ادنیٰ طبع کا ادنیٰ شخص جسکی خاندانی و
علمی حالات برق اسلام میں لکھے ہیں۔ اور جسکے تمام اخبار و رسالے شاہد
ہیں۔ دیانندیوں میں اعلےٰ رکن تصور ہوا۔ حالانکہ دایرۂ اسلام میں لاکھوں
ایسے پڑے ہیں۔ جنکے زور قلم کے آگے بچے اچھے سر مذامت خم کرتے ہیں
مگر مسلمانوں کو ان پر ناز نہیں۔ بیچارہ دہرم پال کس شمار میں تھا۔ تہذیب لا
اور ترک اسلام پر فخر کرنا ہی جہالت ہے۔ ذرا آنکھیں کھول کر دیکھو کہ ان
دونوں لغویات کے کس قدر جواب لکھے گئے۔ ایک دو چار نہیں۔ بلکہ میل
دندان شکن جواب ہو چکے ہیں۔ اور برابر لکھے جا رہے ہیں۔ آپ کے جمع کرد

بارود نے آپ ہی چھپر پھونکا۔ زمین وید کے پر وہ بھونچال آیا کہ کچھ بنائی نہیں بنتی۔ دھرمپال جی جس کش مکش میں پڑے ہیں۔ ان کا دل ہی جانتا ہے۔ دیانندی اگر آنکھیں کھولکر دیکھیں تو ان کو معلوم ہو کہ ایک دھرمپال کے عوض کتنے آریہ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

آپ جسقدر چاہیں تہذیب اسلام اور ترک اسلام کی اشاعت میں وسعت دیں۔ اسلام کا نفع اور دیانندی پنتھ کا نقصان ہے۔ اتنی کر اشاعت میں تو اس قدر اس کے جواب لکھے گئے۔ جسقدر زیادہ اشاعت ہوگی اسی قدر اس کے دنداں شکن جواب پڑھتے جائیں گے۔ دیانندی پنتھ کی قلعی کھلتی جائے گی۔ سوائے دھرمپال کے آجتک کوئی بھی مسلمان پیدا نہ ہوا۔ مگر یہ آپ کی ایمانداری و راست گفتاری ہے کہ ہتکاری کیطرح یہ جھوٹ مشہور کرنے پر آمادہ ہیں کہ فلاں آریہ ہوا۔ فلاں شدہ ہوا۔ جسکی تحقیق پر کچھ بھی اصل نہیں۔ جعلی باتوں سے اپنے گروہ کی طبیعت خوش کرا لیجئے۔

لہذا اے مسلمانوں ہوشیار رہو اور کمر ہمت باندھو۔ دیکھو آجکل ناش پرست کیسے اگنی دوایو کے عشق میں مدہوش و مبہوت ہیں۔ جلد تیار ہو اور سچے دین کی خدمت کرو۔ اسلامی رسالے خریدو اور ان کو مدد پہونچاؤ۔ دیکھو تمہارے ایک بھائی نے جسکی روزی صرف جلد سازی پر ہے۔ کیسی ہمت کی۔ اور کیسا استقلال ظاہر کیا۔ گروہ لاکھ روپیہ پر بھی لات مارنے کو تیار تھا۔ جس پر لاجی غصے کے غضب کی آگ میں بھڑک اٹھے مگر افسوس کہ تم ابھی خواب غفلت میں ہو۔ انوار الاسلام۔ النذیر۔ ضیاء الاسلام ہمدرد اسلام۔ اہلحدیث۔ الفیض کو خریدو۔ اور ان کو مدد پہونچاؤ۔ اسلامی ٹریکٹ خرید کر تقسیم کردو۔ ترک اسلام و برق اسلام وغیرہ کتابیں

مسلمانوں کو دکھاؤ اور اس کی اشاعت میں کوشش کرو۔ ان لائق مصنفوں نے دیانندی پنتھ کی پوری پوری قلعی کھول دی ہے۔ ہر مسجد و ہر جلسہ و انجمن و کتب خانوں میں ان کتابوں کا رہنا ضروری ہے۔ دیانندی جب اُن کو دیکھتے ہیں۔ تو ایسے بدحواس و شرمندہ ہوتے ہیں کہ کچھ بنائے نہیں بنتا۔ مجھسے بھی جہاں تک ممکن ہوگا اسلامی ترکیبوں کی اشاعت میں کوشش کرونگا۔ اسی خیال سے میں نے اپنا ذاتی مطبع خادم الاسلام اپنے وطن بریلی میں جاری کیا ہے۔ دیانندیوں کی جہالت کے ظاہر کرنے کے لئے۔ ماہوار رسالہ الفیض جاری کیا ہوا ہے۔ امید ہے کہ اور مسلمان بھی اس کی تقلید کریں گے۔ تاکہ ان کی کافی شائع ہو +

میں ہوں مسلمانوں کا خادم احمد حسین سید فیض آباد)

طالبان حق کیلئے زندہ بشارت

یعنی

دنیا میں پہلی طرز کا قرآن شریف

یا

اعلی الدرجہ کی جیبی مترجم حمائل شریف بالکل مفت

یہ حمائل شریف ہی جسکی نظیر ہفت اقلیم میں نہیں۔ مفصلہ ذیل خوبیاں نمبروار پائی جاتی ہیں (۱) تقطیع چھوٹی نہایت عمدہ اور موزوں ہے یعنی ۵ انچ لمبی ۳ انچ چوڑی جو جیب میں آسانی آسکتی ہے۔ شائقین کلام مجید ہر وقت اپنے پاس رکھ سکتے ہیں (۲) ترجمہ حمائل شریف بالمقابل صفحہ پر کیا گیا ہے یعنی ایک صفحہ پر اصلی متن اور دوسرے پر اسکا ترجمہ تاکہ ترجمہ اور متن گڈمڈ نہ ہو جاوے۔ (۳) متن و ترجمہ نہایت صفائی سے چھاپا گیا ہے (۴) صفحہ و صفحات کے نمبر دیئے گئے ہیں تاکہ ترجمہ دیکھنے میں دقت نہ ہو (۵) ہر صفحہ کے اخیر پر آیت اور اسکا ترجمہ ختم ہوتا ہے جس سے آپ کیلئے قرآن شریف کا دیکھنا آسان ہو گیا ہے۔ یہ خوبی آجتک کسی [illegible]

[illegible] اعلیٰ درجہ کی ہے بڑی ہی خوش رقم اور خوش قلم حمائل شریف [illegible]
[illegible] ایسا شائستہ ہے کہ خواہ مخواہ خریدنے کو جی چاہتا ہے اور تمام مقدمات [illegible]
ترجمہ کے اندر غلط مطالب [illegible] لکھ دیئے ہیں جس سے تفسیر کی تفسیر اور ترجمہ کا ترجمہ ہو اور بڑی آسانی
سے سمجھ میں آتی ہے (۸) اس مقدس حمائل شریف کے شروع میں تمام سیپاروں اور سورتوں
کی فہرست دی گئی ہے جس سے جھٹ سیپارہ اور سورت نکال سکتے ہیں (۹) شروع میں
قرآن شریف کے مضامین کی فہرست دی گئی ہے جو واعظوں اور خطیبوں .....
اور تمام مسلمانوں کیلئے کارآمد ہے نماز۔ زکوٰۃ۔ صبر۔ شکر وغیرہ تمام امور کے متعلق ایک ہی
جگہ حوالے لکھدیئے گئے ہیں (۱۰) تمام انبیاء کا ذکر قرآن شریف میں جہاں جہاں آیا ہے۔ انکی
نسبت بھی ایک ہی جگہ حوالے دیئے گئے ہیں۔ ابراہیم یا نوح وغیرہ کا لفظ نکالو اور جہاں جہاں
قرآن شریف میں ان کا ذکر آیا ہے وہ سب مقامات دم بھر میں دیکھ لو (۱۱) کاغذ سفید اور عمدہ نفیس ڈبی
لگایا گیا ہے (۱۲) ہدیہ مجلد عا خرچ ڈاک بذمہ خریدار آجکل صرف مفصلہ ذیل
کتابوں کی فہرست میں سے دو روپیہ کی خریداری پر مذکورہ بالا حمائل شریف
اخیر مئی ۱۹۰۵ء تک ایک کاپی مفت مل سکتی ہے ✣

کتاب	قیمت	کتاب	قیمت
... قیمت	۶ر	کیمیائے دولت قیمت	۸ر
دیوان حضرت باہو ″	۱ر	فتوح الغیب ″	عہ ر
الہامی کتاب ″	۱۰ر	مثنوی بو علی قلندر ″	۱ر
جنگ ٹرکی و یونان ″	ھہ ر	مفتاح الجنت ″	۳ر
زبدۃ الواعظین ″	عہ۸ر	تحقیق اناجیل ہر دو حصہ	عہ۴ر
روزہ اور اسکی حقیقت ″	۴ر	بحث تناسخ ″	۴ر
مجموعہ اندوہکی شادی گھر کی آبادی	۰	راہ نجات ″	۱ر
فتح سنت اسلام ″	۸ر	تفسیر القرآن بکلام الرحمان	ع۸ر
ملک العزیز ورجنا ″	عہ۸ر	رسوم اسلامیہ ″	۱ر
درگیش نندنی ″	عہ۴ر	قرآن مجید کے کلام الٰہی ہونیکا ثبوت	۸ر
شہید وفا ″	عہ ر	آریہ دھرم ″	۸ر
حسن انجلینا ″	عہ۴ر	تہذیب ″	۰ر
منصور موہنا ″	عہ۴ر	اسلام اور اسکی حقیقت ″	۸ر
دلکش ″	عہ۴ر	لغت فیروزی ″	۳ر
فلورا فلورنڈا ″	عہ ر	حق پرکاش ″	۱۲ر
بنات النعش ″	۶ر	تفسیر فیروزی ″	۳ر
مراۃ العروس ″	۶ر	اہلحدیث کا مذہب ″	۴ر
توبۃ النصوح ″	۶ر	لیڈی ڈاکٹر ″	عہ ر
نصائح حکمائے سلف ″	۸ر	بشارات احمدیہ ″	۸ر

جیبی مترجم پنجسورہ قیمت ۸ر

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ

انوار الاسلام شہر سیالکوٹ کا سب سے زیادہ چھپنے والا اسلامی مشہور پرچہ

جلد ۷ — نمبر ۷

رسالہ

انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

بابت ۱۵ جون ۱۹۰۵ء | پندرہ روزہ | مطابق ربیع اول ۱۳۲۳ھ

سب سے پہلے ان کلمات کو ملاحظہ فرماویں

(۱) یہ رسالہ خداوند تعالیٰ کے فضل و کرم کے ساتھ شہر سیالکوٹ سے پندرہ روزہ یعنی ہر ایک ماہ میں دو بار بڑی آب و تاب سے شایع ہوتا ہے (۲) اس رسالہ میں غیر مذاہب آریہ عیسائی وغیرہ کے واہی تباہی خیالات کے مدلل جواب دیئے جاتے ہیں اور اسلام کو چمکتا ہوا چاند دکھایا جاتا ہے (۳) قیمت اس رسالہ کی تمام دنیا کے رسالجات کی نسبت بہت کم رکھی ہوئی ہے یعنی صرف دو روپیہ سالانہ - واعظین اسلام سے عہ طالب علموں سے عہ غیر مذاہب سے محض حقانیت پہونچانے کی خاطر عہ لیا جاتا ہے والیان ملک سے ؏ (۴) سب سے زیادہ خوبی اسمیں یہ ہے کہ ہر ایک سال میں ایک نیا تحفہ تمام خریداران انوار الاسلام کو بوقت وصول چندہ بیش قیمت پیش کیا جاتا ہے جسپر ہر ایک خریدار اندازہ لگا سکتا ہے کہ ایک سال میں انوار الاسلام قریباً مفت وصول ہو (۵) اس رسالہ میں اشتہار بھی بطور ضمیمہ کے شایع کئے جاتے ہیں جنکی اجرت فیصدی ۸ کے حساب سے لیجاتی ہے اور مشتہر شایع کنندہ کو پورا پورا اطمینان دلایا جاتا ہے اور اسمیں آیندہ سے اشتہارات بھی طبع کئے جایا کرینگے - جنکی اجرت بتفصیل ذیل لیجائیگی - سالم صفحہ ایک بار کے لئے عہ دوبارہ ؏ سہ ماہی کے لئے سہ سال بھر کے لئے صرف لعہ (۶) بوقت خط و کتابت ہر ایک صاحب اپنا نمبر خریداری جو چٹ پر

تو ہمیں ضرور تحریر فرمایا کریں تاکہ جواب میں توقف نہو (۷) اپنا نام اور جگہ کا نام معہ ڈاکخانہ کے صاف لفظوں میں تحریر ہونا چاہیئے (۸) ہر ایک قسم کی خط و کتابت منشی کریم بخش پروپرائٹر انوار الاسلام شہر سیالکوٹ کے نام پر ہو۔

مشورہ

صاحبان! ہم آپکو دوستانہ کیا بلکہ برادرانہ طور سے مشورہ دیتے ہیں۔ کہ آپ اسوقت کو غنیمت خیال فرما کر ضرور غور فرماویں جو کہ ہمنے سابقہ رسالہ میں ایک ضمیمہ اور اشتہار شایع کیا تھا۔ کہ جو ضرور ملاحظہ میں آیا ہوگا۔ جسمیں ہمنے یہ اعلان کیا ہوا تھا۔ کہ جو صاحب مبلغ عہ کی کتابیں طلب فرماوینگے انکو دنیا میں پہلی طرز کا قرآن مجید مفت دیا جایگا۔ اور ساتھ ہی میعاد مقرر کی ہوئی تھی۔ کہ یہ رعایت صرف اخیر جون ۱۹۰۵ء تک دیجاتی ہے بعدہٗ نہیں دیجاویگی۔ سو آج ہم آپکو مبارکباد دیتے ہیں کہ ہمنے اب میعاد کو بالکل اڑا دیا ہے یعنی صرف دو ہزار حمایل شریف اور تقسیم کرینگے۔ ہر ایک صاحب کو خواہ کچھ ہو دو روپیہ کی کتابیں خرید کر دنیا مین پہلی طرز کا قرآن مجید ضرور حاصل کرنا چاہئے ورنہ سوائے افسوس کے پھر کیا ہاتھ آئیگا *

وما علینا الا البلاغ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

افمن شرح اللہ صدرہٗ للاسلام فھو علیٰ نور من ربہٖ

رسالہ

انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

انوار الاسلام کی برکتیں

ایک آریہ کا مسلمان ہونا

اس سے پیشتر کہ ہم اس مشہور آریہ کے مسلمان ہونے کا ذکر کریں یہ بتانا ضروری ہے۔ کہ یہ **کون صاحب** ہیں جو آریہ سے مسلمان بنے۔ یہ وہی صاحب ہیں۔ جنہوں نے **منشی سدھار** ملتان میں اپنے آریہ ہونے سے پیشتر بڑے زور و شور سے اسلام پر اعتراض کئے تھے اور جس کا جواب علی الفور انوار الاسلام جلد ۷ نمبر ۴ مورخہ یکم مئی ۱۹۱۷ء میں دے دیئے گئے تھے۔ جنہوں نے منشی صاحب کے دل کو توڑ دیا تھا۔ اور تسلی کر دی تھی جس کا منشی صاحب نے دوبارہ مسلمان ہوتے اعتراف بھی کیا ہے۔ لیکن چونکہ اس وقت وہ آریوں کے ہاتھے چڑھے ہوئے تھے اس لئے نومبر گذشتہ کو لاہور آریہ سماج کے سالانہ

جلسہ پر وہ آریہ ہو گئے اور منشی محمد عمر الدین سے دھرم دت بن گئے اور اپنے نام پر انہوں نے ایک رسالہ دھرم اوتیہ بھی نکالا جو دفتر انوار الاسلام میں پہونچا۔ رسالہ کے آتے ہی ہمارے پہلوان منشی محمد منظور الٰہی صاحب نے اُن کا ترکی بہ ترکی مفصل جواب لکھا۔ جو رسالہ نمبری ۔۔۔ ۴ ۔۔۔ میں شایع ہو چکا ہے +

اُس وقت تو منشی صاحب موصوف آریہ بن گئے۔ لیکن جب اُنہوں نے آریوں کی عملی حالت دیکھی تو سخت بدظن ہو گئے۔ واقعی دیانندیوں کے کھانے کے دانت اور ہیں اور دکھانے کے اور۔ گوشت خوری کے حرام ہونے کے بڑے زور و شور سے لکچر دیئے جاتے ہیں۔ لیکن بقول منشی عمر الدین صاحب ٹھیکہ دار ۸۰ یا ۹۰ فیصدی کھاتے ہیں۔ اور باقاعدہ ہون یا سندھیا کرنے والا تو آریوں میں شاید ایک فیصدی بھی نہ ہوگا۔ نیوگ کے جواز پر کسی قدر زور و شور سے لیکچر ہوتے ہیں۔ اور بڑے زور سے کہا جاتا ہے۔ کہ یہ عین فطرت کے مطابق ہے۔ جب خاوند کا ویریہ ناقابل اولاد ہو جھٹ دوسرے سے گھٹ جانا مناسب ہے اور خوبصورت اور مضبوط لڑکے لینے مناسب ہیں۔ لیکن کون دیوث ہے جو آریوں میں ویدکی اس مقدس تعلیم پر کاربند ہوتا ہو۔ دیانند جی کا حکم ہے کہ جب خاوند چند برس کے لئے کہیں تجارت وغیرہ کو جائے۔ جھٹ عورت اُس کے لئے اولاد جن دے۔ لیکن اس حیاسوز تعلیم پر عمل کرتے ہوئے بہت ہی کم بلکہ شاذونادر ہی لوگ پائے گئے صرف ایک کا کا رام نے سر دمیدان بنکر نیوگ کی خواہش ظاہر کی تھی۔ اسکے بعد تو نیوگ کا اشتہار بلکہ نام تک آریہ گزٹ وغیرہ میں مشابہ و مقابل نہیں ہوا۔ ہائے ہائے ایسی ابدی و ازلی وید مقدس کی تعلیم اور لالہ ونیہ چند و لالہ آتما رام و لالہ منشی رام و لالہ کرپا رام و لالہ گوبند رپلل وغیرہ صاحبوں سے کوئی مرد میدان بنکر اس تعلیم کو شایع نہیں کراتا۔ اسکا زور و شور سے جابجا وعظ کرتے ہیں۔ بلکہ کھسیانے ہو کر نیوگ کو کچھ کا کچھ ظاہر کرتے ہیں سیدھے راستے پر نہیں آتے۔ دیانند اور ہوں تو ایسے ہی ہوں۔ افسوس صد افسوس +

منشی عمر الدین صاحب ٹھیکہ دار نے جب آریوں کی یہ عملی حالت دیکھی کہ اُن کو وید کی تعلیم پر خود یقین نہیں ہے۔ تو وہ گھبرا اُٹھے۔ اور اُنہیں بخبرایں مذہب سے نکلنے کے خیالات

نہ ہوتی۔ بارے الحمدللہ کہ منشی صاحب کے بیت مقدس اور دین حق کے حرم محترم میں داخل ہوئے۔ سب مسلمان دعا کریں کہ منشی صاحب موصوف کو اللہ تعالیٰ جادہ اسلام پر ثابت قدم اور مضبوط رکھے۔ آمین ثم آمین ٭

مسلمانو! کیا اب بھی آپ کو انوار الاسلام کی برکات کثیرہ اور فیوضات کبیرہ اور اُسکے فوائد بیار اور عوائد بے شمار پر تامل ہے۔ منشی صاحب موصوف خود اپنے لیکچر میں اقرار کرتے ہیں۔ کہ میں اپنے اسلامی بھائیوں کا عموماً اور اسلامی اخبارات کے اڈیٹروں اور نامہ نگاروں کا خصوصاً شکریہ ادا کرتا ہوں جو میری تحریرات کا جواب دیکر میری تسلی کا باعث ہوئے ٭ اور سب جانتے ہیں کہ منشی صاحب کے شکوک وغیرہ کلیتہً انوار الاسلام ہی نے رفع کئے ہیں چنانچہ رسالہ جلد ۶ و جلد ۷ میں ملاحظہ فرماویں۔ انوار الاسلام نے منشی صاحب موصوف کا ایک اعتراض بھی باقی نہیں رکھا۔ ہر مسلمان کو مناسب ہے کہ انوار الاسلام کے دو دو چار چار خریدار پیدا کرے اور اس سال تو ایک کتاب بیرہ کی ۳۲۰ صفحہ کی پیارے نبی کے پیارے حالات جلد دوم مُفت ملتی ہے جس کی فہرست مضامین رسالہ ہذا کے ساتھ بطور ضمیمہ شایع کی جاتی ہے ہمارے ایک خریدار انوار الاسلام کا فرض ہے کہ کم از کم دو چار مسلمانوں کو اسکا خریدار بناویں ہماری مرضی ہے کہ انوار الاسلام کی اشاعت ایک لاکھ ہو جائے اور ہم ولایت سے چھاپہ کی مشین منگا کر ہفتہ وار تازہ بتازہ خریداروں کے ہاتھ میں دیں۔ خداوند تعالیٰ ہمارے ارادہ کو پورا کرے خریداران انوار الاسلام کے نام اسقدر بقایا ہے کہ اگر وہ اپنا حساب بے باق کر دیں۔ تو یہ رسالہ کبھی ایک دن کے لئے لیٹ نہ ہونا پائے۔ لیکن سب جانتے ہیں کہ بغیر روپیہ کے کوئی کام نہیں چل سکتا۔

پھر ایک اور انوار الاسلام کی برکت دیکھئے۔ جس وقت یہ جاری ہوا ہے۔ مسلمانوں کا شاید ہی کوئی رسالہ ہندوستان سے سوقت الشیوع ہوگا مگر جب سے

انوار الاسلام نکلنے لگا ہے اُسکے دیکھا دیکھی بے شمار رسالے اسلام کی طرف سے نکلنے شروع ہو گئے ہیں۔ جیسے الھادی۔ رسالہ ہمدرد اسلام۔ ضیاء الاسلام۔ النذیر وغیرہ وغیرہ یہ بھی انوار الاسلام ہی کا فیض ہے۔

غرض انوار الاسلام کے فیوض کہاں تک گنے جائیں۔ مسلمانوں کو اسکے لئے ہمت کرنی چاہئے اور تن من دھن سے اُسکی امداد کرنی عین فرض ہے۔

منشی عمر الدین صاحب ٹھیکیدار باوجودیکہ ایسی سخت دیا نندی بن گئے تھے کہ اسلام کے برخلاف ایک رسالہ جاری کرو دیا تھا۔ لیکن خدا کی عنایت کی طرف خیال کرو۔ وہ کس طرح اپنے بندوں کو ظلمت و ضلالت سے نکالتا ہے۔ کیا کسی شخص کے خیال میں آسکتا تھا۔ کہ جس شخص کے مضامین منشی سدھار یا دھرم ادتیہ میں چھپے ہیں۔ وہ بھی کبھی پھر مسلمان ہو سکتا ہے۔ لیکن رحمت الٰہی منشی صاحب کو اس طرح کھینچ لائی۔ کہ اب وہ ایک صادق باصفا باخلاص مسلمان بن گئے ہیں اور خدا کی یاد اور ذکر کے مزے لے رہے ہیں ہم امید کرتے ہیں کہ عنقریب لالہ مصری پال صاحب بھی اس بات کو سمجھ جائیں گے اور بہت کچھ سمجھ گئے ہونگے۔ کہ آریوں کی عملی حالت کیسی ہے اور کہ وہ نیوگ کے کیسے دلدادہ ہیں ہے جس مذہب کا یہ اصول ہو کہ اپنی بیوی کو بچہ جنانے کے لئے دوسرے مشٹنڈے کے حوالہ کر دو۔ خدا نے خاک ہی پیدا نہیں کیا۔ نہ کسی روح کو مخلوق کیا۔ نہ کسی روح کا وہ خالق اور حقیقی مالک ہے کسی شخص کو وہ ابدی نجات دینے پر قادر نہیں باوجود کامل مجبور نشی مئی شنتے کہ اگنی۔ وایو ملکہ دیا نند سرستی ولیکھرام جیسے مہاتما اور عارف باللہ ہونے کے وہ کسی کو دائمی راحت دے نہیں سکتی نہ ابدی دکھوں سے بچا سکتا ہے۔ بلکہ یہ سب لوگ بد ترین جونوں میں پڑے ہوئے ہونگے یا پڑیں گے۔ کیا کوئی عقلمند ہے جو ایسی لغو اور بیہودہ مذہب کو جو بازیچہ اطفال سے بڑھ کر نہیں ماننے۔ کیا کسی غیرتمند شخص کی کانشنس اس امر کا فتوی دے سکتی ہے کہ جیتا جاگتا خاوند اپنی زندگی میں اپنی عورت کو محض اولاد کے لئے یہ حکم دے کہ اے میری پیاری زوجہ عزیزہ اب مجھ سے اولاد کی آس مت رکھ۔ کوئی اور اگنی وغیرہ ڈھونڈ لے اور دس پرشوں تک

...سلسلہ نہ توڑ۔ ہائے ہائے یہ ایشور کا حکم ہوسکتا ہے۔ ہائے آریو تمہیں کیا ہوگیا۔ تمہاری عقل کہاں گئی۔ بطلان کا اسقدر جوش جھوٹ کی اس قدر حمایت آخر انسان ہو۔ توبہ کرو توبہ کرو اور جلد اسلام لے آؤ۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔

اب منشی محمد عمر الدین صاحب کے مسلمان ہونے کی کیفیت اخبار اہل حدیث سے نقل کرتے ہیں:۔

ایک آریہ مسلمان ہوا

(از حکیم محمد الدین صاحب سیکرٹری انجمن نصرت السنتہ امرتسر)

ناظرین آگاہ ہونگے۔ کہ آریہ سماج والوں کا عام قاعدہ ہے کہ کوئی کیسا ہی مسلمان خواندہ ہو یا ناخواندہ ہو کسی غرض سے اُن میں جا ملے۔ پس پہلا لقب اسکو مولوی کا دیدیتے ہیں اسی طرح منشی عمر الدین صاحب کو بھی کیا جس کی داستان آگے آتی ہے۔ ۲۲ مئی کو منشی صاحب موصوف مولوی ابوالوفا ثناء اللہ صاحب کی خدمت میں آئے اور اپنے فعل پر نادم ہو کر اظہار اسلام کا خیال ظاہر کیا۔ مولوی صاحب موصوف نے کہا ہے چنانچہ عصر کی نماز تو اسی وقت ساتھ پڑھائی ۲۳ مئی کو جلسہ قرار پایا جس کی افتتاحی مولوی صاحب موصوف نے فرمائی۔ اسی تقریر میں یہ بھی فرمایا کہ اسلام میں داخل ہونا کوئی نئی بات نہیں۔ بلکہ ایک معمولی بات ہے۔ اس لئے کسی شخص کا اسلام میں داخل ہونا یا واپس آنا کوئی ایسا کام نہیں کہ اسپر کوئی غیر معمولی جلسہ کیا جائے۔ مگر چونکہ آریہ سماج کی عادت ہو رہی ہے کہ معمولی سی بات کو تنگڑ اور رائی کو پہاڑ بنا کر دکھاتا ہے اس لئے اُنکی غلطی رفع کرنے کو یہ جلسہ کیا گیا۔ تاکہ جس شخص کو ہمنے آریہ بنا کر چند روز جھوٹی خوشی کی تھی۔ وہی آج اُن کے الم کا موجب ہے۔ اسکے بعد منشی عمر الدین صاحب (جو آریہ دھرم دت) نے تقریر مندرجہ ذیل کی:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلے میں یہ بتاؤں کہ میں کون ہوں میں بھیٹہ ضلع امرتسر کا اصلی باشندہ ہوں اوائل عمر میں اردو فارسی سے قدرے واقفی حاصل کی۔ اتنے میں صحبت بد کی وجہ سے آریہ سماج میں آنے جانے کا اتفاق ہوا۔ ایک طرفہ بیانات کا جو اثر ہوا کرتا ہے

مجھ پر ہوا۔ کہ میں نومبر گذشتہ میں لاہور سماج کے جلسہ پر آریہ ہو کر دھرم دت ہو گیا۔ مختصر کیفیت میرے آریہ بننے کی یہ ہے مگر چونکہ میں نجات کی تلاش میں تھا۔ اس لئے میں آریہ سماج کے بڑے بڑے ممبروں کے حالات بغور دیکھتا رہا تو معلوم ہوا کہ اُن کو خود اس دھرم پر یقین نہیں بہت کم بلکہ کوئی بھی نہ ہوگا۔ جو ویدک دھرم کے مطابق سندھیا اور ہون کرتا ہوں۔ ہاں اسلام اور اہل اسلام کے برخلاف ہمیشہ زبان تیز کرتے ہیں شاید اسی کام سے انکو دیگر فرائض مذہبی کے لیئے فرصت نہیں ملتی۔ گوشت چھوڑنے پر بڑے لیکچر دیتے ہیں۔ مگر شنو میں پچھتیر بلکہ اسی فی صدی لوتے ؟ کھاتے ہیں۔ راستگوئی کا یہ حال ہے۔ کہ میں نے ایک جلسہ پر شدہ ہونے کے لیئے جانا تھا میں نہ گیا جس کی وجہ میں نے کوئی تحریر نہ کی۔ مگر آریہ سماج لاہور کے لیڈروں نے بھری مجلس میں بیان کیا کہ محمد عمر الدین صاحب کا تار آیا ہے کہ کسی ضروری کام کے لئے رُک گئے ہیں۔ میں حالانکہ معمولی کاروبار کا آدمی ٹھیکہ دار ہوں۔ مگر میرا نام مولوی محمد عمر الدین صاحب رکھا گیا بلکہ ساتھ ایم۔ اے کا لفظ بھی بڑھایا گیا۔ جو بظاہر تو میرے لئے خوشی کا مقام تھا۔ مگر در اصل میں آریہ سماج کی روحانی کمزوری پر مطلع ہو گیا۔

غرض آریہ سماج کے بڑے بڑے لائق ممبروں کو میں نے بے عمل پایا ہون کا کرنا ہر ایک آریہ پر فرض ہے مگر کوئی شاید ہی کرتا ہو۔ میں اس ہون کی فضول رسم پر اسوقت بحث نہیں کرتا۔ بلکہ صرف یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ جس مذہب کو یہ لوگ سونے کا رنگ دیکر لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں اُسپر خود ہی عمل نہیں کرتے یا کر نہیں سکتے۔ نیوگ کی فایدہ مند تعلیم جس سے مفت کی اولاد ملتی ہے اُسپر بھی کوئی عمل نہیں کرتا۔ غرض یہ مختصر وجوہات ہیں جنسے معلوم ہوتا ہے کہ ویدک دھرم میں کوئی روحانیت نہیں اس لئے میں اپنے بھائیوں سے التماس کرتا ہوں کہ مجکو ایک اپنا نالائق بھولا ہوا گمراہ پر آیا ہوا بھائی جانیں۔ میں اپنے اسلامی بھائیوں کا عموماً اور اسلامی اخبارات کے اڈیٹروں لوزنامہ نگاروں کا

خصوصاً شکریہ ادا کرتا ہوں جو میری تحریرات کا جواب دیکر میری تشفی کرتے رہے ہیں" +

اس تقریر کے بعد آپنے اپنا جنیو اور چوٹی کے بال اُٹھا کر آریوں کو مخاطب کر کے کہا کہ یہ تمہاری امانت ہے مہربانی کر کے اسے لے جائیے۔ یہ بھی کہا کہ مجھے اُمید ہے۔ کہ میرا دوست عبد الغفور دہرم پال بھی میری طرح بہت جلد اسلام میں آ جائیگا۔ اسپر مولوی فاضل ابوالوفا ثناء اللہ صاحب نے ایک پھڑکتا ہوا شعر پڑھا۔ ؎

یاں کے آنے کا مقرر نہ اصدا وہ دن کرے

جو تو ملنے گا وہی دونگا خدا وہ دن کرے

اس سے بعد حکیم محمد عبد الحق صاحب نے اسلام کی مضبوطی اور ویدک مت کی کمزوری پر تقریر کی۔ اس سے بعد حکیم محمد الدین نے مسلمانوں کو باہمی میل جول اور اتفاق کی ترغیب پر اور علماء اسلام کو اس مہم کی طرف سے توجہ کرنے پر تقریر کی۔ اور جلسہ برخاست ہوا +

خبطِ دیانندی

یا

آریہ مسافر دسمبر ۱۹۰۴ء صفحہ ۶۵ کی تردید

ناظرین! ہمیں یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ دیانندی یوگندپال واقعی ... ثابت ہوا ہی۔ جہانتک ہمیں یاد ہے ہمنے اسکا کوئی مضمون بلا جواب نہیں رہنے دیا۔ بعض مضامین کی انعامی تردید چھپ چکی ہے۔ بعض چھپنے باقی ہیں مگر ہمیں فخر ہے کہ دیانندی نے ہماری کسی مضمون پر آجتک قلم نہیں اُٹھایا اور نہ اُسے ہمارے مقابل ٹھیرنے کی جرأت ہی ہوئی۔ انعامی جوابات کا جواب الجواب دینا تو علیحدہ رہا۔ ان باتوں کے ہوتے ہوئے اگر وہ یہ دعوی کریں کہ اس نے سارا جھگڑا نبیڑ دیا ہے اور معاملہ یکسو کر دیا ہے تو وہ کہاں تک سچا ہے۔ ہمنے ویدوں کے مضامین کا پلیتھن جس خوبی سے نکالا ہے وہ ہمارے مضامین کے پڑھنے والوں سے مخفی نہیں

عیسائیوں کی ایسی ایسی کتب کے بجنسہٖ اُردو میں ترجمے چھپتے ناجوش ہیں۔ ۹۰ فیصدی دیانندی ناواقف محض ہیں اور خود دیانندی بھی انہیں ناواقفوں میں شامل ہے۔ بجائے اسکے کہ وہ اپنی کم مائیگی پر پردہ ڈالے رکھے عیسائیوں کی کاسہ لیسی کر کے اسلام پر جھوٹے بہتان باندھتا ہے۔ اور پھر انکو پایہ ثبوت تک بھی نہیں پہونچا سکتا۔ اور یہی اسکی کم لیاقتی کی دلیل ہے۔ ایسے ایسے کم علموں کا اتنے دلیر ہوجانا محض ہم مسلمانوں کے درگذر کرنے اور لاپرواہی کا نتیجہ ہے۔ ورنہ آج مسلمانوں کی ایک جماعت کمر ہمت باندھ لے اسطرف کی طرف متوجہ ہوجائے تو ویدوں اور انکے حامیوں کی حقیقت آشکارا ہوجائے اور صلیب پرستوں کی طرح یہ بھی منہ دکھانے کے لائق نہ رہیں۔ کیا نیوگ جیسے حیا سوز مسائل کی تعلیم دیکر زنا کی گنگا اور باپ بیٹی کی مجامعت کے قصے بیان کرنے والی پستک خدا کے سچے کلام کے سامنے منہ کرسکتی ہے ہرگز نہیں۔

اس متعصب اور ضدی گروہ کی تحریر و تقریر میں سے اسلام کی محبت و شفقت عنقا ہوگئی ہے بجائے صلاحیت کے یہ بگاڑ کے زیادہ دلدادہ اور جھوٹے قصوں اور فسانوں کے شائع کرنے سے عوام کو اسلام کے خلاف اکسانے میں زیادہ سرگرم ہیں۔ اُنیسویں صدی کا بھونگا (آریہ سافرمٹ) مہارشی ویدوں کی تعلیم کا فوٹو ایسا پیدا ہوا۔ جس نے جھوٹ موٹ خدا کی الہامی کتاب پر بے سروپا بیہودہ دہنی شروع کر کے شیطان کی جو یدی کا محرک ہے خوب مدد کی سب بڑے بڑے بزرگوں کو وید کی سچی تعلیم کے اثر سے منہ پھٹ گالیاں دیتا گیا اور دیانندیوں کے پانچویں وید کو (ستیارتھ پرکاش) گالی وید کے نام سے موسوم کر گیا۔ گویا موجودہ دیانندی پانچ ویدوں کے پیرو ہیں۔ رگ وید۔ یجر وید۔ سام وید۔ اتھروید گالی وید یعنی ستیارتھ سخت کلامی و دروغ نویسی تو دیانندیوں کی گھٹی میں پڑ چکی ہے۔ اس لئے جبتک ایک بے لگام گھوڑے کو زور سے قابو نہ کیا جاوے اُسکا قابو میں آنا اور صلاحیت اختیار کرنا طاقت سے باہر ہے۔ ہم نہ صرف دوا سے بلکہ دُعا سے بھی ان کی صلاحیت کا علاج کرتے رہتے ہیں اور ہر مسلمان کی دعا ہے کہ خدا اس گمراہ قوم کو جو شیطان کی حمایت میں حد سے بڑھی ہوئی ہے چشم بینا عطا کرے تاکہ وہ سچ اور جھوٹ میں تمیز کرسکے اور ہندیکے ایک پُرانے ریفارمر بدھ دیو کے قول پر غور کریں جس نے بہت تحقیقات کے بعد

اپنا تجربہ بیان کیا وہ لکھتا ہے کہ

"چونکہ اُن کے وقت کی میعاد غلط ہے اور اُن میں پرمیشور کے نشان نہیں ہیں اور وہ خلاف عقل ہیں اس لئے وید پرمیشور بانی نہیں ہو سکتے"

ہمیں اُمید ہے کہ تہذیب و تمدن کی ترقی کئی ملوں کو بدھ جی کی طرح سچ کہنے کی تعلیم دیگی اور وہ اپنے خیالات کو فطرتی مذہب پر لے آئیں گے۔ اور خدا لانے والے کو ایسا پہچانیں گے۔ جیسا اُسے پہچاننے کا حق ہے۔ واقعی اگر سچے دل سے غور و فکر کیا جائے تو ویدوں میں الٰہی نشان ہرگز نہیں اور خلاف عقل ہونا تو یا نندیوں کے فضول عقاید سے عیاں ہے کہ وید کے رو سے ایشور بھدا نیاں قہری دلکشی رکھتا ہے۔ اور باپ بیٹی کے جماع کے قصے بیان کرتا ہے نیوگ جیسی خلاف عقل و حیا تعلیم دیتا ہے۔ خدا کی کلام کا نشان یہ ہے کہ لا یکلف نفسًا الا وسعھا اس کی کتاب کا عقیدہ ایک گنوار ایسا ہی قبول کر سکتا ہے جیسا کہ ایک اعلیٰ درجہ کا فلاسفر۔ ویدوں کی طرح شاستروں کے بنانے والوں کو دہریہ نہیں بنانا۔ خود وید کے رشی کپل جیسے دہریہ تھے۔ جیسا اُن کے شاستر سے ظاہر ہے۔

قرآن پاک کی پاکیزہ تعلیم نے ہزاروں سے گذر کر لاکھوں اور لاکھوں سے گذر کر کروڑوں مشرکوں کو توحید کے شیریں چشمے کا آب مصفا پلا دیا۔ اور کئی غور کرنیوالے دل برابر اس پاک توحیدی چشمہ سے ہر روز سیراب ہوتے چلے جا رہے ہیں آفتاب اسلام نے ہند کے کونے کونے میں توحید کی روشنی پھیلا دی ہے جس کے اثر سے قدیم مشرکوں کو بھی اپنی اصلاح کرنی پڑ گئی ہے اور اُن میں غور کرنے کا مادہ پیدا ہو گیا ہے۔ اب یہ مسلمانوں کی ہمت پر منحصر ہے کہ ایسے پیاسوں کے منہ تک توحید اسلام کا جام اپنی اعلیٰ صورت میں پہونچائیں تاکہ اُن کے دل نور اسلام سے بھر جائیں اور وہ ویدک ھدایت کنندوں کی چلپش سے نزدیک تک نہ جائیں۔

اب ہم اصل مطلب کی طرف رجوع کرتے ہیں رسالہ انوار الاسلام جلد ۲ نمبر ۱ کے صفحہ ۵ سے ۱۲ تک وید کے مضامین پر مفصل بحث شروع کی گئی تھی جس کے ایک حصہ

لفظ کو دیانندی تصانیف کے حوالہ سے پایہ ثبوت کو پہونچایا گیا تھا۔ ہمارے لالہ دیانندی سے کسی مدلل بات کا جواب بن نہیں پڑا اور اُس نے مندرجہ ذیل مضامین پُھد کڑ کا رتک نہیں لیا۔ جو ثابت کرتا ہے کہ وہ اعتراضات بالکل صحیح اور لاجواب ہیں وہ یہہ ہیں :۔

(۱) وید کلام ربانی نہیں۔ ویدوں کی فحش اور گندی تعلیم۔ (۲) وید میں دختر سے ہمبستری کی تعلیم (۳) وید کا نزول فضول (۴) ویدک جہاد صفحہ ۵ سے صفحہ ۱۵ تک کے مضامین مندرجہ بالا کی سچائی پر تو لالہ جی نے صاد کر دیا ہے۔ مگر باقی اڑہائی ورقوں پر آپ کو کچھ اعتراضات ہیں جن کی طرف سے ہم اُس مضمون میں اُنکی تسلی کئے دیتے ہیں تاکہ وہ سوچیں اور غور کریں اگر اسپر بھی اُن کا کچھ شبہ باقی رہے تو ہم پھر بھی خدمت کے لئے حاضر ہیں۔ ہمیں اپنے کسی رسالہ میں یاد کریں ہم حاضر ہو جائیں گے۔ اب لالہ جی کی رام کہانی سُنئے :۔

دیانندی۔ پرماتما نے چاند سورج۔ ستارے۔ آگ۔ انسان۔ حیوانات۔ نباتات۔ بجلی۔ برف۔ مینہہ ہمارے دل و دماغ چھوٹی سے بڑی چیزوں کو بنایا۔ پھر مسلمانوں کا کہنا کہ وہ کسی چیز کے پیدا کرنے سے عاجز ہے قابل گرفت ہے۔

مسلمان۔ لالہ جی اگر آپ کا اور آپ کے گرو کا یہی مذہب ہوتا۔ کہ پرماتما نے چھوٹی سے لیکر بڑی چیزوں تک سب کو بنایا تو اسپر اعتراض کی گنجائش ہی نہیں تھی۔ مگر افسوس کہ ویدوں کی مشرکانہ تعلیم کی حمایت کرتے ہوئے آپ یہ کلمات ہرگز نہیں کہہ سکتے ہم آپکا وید اور آپکے عقاید صاف صاف ظاہر کر رہے ہیں کہ مادہ روح انلی و ابدی ہیں۔ پرماتما کے پیدا کردہ نہیں پھر آپکا یہ کہنا۔ کہ چھوٹی سے بڑی چیزیں اُس نے بنائی ہیں۔ کیسا جھوٹ ہے جب روح و مادہ قدیم ہیں تو اُن کے صفات بھی قدیم ہوئے جب ایشور نے روح و مادہ پیدا نہیں کئے تو اُن سے جو اشیاء بنی یا خواص ظاہر ہوئے اُس میں اُسکے گھر سے کیا خرچ ہوا۔ آپ ہمیں ہزار نہیں دو ہزار نہیں صرف ایک ہی منتر وید کا [illegible] جس میں ایشور نے اپنے آپ کو روح و مادہ کا خالق برحق کیا ہو۔ خالق ہونا اور بات ہے اور صانع ہونا اور بات۔

دیانندی - وید میں لکھا ہے کہ پرمیشور نے ہم کو اور کروڑوں کو پیدا کیا -

مسلمان - جو عبارت سنسکرت کی آپ نے لکھی ہے وہ بالکل بلاحوالہ ہے صرف ایک لایعنی عبارت پر لکھ دینا کہ یہ وید میں لکھا ہے قابل قبول نہیں - جبتک وید منتر کا پورا پورا حوالہ نہ دیا جاوے - ڈھکوسلہ بازی دیانندیوں کی عادت ہو چکی ہے - یجروید پرش سوکت میں تو پرمیشور کی معدانیاں اور دنیا کو اسکا تیسرا حصہ بنایا ہے گویا وید کے مصنف ایشور کو ماپ آئے ہیں اس لئے جب تک آپ کسی خاص منتر کا حوالہ نہ دیں - ہم لایعنی عبارت کو قابل قبول نہیں سمجھتے +

دیانندی - دنیا بننے سے پہلے ہر سہ علت کا ہونا ضروری ہے - نیستی سے ہستی ناممکن و خلاف قانون قدرت - اگر روح مادہ نہ ہو تو خدا مالک کس چیز کا رہے اُس کی تمام صفات معطل ہو جائیں - اس لئے ہم نہیں کہہ سکتے - کہ خدا نیست ہے یا نیستی کا مالک ہے - بلکہ روح مادہ کا ازلی مالک ہے جب خدا ازلی علیم ہے تو وہ چیز جس کا خدا ازل سے عالم چلا آیا ہو ازلی ضروری ہے جس خدا نے تمام جہان کے لئے قانون بنایا جس خدا نے تمام جہان کو عقل دی - ہم کیسے مانیں کہ دنیا اتفاق سے اُس کے ہاتھ لگ گئی یا کسی سے زبردستی چھین لی ہم سے کوئی پوچھتا ہے تو ہم دنیا کے بنانے کا سبب بموجب سائنٹیفٹ روح مادہ بتاتی ہیں - مگر مسلمان خدا کے کام میں عقل کا دخل بُرا جانتے ہیں - ہمارا حق ہے کہ ہم دریافت کریں نیستی کیا چیز ہے اور اس سے کچھ کیونکر بن سکتا ہے اُسکا ہمیں تجربہ کرکے بتا دیجئے -

مسلمان - ہمیں لالہ صاحب کا خبط دیکھکر سخت افسوس ہوا کہ وہ خدا کو بھی ایک انسان کی طرح محتاج سامان مانتے ہیں اور پھر اسپر ضد کئے جاتے ہیں - ایک عقلمند خیال کر سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے ایک ہونے کے یہی معنے ہیں کہ در حقیقت وجود اُسی کا وجود ہے اور باقی سب اشیا اُسی کے دست قدرت سے نکلی ہیں اور اُسی کے [illegible] اور اسی کے رشحات فیض سے اپنے کمالات مطلوبہ کو پہونچتی ہیں - یہ بات ایک بچہ بھی سمجھ سکتا ہے کہ اگر روح و مادہ کو پرمیشور کی طرح خود بخود اور قدیم مان لیں بجو اپنے اپنے وجود کے خود خدا ہیں تو پرمیشور اس دعوی کا ہرگز مجاز نہیں ہو سکتا - کہ یہ کہہ کر میں ان چیزوں کا

ب اور پیدا کنندہ ہوں کیونکہ جب ان اشیاء کا پرمیشور کے سبب سے وجود ہی نہیں تو
اُن سے مالک کیونکر بن سکتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی بچہ بنا بنایا آسمان سے گرے۔ یا زمین میں
سے کھنب کی طرح نکل پڑے تو کسی عورت کو یہ دعویٰ نہیں پہونچتا۔ کہ یہ میرا بچہ ہے بلکہ
بلکہ اُس کا بچہ وہی ہوگا جو اُس سے پیدا ہوگا۔ جو خدا کے دست قدرت سے نکلا ہو۔ وہی
خدا کا ہے۔ اور جو اُس کے ہاتھ سے نہیں نکلا وہ اُس کا کسی قانون سے نہیں ہو سکتا
کوئی بھلا مانس ایسی چیزوں پر ہرگز قبضہ نہیں کرتا۔ جو اُسکی نہوں خواہ وہ کتنی کمزور ہی کیوں
نہوں مگر افسوس کہ ویدک ایشور نے ایسی چیزوں پر قبضہ کرلیا۔ جنپر قبضہ کرنے کا اُسے
کوئی حق نہ تھا۔ افسوس ہے کہ وید میں باربار ایشور کو پتہ۔ پتامہ۔ پرپتامہ۔ ماتا کہا جاوے
مگر پھر ایسے الفاظ کو اسکی طرف سے حقیقی معنوں میں نہ لیا جاوے۔ بلکہ اُس کے قول کو ایک
بازیچۂ طفلاں بنا کر یا وہ گوئی قرار دیا جاوے کیا پرمیشور نے یہ الفاظ تمسخر کے طور پر کہے
یا محض بناوٹی طور پر۔
جب ہم خدا کو سچا خالق ماتا۔ پتا۔ پرپتہ اور سچی ہستی مان لینگے۔ تو اُس کے لیے ہم کوئی
علت نہیں ٹھیرا سکتے۔ جس کا محتاج ہو کر وہ رہے۔ اگر آپ کی تحریر پر ہی غور کی جائے تو
آپ خود نیستی سے ہستی مان رہے ہیں آپ لکھتے ہیں کہ پرماتما نے تمام جہان کو عقل دی۔ سو لالہ جی
غور کریں کہ آپ عقل دینے سے پہلے عقل کی نیستی مان رہے ہیں۔ اور اگر خدا نے تمام جہان
کے لئے قانون بنایا ہے تو آکسیجن۔ کاربن وغیرہ کا وزن امتزاجی بھی اُسی نے بنایا ہوگا
پس نیستی سے ہستی میں کیا شبہ ہے چونکہ مجھے آپکی نیستی سے ہستی کرنی منظور رہے اسلئے
میں صرف ایک دلیل بیان کرتا ہوں۔ آپ نہ سہی شاید آپکا کوئی دوسرا بھائی راہ راست
پر آجاوے۔
(دلیل) جب ہم کائنات و موجودات کی ترکیب و تحلیل پر ہر ایک پہلو سے باریک
بین نظر ڈالتے ہیں تو یہ عقیدہ بآسانی حل ہو جاتا ہے۔ روح و مادہ ہی صرف ایک ایسی
چیز ہے جس کی قدامت و عدم قدامت پر جھگڑا ہے۔ اول مادہ ہی کو لیجئے اور جس قدر
قوتیں و صورتیں خواص مادی چیزوں میں پائے جاتے ہیں۔ اُن کو غور سے دیکھئے کہ کہاں سے

تے ہیں کیا یہ مادہ میں پہلے سے ہی موجود ہیں یا نہیں اگر موجود ہیں تو مادہ کا اتصاف
ن کے ساتھ بالذات ہے یا بالعرض اگر بالذات ہے تو جب مادہ تمام چیزوں میں موجود ہے
و اُن میں یہ صور وخواص وقوےٰ یکساں کیوں نہیں۔ حالانکہ چاندی ۔سونا۔لوہا۔تانبا وغیرہ
کے خواص وصور وقوےٰ وافعال الگ الگ ہیں کوئی کسی سے نہیں ملتا۔ پھر پانی ہوا خاک
آگ کو دیکھو وہ کیسے مختلف الصور وقوےٰ وخواص ہیں غور سے دیکھنے پر صرف مادہ ان
صورتوں میں تبدیل ہوا نظر آتا ہے کیا یہ سچ نہیں کہ یہ امور محض عدم سے وجود پذیر ہوئے
ورنہ کوئی بڑا حکیم بتائے کہ یہ صور وغیرہ مادہ میں پہلے کہاں موجود تھیں اس صورت میں
یہ صور بھی مادہ کی طرح قدیم ہونگی جسے دیانندی بھی نہیں مانتے۔ اُن کا منبع بھی کہیں بتانا
چاہیئے۔ کہ مادہ کو کونسے کونہ میں اور اُن کا ظہور کس طرح ہے۔

یہ تو بدیہی بات ہے کہ مادہ صرف قابل ومتاثر ہے اس میں یہ صور نہیں و قوتیں و خواص
موجود نہیں کیونکہ اگر یہ مانا جائے تو بہت خرابیاں لازم آتی ہیں اول تو یہی کہ اس سے لازم آتا
ہے۔ کہ جب مادہ میں یہ امور بطور لزوم موجود ہیں تو پھر تمام مادی اشیا میں یکساں کیوں نہیں
حالانکہ مقتضائے ذات کسی صورت میں ذات سے الگ نہیں ہو سکتا۔ مثلاً پانی
جبتک پانی ہے اُسکا اصل مقتضائے یعنی تری اسکی ذات سے کبھی الگ نہیں ہو سکتی
اسی طرح مادہ کی مقتضیات اس سے الگ نہیں ہو سکتیں اس سے معلوم ہوا کہ مادہ ان
اُمور سے محض عاری ہے اور صرف اُن کا قابل ہے معطی وموثر (دینے والا) کوئی اَور ہے

دوسرا فساد یہ لازم آتا ہے کہ مادہ میں اجتماع نقیضین جو بدیہی البطلان ہے
پایا جائیگا۔ اس لئے کہ جب وہ تمام قوےٰ وصور وخواص کا حامل ہے اور اس میں سارے
قوےٰ موجود ہیں۔ پس ایک ہی حالت میں قوائے متضادہ وصور وکیفیات متناقض کا
حامل ہے جامع ہے جیسے ایک گدھا بھی نہ مانیگا۔ یہ محال اس فرض سے کہ مادہ میں یہ امور
بالذات موجود ہیں ماننے سے لازم آتا ہے۔ پس جو امر مستلزم محال ہے وہ خود محال
نتیجہ یہ کہ مادہ میں ان اُمور کا ہونا محال ہے وہ صرف قابل ہے یعنی ہر کیفیت صورت
خاصیت وقوت کو قبول کر سکتا ہے۔

اور اگر مادہ کا اتصاف ان اُمور کے ساتھ بالعرض ہے تو مادہ میں یہ صورتیں قوتیں وخاصیت
معدوم محض ہیں اور کسی دوسرے سے ماخوذ و مستفاد ہیں اب فرمائیے انکو کون وجود عطا کر
جواب یہی ہے وہ معطی جو واجب بالذات ہی وہی موجد حقیقی جو موجود بالحقیقت
چونکہ کائنات و ممکنات کا سلسلہ موجود اور صفت وجود کے ساتھ متصف ہو لیکن
یہ صفات اس سلسلہ میں ضروری نہیں پس ثابت ہوا کہ ہر ایک وجود کو یہ صفات ضرور
نہیں ورنہ وجود ممکنات کے لئے بھی ضروری ہوتے۔ نہایت وضاحت اور یقین سے
ماننا پڑا کہ وجود بالذات کے لئے ضروری ہیں اور کسی وجود کے لئے نہیں پس وجود بالذات
جہاں پایا جائیگا تو یہ صفات بھی ضروری پائے جائیں گے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ مادہ و روح
میں وہ صفات نہیں پائی جاتیں جو باری تعالیٰ میں ہیں پس اُن کا وجود ضروری نہیں۔ اگر
ضروری ہوتا تو یہ صفات ان میں ضروری پائے جاتے۔ مادہ ذی حیات و ذی علم نہیں
روح قادر نہیں۔

اتصاف بالذات صرف دو حالت میں ہو سکتا ہے صفت یا تو موصوف کا
جزو ہو یا وصف ذاتی۔ ان دونو صورتوں میں صفت موصوف سے جدا نہیں ہو سکتی پس
اگر مادہ ان صور قویٰ و خواص سے متصف بالذات ہوتا تو مادہ سے کسی صورت میں انکا
الگ وجدا ہونا ممکن نہ تھا۔ حالانکہ کوئی صورت قوت و خاصہ مادہ کو لازم نہیں اور نہ کوئی فلاسفر
اس لزوم کا قایل ہے اگر اتصاف بالعرض ہے تو مادہ ان امور سے محض عاری ہے اور یہ
اسمیں ہی مفقود نہیں بلکہ کسی دوسری چیز میں بھی موجود نہیں کیونکہ خدا اور روح میں یہ صفات
نہیں ہو سکتے ورنہ انکا جسمانی و مکانی ہونا لازم آتا ہے جو صریح باطل ہے اتصاف بالعرض
کے لئے یہ ضروری ہے کہ وصف کا عروض موصوف میں کسی دوسری شے سے ہو مثلاً گرم لوہا
گرمی لوہے میں وصف عارضی ہے اور لوہا موصوف ہی تو گرمی کسی ایسی شے سے لوہے
میں عارض ولاحق ہوئی ہے کہ وہ بالذات گرم ہے۔ لوہے کا اتصاف گرمی کے ساتھ
اتصاف بالعرض اور دوسری شے کا جس میں گرمی عارض نہیں بلکہ لازمی ہے۔ اتصاف
بالذات ہے جس صورت میں مادہ میں تو یہ اوصاف موجود نہیں خدا اور روح ان سے

پاک ہیں اور اسکی شان ان اوصاف کے اتصاف سے ارفع و اعلیٰ ہے تو پھر کونسی چیز سے مادہ نے یہ صفات حاصل کی ہیں کیا یہ سچ نہیں کہ یہ اُمور محض عدم سے وجود پذیر ہوئے اگر نہیں تو دیانندی روح یا ایشور میں یہ صفات ثابت کر دکھایئے۔ بجوالرّوید اُمید ہے اب آپکو عدم سے وجود پذیر ہونا خلاف قانون قدرت نظر نہ آئیگا۔

ہمارے اعتقاد کے بموجب روح و مادہ قبل از وجود خارجی خدا تعالیٰ کے علم میں موجود تھیں اور علمی وجود سے موجود تھیں ان کا خارجی وجود خدا تعالیٰ کی کامل قدرت کا نتیجہ و اُسکا اثر ہے یعنی ہم کہتے ہیں کہ یہ چیزیں محض نیستی سے ہستی میں نہیں آئیں بلکہ علمی وجود سے خارجی وجود میں آئیں گویا ہستی برحق سے ہستی ہوئی نہ کہ نیستی سے ہستی۔ قادر مطلق نے ان مخلوقات و مقدورات کو اس لئے بنایا ہے کہ اُسکی سچی قدرت کے آثار ظاہر ہوں جس سے وہ شناخت کیا جاسکے اگر اسکی قدرت ہوتی اور قدرت کے آثار نہ ہوتے تو اس قدرت کا وجود و عدم وجود یکساں تھا۔ جیسے روشن چیز کو روشنی دینا ضرور ہے۔ اسی طرح قدرت کو اور کامل طاقت کو اپنے مقتضا کے مطابق آثار کا ظاہر کرنا ضروری ہاں فرق اتنا ہے کہ بعض اشیا اپنے خواص کے اظہار میں مختار ہوتے ہیں بعض غیر مختار و مضطر۔ خدا تعالیٰ کو اپنی صفات کی تاثیرات کے اظہار میں اختیار ہے۔ اضطرار نہیں جب چاہے اُن سے کام لے۔

(۵) آپکا مالکیت۔ خالقیت۔ رازقیت و حلیم وغیرہ صفات پر اعتراض سو یہ آپکی خلاف دیانتی کا نتیجہ ہے ہم خدا تعالیٰ کو اپنی صفات سے خالی کبھی نہیں مانتے خواہ کوئی دوسری چیز موجود ہو کیونکہ یہ اُس کی ذاتی صفات ہیں اور ذاتی صفات ہمیشہ اپنے موصوف کے ساتھ رہتی ہیں۔ رہا ان صفات کا صدور سو یہ دوسری بات ہے۔ اگر آپ خدا تعالیٰ کی صفات کو بلحاظ انسانی پیدائش کے سمجھتے ہیں جو آپکی دیانندی کم فہمی کا نتیجہ ہے تو فرمایئے کہ ہمارے کے وقت انسان کہاں ہوتے ہیں جبکہ وہ خالق و رزاق اور جنکے ساتھ وہ کلام کرتا ہے بہر حال آپکو یہی جواب دینا پڑے گا کہ یہ خدا کی صفتیں ہیں اور کسی خاص وقت اُن کا ظہور ہوتا ہے۔ اسی طرح مالکیت خدا کی صفت ہے اور اگر اس کا ظہور کسی

خاص وقت ہو تو آپ کا اعتراض کیسا پھر ثابت ہوتا ہے۔ موٹی بات سُنئیے :۔

فرض کرو کہ ہم گویائی کی صفت رکھتے ہیں جس سے ہم با اختیار کام لے سکتے ہیں اگر ہم قدیم ہوں تو یہ ممکن ہے کہ جب ہم چاہیں اس گویائی سے کام لیں اور جب چاہیں نہ لیں پس جب ہم نے اس گویائی کی صفت سے کام نہ لیا تو ایک وقت ہمارے اس سے کام نہ لینے سے ہماری صفت گویائی پر کوئی نقص عاید نہ ہوگا۔ اور یہ نہیں کہا جائے گا کہ ہم میں گویائی کی صفت ہی نہیں اسی طرح وید بقول دیا نندیاں ایشور کا کلام ہے جسے اُس نے ابتدائی سرشٹی میں چار آدمیوں کو سکھا یا اب کئی ارب کروڑ سال سے وہ ایشور متکلم بوید کسی سے بات تک نہیں کرتا۔ باوجود ایسی خاموشی اور اُس کے مُنہ پر مُہر لگ جانے کے دیانندیوں کے نزدیک اسکی صفت تکلم میں کوئی نقص نہیں مانا جاتا۔ حالانکہ اُنکے نزدیک سوائے ویدک سنسکرت و چار وید کے ایشور نہ کچھ بولا نہ کبھی بولیگا۔ جب صرف وید والی زبان میں کلام کر سکتا ہے اور اسکی صفات کلام۔ قدرت و زبا ندانی میں کوئی نقص نہیں آتا بلکہ وہ پوترو متکلم رہتا ہے تو اگر انسان مخلوق و موجود نہ ہو اور خدا تعالیٰ کو اُس کی صفات قدیم سے جو لوازم ذات ہیں۔ خالق۔ مالک۔ رازق۔ علیم وغیرہ کہیں تو کیا حرج ہے کیا اس کا خالق و رازق۔ مالک و علیم ہونا انسانی ہستی پر موقوف ہے ہرگز نہیں بلکہ وہ محض اسکی صفات کے ثمرات ہیں۔ ثمرات کی ہستی سے اُس کی قدیم صفات کی ہستی نہیں ہو سکتی۔ لالہ صاحبان کو ہوش و حواس قایم رکھ کر سوچنا چاہیئے۔

جو صاحب قدرت ہے اور جب چاہے اپنی صفات سے کام لے سکتا ہے ایک رعشہ زدہ کی طرح اضطراری فعل نہیں کرتا۔ اس کی نسبت یہ کہنا کہ اتفاق سے یہ دنیا اُسکے ہاتھ لگ گئی یا کسی سے چھین لی۔ یہ باطل نہیں تو اور کیا ہے۔ ہمارا سچا خدا اتفاقیہ کا نام تک نہیں جانتا نہ کسی موجود چیز کا محتاج ہے۔ بلکہ وہ جب اور جس وقت چاہے اپنی کسی قدرت سے کام لے سکتا ہے خواہ وہ صفت کوئی ہو۔ ہاں اتفاقیہ ہاتھ لگنا یا کسی سے زبردستی لینا اس کے لئے مناسب ہے۔ جو موجود چیزوں کا محتاج اور اُن کا دست نگر ہے قبضہ زبردستی با بقول جس کی لاٹھی اُسی کی بھینس پر عمل رکھتا ہے

دو تا چیز ہستیوں کو جو ہربات میں محتاج ہیں قدیم ماننا وید کا قانون ہے جس کا مشاہدہ کوئی نہیں کرسکا۔ ایک کمزور چیز کبھی خود بخود نہ تو قایم رہ سکتی ہے نہ کبھی رہے گی۔ ایسے عقل سے بعید عقاید ویا نندی وید کا حصہ ہیں مسلمانوں کو خدا بار بار غور و خوض کرنے کی ہدایت دیتا ہے۔ اور ایک دفعہ نہیں کئی بار فرماتا ہے کہ افلم یسیروا فی الارض فتکون لھم قلوب یعقلون عالم کی سیر و سیاحت کرو جس سے سوچنے والے دل پیدا ہوں۔ پھر بار بار یعلمون۔ یعقلون۔ یتفقھون۔ یتذکرون۔ یتدبرون فرمایا۔ اس کے خلاف دیانندی ویدک کیا سکھاتا ہے۔

(سنو ۱۲۔۴۔۹ ستر تھ پرکاش دیانندی) "وید سہیتہ پتر و دیوتا و آدمیوں کی آنکھ ہے وید و شاستر دونوں شک کے لایق نہیں ہیں یہ شاستر کی مریادا ہے"
یعنی ہر چہ شک آرد بلا درنگ قتل شود۔

(ستیارتھ ص ۱۹۵ سنو ۸۔۲۵۰) لکھا ہے کہ جس نے دھرم چھوڑا یعنی وید میں شک کیا یا دلیل لاکر اُسے جھوٹا کیا خواہ وہ کوئی ہو بغیر تامل کے مار ڈالا جاوے یعنی پہلے مار کر بعد میں سوچ کرنا چاہئے۔

اس ویدک خونی حکم نے اپنے پیروؤں سے کیا کیا ظلم کروائے۔ اس کی تفصیل ہم علیحدہ بیان کرینگے کتنے بے گناہ محض وید کو دلیل کی کسوٹی پر پرکھنے اور اُسے جھوٹا کہنے پر ذبح کئے گئے۔ سوچنے کا تو حکم ہی نہ ہوا۔ اسی ظلم کے باعث آج تک ویدکی شکل خدائی دنیا سے مفقود کردی۔

اگر اس جیسا سخت اور ظالمانہ حکم دیانندی صاحبان قرآن مجید یا ہماری مسلمات سے دکھائیں تو انکی دیانتداری کا حال معلوم ہو ورنہ دوسروں پر بے بنیاد افترا کرنے سے اپنے عیوب چھپنے سے رہے جو دیانندیوں کا شیوہ ہے۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ نیستی کیا چیز ہے اور اس سے کچھ کیوں کر بن سکتا ہو اسکا ہمیں تجربہ کرکے دکھائیے۔ لالہ جی عقل ٹھکانے ہے یا نہیں آپ بہک سپنے میں نیستی نیستی چلا رہے ہیں۔ مگر یہاں نیستی کسی چیز کا مادہ نہیں بلکہ سب کا پیدا کنندہ

جو برحق ہستی ہے۔ رہا تجربہ سو آپ ہمیں ہزارہا مخلوق یک لخت جوان جوان زمین سے کھمبوں کی طرح اُگا کر دکھا دیتے ہم آپکی نیستی سے ہستی کا تجربہ دکھا دینگے۔ اُمید ہے اب آپ دیانندی عقل کو غلاف میں بند کر دینگے۔ قرآن شریف کا بیان کردہ مذہب فطرتی ہے اور سلسلہ نظام قدرت کے عین مطابق ہے دیانندی عقاید کی طرح ہزارہا جوان جوان آدمیوں کی یک لخت پیدائش اور جہاں پرلے میں الشیور کا روح و مادہ کو گود میں لیکر خراٹے مار کر سونے اور بیہوش ہو جانے کی تعلیم نہیں دیتا۔ بلکہ ہر وقت خدا کو زندہ قیوم۔ کامل قدرت والا بیان کرتا ہے۔

دیانندی۔ روح مادہ اتفاقیہ طور پر پرمیشور کے قبضہ میں نہیں۔ بلکہ ازل سے اُسکے تابع ہیں۔

مسلمان۔ لالہ جی آپ کے عقاید خوب موم کی ناک ہیں جس ہستی میں خود پیدا کرنے کی شکتی موجود ہو اور اُسکے پیر ایسا ہی اُسے مانیں اسپر تو آپ الزام رکھیں کہ اُسے اتفاقیہ مل گئے۔ مگر جسے پیدا کرنے کی شکتی نہ ہو اور موجود چیزوں پر زبردستی قابض ہو بیٹھا ہو اُسے آپ کہیں کہ اُسکے باپ دادا کی جاگیر ہے اتفاقیہ نہیں لی۔ بالفرض اگر آپ میں ہمت ہوتی اور محنت و مشقت یا دربار سے حلال کی کمائی کرکے روٹی کھاتے تو آپ کو ہر ایک آدمی نعمت کا ایسا اچھا خیال کرتا۔ مگر آپکے خلاف ایسی بھوتی گپیں ہانک کر دیانندیوں کے ٹکڑوں پر بھروسہ کرنے سے آپکو جو اموسدر آور اور اچھا کوئی نہ کہیگا۔ بلکہ یہی کہے گا کہ لالہ جی کو اتفاقیہ سماج کے ٹکڑے مل رہے ہیں ورنہ سماج نہ ہوتی تو لالہ جی جو امتحان سے فیل ہونے کے باعث پاس بنے ہیں کسی دفتر کے دروازہ پر عرضی لئے مارے مارے پھرا کرتے۔ ازل سے تابع ہونے کی تشریح تو کی ہوتی کہ وہ کس طرح تابع ہوئیں اپنی رضامندی سے یا ظلم جابرانہ سے یا ویدوں کے ورثہ سے۔ تکذیب براھین کے پھر اعتراضات کا جواب کلیات کے رد میں دیا جائیگا۔ یہود آپکے بھائی ہیں جو بموجب قول دیانند آپکے باپ دادوں کی طرح سوشتی تر بنیاں کرتے ہیں۔ نصاریٰ بھی آپ کے بھائی بند ہیں جنہوں نے آپنے تثلیث کا مسئلہ اُڑایا اور وید کی تثلیث کی بنیاد ڈالی۔ ان کے حوالے آپ کو

مہانک ہوں۔ شاید آپ کی تثلیث کی تائید میں آپکے کام نہ آئیں۔ مسلمانوں کے نزدیک موجودہ توارت و انجیل محرف ہیں۔ جیسے وید محرف ہیں۔ خدا نے بیشک تورات و انجیل نازل کیں۔ مگر نہ یہ جو آجکل ہمارے زیر نظر ہیں۔ خدا کا بنی اسرائیل کو چھڑانا انہیں معنوں سے ہے جیسے خدا نے ہندوستان کو آپکے باپ دادوں کی مکروہ تعلیم سے بچایا اور آپکو آج اسلام کی خوشہ چینی سے ویدوں سے بجائے لنگ پرستی کے توحید نکالنے کی سوجھی۔ خدا تعالیٰ ہمیشہ نیک آدمیوں کی حمایت کرتا ہے اور اُنکو شریر و بد باطن لوگوں کے ظلموں سے بچاتا اور اُن کو فضیلت دیتا ہے۔ رگوید استک اول ادھیائے ۳ ورگ ۸ امنتر ۲ ملاحظہ ہو۔ جہاں بدکاروں کی خواری اور نیکیوں کی عالمگیر حکومت کا ڈنکا بجایا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میری یہ اشیر باد (دعا) انہیں لوگوں کے لئے ہے جو نیک اعمال اور نیکو خصال ہیں۔ نہ اُن کے لئے جو رعیت کے لوگوں پر ظلم و ستم کرنے والے ہیں میں بدکردار ظالموں کو کبھی اشیرباد نہیں دیتا۔ پھر لالہ دیانند ستیارتھ صفحہ ۵۴۱ پر لکھتا ہے کہ اُنہوں نے (یعنی برہمنوں نے) کس درجہ اپنی اودیا کی (جہالت) ترقی کی جسکی نظیر اُن کے سوا دوسری ہو ہی نہیں سکتی۔ یقین تو یہی ہوتا ہے کہ وید اور ایشور سے مخالفت کرنے کا اُن کو یہی نتیجہ ملا ہے۔ کہئے لالہ جی اب شرم تو نہ آئی ہوگی ہم نے بعینہ ویسا مضمون جیسا آپ نے سورہ بقر سے لکھا تھا آپکے مذہب کی ناک وید سے نکال دیا اور آپ کی تردید کر دی۔ اب اپنی جھوٹی اور لغو تحریر کی وقعت پر غور کیجئے۔ سبب

آپکی ہمدردی اور اطمینان کے لئے ہے اگر اور حوالے درکار ہوں تو میں آپ کو اور بہت سے حوالے دے سکتا ہوں مگر عاقل کو بطور اشارہ کے تھوڑا لکھنا کافی ہے۔ گو ہیں آپکے گرو کے ان الفاظ پر کہ **ناپاک باطن والے جاہلوں کو علم نہیں ہوتا**۔ (بھومکا ملک) پورا بھروسہ ہے کہ آپ خواہ مخواہ ضد بازی کرینگے اور اپنی جہالت کو ملشت ازبام کرائیں گے۔

دیانندی (۱) روح مادہ کی قدامت نہ مانتے ہوئے اگر آپ خدا کی قدامت نہ مانیں تو آپ پر گرفت نہیں کیونکہ اُسکا وجود ہونا نہ ہونا برابر ہے۔

(۲) آپ نیستی سے ہستی کے قایل ہم روح مادہ کی ازلیت کے آپکے عقیدہ کا ثبوت نہیں۔ ویدک فلسفہ کی نظیر موجود۔

(۳) خدا نے روحوں کو کس غرض سے بنایا خدائی جتلانے کے لئے یا خواہ مخواہ عذاب دینے کے لئے۔ امر اول سے خدا کی خدائی باطل کیونکہ اسوقت خدا نہ تھا وہ اسوقت سے ہے جب سے اس نے روح بنائی۔ امر دوم میں خدا ظالم ہے۔

(۴) اگر نیستی سے دنیا بنائی تو اس بگڑی دنیا کو چھوڑ کر دوسری کیوں نہیں بنا لیتا ہے۔

(۵) آپ ہمارے مسلمات پر اعتراض کریں۔

مسلمان۔ لالہ جی نے یہ پانچ مقدمات محض اس اعتراض پر کہ اگر روح محدودہ مخلوقات موجودہ اسے نہ ملتے تو وہ خاک بھی پیدا نہ کر سکتا۔ قایم کئے ہیں۔ مگر اصل مطلب کو پہنچا تک نہیں آپنے اس بات کا کوئی جواب نہ دیا کہ روح و مادہ اُسے کیسے مل گئے اور اُس نے کس طرح کا قبضہ اُن پر قایم کیا۔ اگر یہ محدود و ناممکل اشیا اُسکو نہ ملتیں تو تیجہ کیا ہوتا گویا آپ کے اعتقاد کے بموجب ایک غیر محدود کا مدار محض کمی اور محدود اشیا پر ہے اور اگر اس صورت میں لامحدود کی نفی ہی تصور کر لی جاوے تو محدود و ناممکل اشیا کا کچھ نہیں بگڑتا اور اُنکی ہستی پر اُس کے نہ ہونے سے کچھ اثر نہیں پڑ سکتا۔ مگر ہمارے اعتقاد کے بموجب اگر آپ خدا کی نیستی تصور کر لیں تو کوئی چیز قایم رہ نہیں سکتی

اور نہ کوئی ہستی ہی رہ سکے گی۔ کیونکہ وہی اصل مبدا اور سرچشمہ تمام ہستیوں کا ہے اور وہی قیوم ہے جس کی پاک اور منزہ ہستی کے سہارے سب ہستیاں قایم ہیں ہمارے عقیدہ کے بموجب کوئی ناکمل چیز بغیر سہارے کے نہیں رہ سکتی مگر آپکے واہیات عقیدہ کے بموجب مادہ جیسی ایک بیجان چیز بغیر کسی کے سہارے قایم ہے اور قایم رہ سکتی ہے خواہ وہ کسی صورت میں مانی جاوے کیا آپ نظام قدرت میں ایسی خلاف قدرت مثال دکھا سکتے ہیں۔ روح و مادہ کے قدیم ماننے کی صورت میں آپ خدا سے انکار کر سکتے ہیں مگر اُن کی ہستیوں کو دوسرے کی پیدا کردہ مان کر آپ پیدا کرنے والے کی ہستی نہیں مان سکتے۔ اگر آپ یہ اعتقاد رکھتے ہوئے بھی دہریہ نہیں جس کا کپل اچاریہ پیرو تھا۔ تو نہ معلوم دہریہ پن کیا چیز ہے؟ جب روح میں اتصال و انفصال کی طاقت موجود اور سب قوتیں ذاتی طور پر موجود پھر خدا کی ہستی کی ضرورت کوئی ثابت نہیں کر سکتا۔ آپ ضد نہ کریں کیونکہ آپ کی تحریر کی کمزوری کی وجہ صاف ظاہر ہو رہی ہے۔ کہ آپ کوئی دلیل روح مادہ کی قدامت کی پیش نہیں کر سکتے اور اس عقیدہ سے مذبذب ہیں خدا آپکو ہدایت دے۔

(۲) ہم آپکی ممنونی سے ہستی پہلے کر چکے ہیں اور اسی مضمون میں ویدک فلاسفی کی ملحدانہ تعلیم کی دھجیاں اُڑا چکے ہیں کہ روح و مادہ کی ازلیت کا عقیدہ صاف طور پر ثابت کر رہا ہے۔ کہ وید کے مصنف خدا تعالیٰ کی سچی ہستی کی معرفت سے بالکل بے بہرہ اور موٹی عقل رکھتے تھے کیونکہ وہ روح کی ازلی ہستی ماننے سے خدا کا علم محدود ہو جائے گا۔ ویدک مصنف کی فلاسفی کی حد یہی ہے کہ وہ صرف یہ کہکر چپ ہو گیا کہ روحوں پر اسکا کوئی دعویٰ نہیں وہ غیر مخلوق اور خود بخود ہیں۔ لیکن قرآن پاک کے نازل کرنے والے نے ارواح کو اپنی ملکیت اور اپنے دست قدرت سے بنا ہوا بتایا۔ اب جائے غور ہے کہ وید ک مصنف کو جو روح کا پیدا کنندہ نہیں۔ روح کی استعدادوں یا خاصیتوں کا علم تام کیسے حاصل ہو سکتا ہے اور اسکی اندرونی حقیقت کیسے جان سکتا ہے۔ یہ بات ہر ذی عقل جانتا ہے کہ بنانے والے کو

جیسی اپنے ہاتھ کی بنائی ہوئی چیز کی خبر ہوتی ہے۔ دوسرے کو جو اُسکے بنانیوالا نہیں اور بالکل بے تعلق ہے ہرگز ایسی خبر نہیں ہوسکتی۔ یہ بات عین قانون قدرت کے مطابق ہے جس کا مشاہدہ روزمرہ کیا جاتا ہے۔ کم از کم دیانندیوں کو اتنا تو ماننا پڑیگا کہ جس قدر ویدک مصنف کو اپنے ہاتھ کے کام کی جوحرف جوڑنا جاننا ہے۔ اندرونی حقیقت معلوم ہے یہ حقیقت روحوں کی کیفیت وجود کی نسبت جن سے وہ بالکل بے تعلق ہے ہرگز اُسے حاصل نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ جو کام اپنے ہاتھ سے کیا جاتا ہے اُسکے جزئیات دقیقہ ہرگز چھپے نہیں رہ سکتے۔ لیکن جو کام اپنے ہاتھ سے نہ کیا جاوے اُسکو اگرچہ دوسرے کے ہاتھ سے ہوتے بھی دیکھ لیں۔ تب بھی اُسکا کرنا مشکل ہوتا ہے۔ لیکن وید کے مصنف کو روحوں کی حقیقت اور اُن کے خواص کیسے معلوم ہوسکیں تو اُسنے نہ تو آپ کوئی روح بنائی اور نہ کسی اور کاریگر کو بنانے دیکھا۔ پس دیانندیوں کے ناکمل الشعور کا یہ اقرار ہے کہ وہ روح بنانے پر قادر نہیں صاف اس دوسرے اقرار پر بھی مشتمل ہے کہ اُسے ارواح کی اندرونی حقیقت بھی معلوم نہیں کیونکہ یہ مسلم امر ہے کہ کسی چیز کی نسبت علم کامل اور وسیع اس چیز کے بنانے پر قادر ہونے کا موجب ہے یعنی جب کسی چیز کی حقیقت پر علم اکمل واتم حاصل ہوجائے اور جن اُمور سے ایک چیز کا وجود ظہور پذیر ہے۔ ان امور مخفیہ پر کلی اطلاع ہوجائے تو ساتھ ہی اس چیز کے بنانے پر بھی قدرت حاصل ہوتی ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ کسی چیز کے بنانے سے عاجز ہونا ہمیشہ بوجہ نقصان علم ہوا کرتا ہے۔ جب ایک آدمی ایک چیز کی نسبت پورا پورا علم حاصل کرلیگا اور اُسکی کنہ تک پہونچ جائیگا اور کوئی حجاب درمیان میں باقی نہ رہیگا تو وہ فی الفور اُس کے بنانے پر قادر ہوجائیگا۔ ہاں اگر اُس کے علم میں کچھ نقصان ہے اور ابھی ایسے امر باقی ہیں جو اُس کی نظر سے پوشیدہ ہیں تو وہ ہرگز اُس چیز کے بنانے پر قادر نہیں ہوسکتا سو دیانندیوں کا ویدک مصنف جو ارواح و مادہ کو بنا نہیں سکتا تو اسکی اس عجز و ناتوانی کی وجہ سوائے اسکے اور کچھ نہیں کہ وہ علم کیفیت ارواح و مادہ اور اُن کے خواص سے

بالکل بے بہرہ ہے۔ پس ثابت ہوا کہ ویدک مصنف یہہ دعوی ہرگز نہیں کرسکتا کہ اسکا علم کامل ہے۔ اب امید ہے کہ لالہ صاحب کو ویدک فلسفہ کی کم فہمیاں پورے طور پر عیاں ہوجائیں گی اور وہ اس فاسد عقیدہ سے باز آجائیں گے۔

(۳) روحوں کو خدا نے کس غرض سے بنایا۔ اسکا جواب اگر آپ ستیارتھ پرکاش سملاس ۸ سوال ۱۲ میں دیکھتے تو آپکو ہم سے شرمسار نہ ہونا پڑتا۔ دیانند لکھتا ہے کہ پرمیشور کے اوصاف پرورش۔ رحم۔ انصاف وغیرہ تب ہی بامعنی ہوسکتے ہیں اگر وہ دنیا کو بنائے۔ ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ قادر مطلق نے ان مقدورات ومخلوقات کو اس لئے بنایا ہے کہ اس کی مستحکم اور قدرت کامل کے آثار ظاہر ہوں اگر اس کی قدرت ہوتی اور اسکی قدرت کے آثار نہ ہوتے تو اس قدرت کا وجود وعدم وجود برابر تھا قدرت کو اور کامل تخت رشکتی کو اپنے مقتضا کے مطابق آثار کا ظاہر کرنا ضروری ہے۔ یہی یہ بات کہ آپکا یہ کہنا۔ کہ وہ خدا تب سے ہے جب سے اس نے روح بنائی۔ سو جناب اس واہیات دلیل کی تردید کی چنداں ضرورت نہیں۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ ایک آدمی مرد تب سے ہے جب وہ کسی کے ساتھ نیوگ کرے۔ ورنہ وہ نامرد ہے تو کیا آپ تسلیم کرینگے۔ جناب من یہ موٹی بات ہے کہ اس میں یہ صفت یعنی نیوگ کرنے سے پہلے نہ ہوتی تو وہ نیوگ کیسے کرسکتا تھا۔ پھر اور سنئے مہا پرلے یعنی برہم رات میں آپ ایشور کی خدائی کیسے ثابت کرسکتے ہیں جبکہ وہ کسی چیز کا خالق۔ رازق مالک نہ رہے گا۔ بلکہ اپنی برہم رات میں تبت کے پہاڑ کی چوٹی پر غفلت کی نیند میں خراٹے لے رہا ہوگا۔ ہمارے مدلل عقیدے پر عقلمند غور کرنے کے بعد کوئی اعتراض نہیں کرسکتا۔ مگر آپ کی گھنونی اور واہیات تقریر اس قابل نہیں کہ گنواروں کو بھی اس سے قایل کیا جاسکے۔

(۴) آپکی یہ دلیل تو عذر گناہ بدتر از گناہ کا حکم رکھتی ہے شاید اسی دلیل پر عمل کرکے دیانند نے ویدوں کا بگڑا ہوا مذہب چھوڑکر دیانندی پنتھ نکالا اور سوامی جی کو سب ویدوں کو تلانجلی دیدی اور شاید ویدیوں کی ایسی مکروہ اور خلاف تہذیب نیوگی

تعلیم کو دیکھ کر ویدک مصنف نے ہندوستان سے اپنا استعفا دیدیا ہے
اور انگلینڈ میں انگریزوں کے پاؤں چوم رہا ہے کیونکہ وہ خود یہ کہتا گیا ہے اور اسی
بنا پر استعفا دیدیا گیا ہے۔ کہ میں بدکار ظالموں کو کبھی اشیرباد نہیں دیتا
رگوید اشٹک اول ھدگ ۸ استر ۲) مگر قرآن پاک کو خدا تعالی نے صرف اسی
غرض سے نازل فرمایا تاکہ بدکاروں کو راہ راست پر لایا جاوے اور ویدک مصنف
جو مشرکانہ آثار دنیا پر چھوڑ گیا ہے۔ اس کا نام ونشان مٹا دیا جاوے۔ گنہ گاروں کو
سچی توبہ کے بدلے معافی کا اذن عام سنا دیا جاوے اور دنیا میں ویدک عقائد
کی دھجیاں اڑا کر سچا علم پھیلایا جاوے۔ سو اسکی عنایت بے غایت سے اسوقت دنیا
کے کونے کونے پر اس کے نام کا ڈنکا بج رہا ہے اور تمام دنیا میں اسنے سچے خدا
کی معرفت کو حاصل کرنے کی ہلچل مچادی ہے۔ ہندوستان جس کا کونہ۔ کوچہ۔ قریہ قریہ۔
چھوٹی سے بڑی کتب تک تھمنونی بت پرستی لنگ پرستی آتش پرستی نیوگ پرستی
سے ناپاک ہو رہا تھا۔ اس میں بھی وحدانیت کی روشنی پھیل چکی ہے۔ اور بت پرستی
کی جگہ نیم خدا پرستی نے لے لی ہے جو تھوڑا عرصہ کوشش جاری رکھنے سے سچی خدا پرستی
میں متبدل ہو جائیگی۔ کبھی وہ دن تھا کہ مسلمانوں کی حکومت کے خاتمہ پر مسلمان صرف
لاکھوں کی تعداد میں تھے اور اب سرکار انگلیشیہ کی مذہبی آزادی کی بدولت وہ چھ
کروڑ سے اوپر پہونچ چکے میں اور برابر ترقی کئے جا رہے ہیں۔ اگر یہی اوسط قایم
رہی جو پچھلی مردم شماری میں تھی۔ تو ویدک مصنف کے دلدادہ چند سالوں کی کوشش
میں راہ راست پر آجائیں گے۔

(۵) آپ ہمیں کہتے ہیں کہ ہمارے مسلمات پر اعتراض کرو۔ سو لالہ جی جہانتک ہمیں
یاد ہے ہمنے کبھی کوئی اعتراض دیانندی کتب کے علاوہ نہیں کیا۔ اگر ہم ایسو اعتراض
کرتے جیسے آپ نے اسی مضمون میں یہودیوں ونصارا وغیرہ دیگر اقوام کے حوالوں سے
ہم پر کئے ہیں تو عقلمند ہمیں سچائی سے گرا ہوا سمجھتے۔ مگر یہ ہمارا دعوی ہے کہ آپکی مسلمہ
کتب سے باہر ہماری طرف سے کبھی کوئی اعتراض نہیں ہوا۔ باقی آیندہ

الراقم محمد منظور الٰہی سیدپوری

مناجات فیروزی ۳ر	فکر العزیز و رجنا ۸ر	پچاس مذہبی سوالات کے جواب	حیات مجنوں ۱ر
ایک جرمن نو مسلم کے	مدرگیشن نندنی ... عہ	قیمت فی جلد ... ۸ر	حیات ابن جوزی ۱ر
دس لیکچر .... عہ	شہید وفا ... عہ	رسوم اسلامیہ ۱ر	حیات ابن شیریں ۱ر
مذاق العارفین قصیدہ	حسن انجلینا ... عہ	قرآن مجید کیسے کلام الٰہی ہو سکتا	سسی پنوں
غوثیہ کی شرح ۴ر	منصور موہنا عہ	ثبوت قیمت ۸ر	ملا دوپیازہ ۱ر
عیسائیوں کی وید لڑکی کا نمونہ ۴ر	دلکش .... عہ	آریہ دھرم یا نیوگ کا ناول ۸ر	حیات ابواسحٰق شیرازی ۱ر
تعدیل الرسل عیسائیوں کا دعوٰے ۴ر	فلورا فلورنڈا .... عہ	تہذیب .... ۶ پائی	عقلی مناظرے ۲ر
دفع طعن نکاح زینب ۴ر	بنات النعش ۔ ۶ر	آریہ مت کی عکسی تصویر ۸ر	حیات ابوبکر خطیب ۱ر
عصمت النبی عن شرک الجلی ۲ر	مراۃ العروس .. ۶ر	اسلام اور اسکی حقیقت ۸ر	حیات ابن سمعون ۱ر
گلدستہ کرامات حضرت پیر آف	توبۃ النصوح ... ۶ر	لغت فیروزی ۔ ۳ر	خط تقدیر معہ علاج ہیضہ ۱ر
کی کرامات ... ۶ر	نصائح حکمائے سلف ۸ر	حق پرکاش بجواب ستیارتھ	حیات ابوحیان غرناطی ۱ر
دیوان حضرت باہو ۱ر	کیمیائے دولت ۸ر	پرکاش ۱۲ر	معجون اسرار لذت طعام ۱ر
الہامی کتاب آریوں کا رد ۱ر	فتوح الغیب حضرت	تفسیر فیروزی سورۃ الرحمٰن ۲ر	گھر کے سودی بیماریوں کا علاج ۱ر
جنگ ترکی و یونان عہ	پیران پیر کا زبردست کلام عہ	اہل حدیث کا مذہب ۴ر	رسالہ عرق و شربت ۱ر
زبدۃ الواعظین عہ	مثنوی بو علی قلندر ۱ر	لیڈی ڈاکٹر .. عہ	علاج بواسیر ۱ر
نماز اور اسکی حقیقت ۴ر	مفتاح الجنت ۳ر	بشارات احمدیہ ۸ر	کھانا پکانے کی ترکیب ۳ر
روزہ اور اسکی حقیقت ۴ر	تحقیق الانجیل ہر دو حصہ عہ	جلیبی ترجمہ بخبوری ۸ر	رسالہ چیچک و خسرہ ۱ر
مجموعہ اندر منکی شادی گھر کی آبادی	بحث تناسخ ۴ر	حیات سکینہ ۲ر	علاج کمزوری ۱ر
دفع سنت اسلام ۸ر	راہ نجات ... ۱ر	حیات حاتم طائی ۱ر	رسالہ گلکٹ سازی ۱ر

پانچویں ... [illegible] ... انوار الاسلام | چوتھی | تیسری | دوسری | اسلام کی پہلی کتاب | اسلامی کتابوں کا سلسلہ

رسالہ

جلد ۷ نمبر ۳

انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

۱۵- اپریل ۱۹۰۵ء مطابق ۱۳۲۳ھ

دنیا میں پہلی طرز کا قرآن مجید

یعنی

اعلیٰ درجہ کی جیبی حمائل شریف مترجم بالکل مفت

ہم خداوند تعالےٰ کا ہزار ہزار شکریہ ادا کرتے ہیں کہ

نے دفتر انوارالاسلام کو تکمیل پر پہونچا ہی دیا۔ سو اس لئے آج ہم اوس کے تشکریہ میں دنیا میں پہلی طرز کا قران مجید یعنی اعلیٰ درجہ کی جیبی حمائل شریف قیمتی دو روپیہ صرف دو روپیہ کی کتابیں خریدنے پر اخیر جون ۱۹۰۵ء تک مُفت دے سکتے ہیں۔ اگر ناظرین انوارالاسلام میں سے جن صاحبوں نے اسوقت کو غنیمت خیال نہ کیا اخیر پر سوائے حسرت کے کچھ نصیب نہیں ہوگا۔ حمائل شریف کا مفصّل اشتہار اور فہرست کتب صفحہ ۱۲۱ و ۲۲۳ رسالہ کا ملاحظہ ہو۔

نوٹ پیارے نبی کے پیارے حالات جلد دوم

بڑی آب و تاب سے چھپ رہے ہیں۔ امید ہے کہ بفضل خدا ۱۰ جون ۱۹۰۵ء کو وی۔پی ہوگا۔ گھبرائیے نہیں۔ والسلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ

رسالہ

بابت ماہ

اپریل ۱۹۰۵ء

انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

اشاعت اسلام

یہہ ایک ایسا کام ہے جو ہمیشہ سے ہمیں مرغوب اور دل پسندیدہ رہا ہے۔ اور جس کی صرف ہماری طبیعتوں کا میلان اور ہمارے دلونکا جوش و ولولہ مشہور ہے۔ اشاعت اسلام یعنی اسلام کا ان قوموں میں پھیلانا جہاں اب تک لوگ اس سے واقف نہیں ہیں اور خدا کے نام کی منادی اُن ملکوں میں کرنی جہاں ابتک اس کے پاک نام کی منادی نہیں ہوئی اور خدا کے سچے قانون اور ہدایت سے اُن قوموں کو سیراب کرنا جنہیں اسکی واقفیت نہیں اور بعض جہالت سے سچے راستہ سے بھٹک رہے ہیں +

بیرونی ممالک کو چھوڑ کر فی الحال ہمارے سامنے ہند کا میدان وسیع پڑا ہے جہانتک ہماری دلی اور سچی کوشش سے اسلام کی اشاعت وسیع پیمانے پر ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ قاعدہ ہے کہ انبیاء و مرسلین کی ہر زمانہ میں مخالفت ہوتی رہی ہے۔ مگر آخر کار خدا نے اپنے سچے انبیاء کو فتح و نصرت عطاء فرمائی۔ اسی طرح موجودہ زمانہ میں ہمارے سامنے

سچائی کے دشمن فرقے پیدا ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ جن کا کام ہی یہی ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کو کسی احسن سے احسن فعل کو بھی نیکی سے یاد نہ کرنا۔ اور ہر بات میں اسلام کی مخالفت کرنی گو ہمیں اپنے معبود حقیقی کے فرمان واللہ متم نورہٖ ولو کرہ الکافرین پر دلی اعتقاد ہے۔ مگر تاہم ہمیں ایسی مخالفتوں کا مردانہ وار مقابلہ کرکے کم از کم سچائی کے لئے اتنی تو کوشش کرنی فرض ہے۔ جتنی کے سچائی کے مخالف فرقے جھوٹی بات کی اشاعت کے لئے کرتے ہیں۔ پس کیا نیک اور مبارک ہے یہ کام اور کیسا دلکش اور پیارا ہے یہ نام۔ خدا اُن بزرگوں پر رحمت نزول فرماوے جو موجودہ مخالفتوں کے مقابلہ پر سچائی کے پھیلانے کا ذمہ اٹھاویں۔ میرے پیارے بھائیو! ہمیں خدا کا شکر ادا کرنا چاہیئے کہ اشاعت اسلام کا سا مشکل کام موجودہ زمانہ میں خدا نے کیسا آسان اور سہل کر دیا ہے کہ نہ اُس کا کرنا ہمیں کٹھن مشکل ہے اور نہ وہ مصائب و تکالیف جو اس نیک کام کے پیچھے ہمارے بزرگوں نے اُٹھائیں ہمارے سامنے ہیں۔ ریل موجود ہے ہم دو چار دن میں ہند کے اس سرے سے اس سرے تک اعلائے کلمہ حق کے لئے چکر لگا کر ہند کے غافل لوگوں کو سچائی کی طرف بلا سکتے ہیں۔ اور اللہ اکبر کے نعروں سے تھوڑی سی مدت میں ہند کو گونجا سکتے ہیں۔ یہ نہ ہو تو قرطاس ہمارا نامہ بر بن کے ہند کی عورتوں تک کو نادیدہ اسلامی پہنچا سکتا ہے۔ چھاپہ خانہ کی بدولت ہم اشاعت اسلام کا کام بڑے وسیع پیمانے پر کر سکتے ہیں اگر ہمارے سلف کا صرف یہی مقصد ہوتا کہ اپنے وجود ہی محدود رکھا جاتا تو یاد رہے کہ اسلام کو آج آپ چین۔ انگلینڈ۔ امریکہ۔ مجمع الجزائر میں اتنا وسیع قدم رکھتا نہ ملتا۔ ہمارا اسلام ہمیں تعلیم دیتا ہے کہ اگر تم سچے راستہ پر ہو تو اپنے ایک دوسرے بھائی کو جھوٹے راستہ سے ہٹانے کی کوشش کرو۔ نہ یہ کہ اس کو اپنے

حال پر رہنے دو ممکن ہے کہ وہ اس گمراہی سے ظلمت کے گڑھے میں جا گرے۔ دوسری صورت میں تمہاری کوشش سے گمراہی کو چھوڑ دے اب نہ ہمیں اپنے بزرگوں کی طرح وطن سے ہجرت کرنے کی ضرورت ہے اور نہ خویش واقارب سے جدا ہونے کی حاجت ہے اپنے بزرگوں کی طرف خیال کرو کہ انہوں نے اس کام یعنی اشاعت اسلام کے لئے کیسے کیسے دکھ اور درد سہے۔ اور کیسی کیسی تکالیف کا سامنا کیا۔ اسلام کی محبت میں اپنے وطن اپنے پیارے اور عزیز رشتہ داروں کو چھوڑا۔ ماں باپ جورو بچوں کو خیرباد کہا بے زاد وراحلہ خدا کی راہ میں چل کھڑے ہوئے عرب کی ایسی جلتی بلتی پتھریلی زمینوں پر چلنا پڑا۔ جہاں سوائے گرم آفتاب کے اُن کے سروں پر کچھ سایہ نہ تھا۔ اور ایسے پرخار جنگلوں میں جانا پڑا جہاں سوائے نوکدار کانٹوں کے اُن کے سوجے ہوئے پاؤں کا کوئی غمخوار نہ تھا۔ بھوک کے مارے پیٹ پر پتھر بندھے ہوئے اور پیاس کی شدت میں زبان مُنہ سے نکلی پڑتی۔ مگر خدا کے شیر اللہ کی یاد میں کبھی اُف نہ کرتے۔ اور اسلام کے پھیلانے اور خدا کی منادی کرتے میں تمام مصائب کو راحت سمجھتے۔ درحقیقت اسلام اُن کا تھا۔ اور مسلمان وہ تھے۔ ہم نام کے مسلمانوں کو اسلام کی قدر اور اس کا کیا درد۔ انہیں کا وہ اسلام تھا جس کی بدولت اُمت نے خیرالامم کا لقب پایا۔ اور ان کے حق میں خدا نے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس فرمایا۔ انہیں کی حیرت انگیز کوششوں کے سبب اسلام کا جھنڈا قیصر کے قصر اور کسریٰ کے ایوان پر اڑنے لگا۔ اور ایشیا کے میدانوں یورپ کے پہاڑوں اور افریقہ کے صحراؤں میں اللہ اکبر کی صدا گونجنے لگی۔ انہیں بزرگوں کی محنتوں اور تکلیفوں کا نتیجہ ہے کہ اسلام میں تیزی اور خوبی سے پھیلا کر دیکھنے والے

دیکھتے کے دیکھتے ہی رہ گئے - انہیں کی تکالیف و مصائب کی برداشت کا نتیجہ ہے کہ خدا کے نام کی منادی جنگل اور دریاء غار پہاڑ ویرانہ اور آبادی میں ہوگئی ہے ؎

پراگندہ ہیں گرچہ عالم میں سارے | بہت ہیں ابھی زور بازو ہمارے
وہ صحرائے سوڈان کے رہنے والے | ہیں بھائی ہمارے بہت کالے کالے
وہ گو دیکھنے میں سیہ فام سے ہیں | منور مگر نور اسلام سے ہیں
پڑے ہیں قسمت سے ریت اور بن پر | خدا یاد کرتے ہیں وہ ساد پن میں
ٹرفلی میں ٹیونس میں الجیریا میں | مراکش میں ایجپٹ میں نوبیا میں
ملیبار میں اور ابی سینیا میں | ملاوا میں جاوا میں سوماٹرا میں
سناتے ہیں منبر و مسجد پہ چڑھ کر | سمندر کی لہروں کو اللہ اکبر
بہت اہل اسلام ہیں چینیوں میں | گھر دین برحق ہے جن مومنیوں میں
خدا یاد کرتے ہیں گوتم کے گھر میں | تناسخ کا چکر نہیں اُن کے سر میں
وہ ترکان تاتار و تاجیک و دیلیم | خوانین کابل امیران [illegible]
ابھی اُن کے بازو میں قوت ہے باقی | ابھی خون عبرت میں حرکت ہے باقی

انہیں کی وہ دل کی کپکپا دینے والی تقریریں تھیں جنہوں نے عرب جیسے سنگدل جنگلیوں کے دلوں کو موم کردیا - انہیں کی وہ پاک کلام تھی جنہوں نے وحشیوں کے دلوں کو اسلام کے پاک عقائد سے روشن کردیا - انہیں کی بدولت عرب اور ہند کے بتخانوں میں گھنٹوں کی مکروہ صدا کے بدلے اللہ اکبر کی پیاری آواز آنے لگی انہیں کی کوششوں سے آتشکدوں میں آگ کی بجائے خدا کے کلام کی روشنی ہونے لگی - شرک و بت پرستی کی تاریکی دنیا سے دور ہوئی اور ایک خدائے لایزال کی منادی جہاں میں پھر گئی بتکدے ویران ہو گئے - آتشکدے ٹھنڈے پڑ گئے - تثلیث کا طلسم ٹوٹ

گیا۔ اور دہریت کا باطل خیال باطل ہو گیا۔ اگر ہم اپنے بزرگوں کی پیروی کرتے اور حسن عقیدت اور حسن عمل کیساتھ اسلام کی اشاعت میں سرگرم رہتے تو غالباً آج کوئی خطۂ زمین ایسا نہ ہوتا جہاں خدا کا نام نہ پکارا جاتا۔ اور اسلام کا پرچم نہ لہراتا ہوتا۔ مگر افسوس کہ ہم میں سوائے نام کے کوئی خصلت کوئی عادت کوئی چیز بھی اُن کی باقی نہیں رہی۔ اور سوائے اپنی نفسانی خواہشوں میں منہمک رہنے کے کوئی بات اسلام کی ہمیں یاد نہ رہی۔ زمانہ اُن سے خالی ہو گیا۔ لیکن اُن کا کوئی جانشین نہ ہوا۔ وہ خدا کے نیک بندے دنیا سے چل بسے لیکن کوئی اُنکا وارث نہ ہوا۔ اور اگر وارث ہوئے تو ہم جیسے ناخلف و بدنام کنندہ بزرگان۔ ذرا آنکھ کھول کر اسلامی دنیا کو عبرت کی نگاہ سے دیکھو اور مسلمانوں پر اور اُن کے اسلام پر غور کرو کوئی ایسا خطۂ زمین کا نہ پاؤ گے جہاں کہ مسلمانوں کو اسلام کا عشق اسلام کا درد اسلام کا شوق ہو۔ کوئی ایسا ملک نہ دیکھو گے جہاں کے مسلمانوں کو اسلام کی اشاعت اسلام کی حمایت کا ذرا بھر بھی خیال ہو۔ افسوس صد افسوس اس نا امیدی کی حالت میں اگر کوئی چیز ہمارے دل کو ڈھارس دینے والی ہے تو خدائے وحدہٗ لاشریک کا یہ وعدہ کہ واللّٰہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون۔ وہ نور کیا ہے اسلام جسکی تکمیل اور اتمام کا وعدہ خدا نے فرمایا ہے اگر اب بھی ہم نہ چونکیں اور اپنے بزرگوں کے حال سُنکر جوش میں آئیں اور اُن کی نشانیاں دیکھ کر بھی ہمارے دلوں میں گدگدی پیدا نہ ہو تو کچھ شک نہیں کہ جو نام کا اسلام ہم میں باقی ہے وہ بھی نہ رہے گا۔ اور اسلام کی پیاری صورت جو بگڑی نظر آ رہی ہے وہ بھی نظر نہ پڑے گی۔ مخالفین جنہوں نے دائے درمے ہر طرح اسلام کی مخالفت پر کمر باندھ رکھی ہے اور جنکی کسی ایک کتاب میں بھی اسلام اور مسلمانوں کو کلمات خیر سے یاد نہیں کیا گیا خدانخواستہ اپنی کوششوں میں کامیاب نظر آئینگے۔ کیا ایسا ہو گا۔ اور کیا خدا کی یہ روشنی

ہماری غفلت سے بجھ جائیگی - ہرگز ہرگز نہیں - کسی بزرگ کا مقولہ - جب تک سانس تب تک آس - کیا سچا ہے - پھر میرے بھائیو ہم کیوں آس چھوڑ دیں اور خدا کی رحمت سے ناامید ہوں گو ہم بیمار ہیں مگر ابھی مرے نہیں گو ضعیف ہیں - مگر ابھی دم نہیں توڑا - دماغوں کی قوت دل کا جوش طبیعت کا ولولہ گو بہت کچھ کم ہوگیا ہے - مگر تاہم ابھی باقی ہے وہ دل کے ہلا دینے والی آواز اللہ اکبر کی جو ہمارے بزرگوں کے منہ سے نکلی تھی - اگرچہ سست پڑ گئی ہے - مگر کانوں میں ابھی تک گونج رہی ہے وہ اسلام کی خوبصورت تصویر جو ہمارے باپ دادا نے کھینچی تھی اور جس نے ساری دنیا کو اپنا گردیدہ اور فریفتہ کر لیا تھا - اگرچہ نقاب میں چھپ گئی ہے مگر ہماری آنکھوں سے اوجھل نہیں ہوئی - وہ ابراہیمی خون جو ہماری رگوں میں دوڑتا پھرتا تھا اگرچہ دھیما پڑ گیا ہے مگر ابھی جاری ہے - وہ ہاشمی جوش جو ہمارے سینوں میں بھرا ہوا تھا - اگرچہ کمزور ہو گیا ہے - مگر ابھی باقی ہے وہ اسلام کا نور جس سے ہمارے دل روشن تھے اگرچہ دھندلا ہو گیا ہے - مگر ابھی بجھا نہیں اب بھی اسلامی حرارت اتنی باقی ہے کہ اسلام کا نام سن کر وجد میں آجاتے ہیں مذہب کا جوش اب تک اتنا باقی ہے کہ دین کی آواز سنتے ہی چونک پڑتے ہیں - اور یہی دلیل اس بات کی ہے کہ اسلام ابھی تک باقی ہے اور مسلمان ہنوز زندہ ہیں اور جب تک زندگی ہے ہر طرح کی امید ہے - اب ہمیں اسلام کی اشاعت اور حمایت کے لئے ایک سرگرم جماعت کی ضرورت ہے جو عوام میں اسلام کی خوبیاں بذریعہ تحریر و تقریر پھیلا دے اور مخالفین کے اعتراضات کے جواب دے کر اسلام کی حمایت کرے گو مسلمانوں کی مختلف جماعتیں فرداً فرداً اسلام کی خدمت میں مصروف ہیں - مگر وہ بباعث کثرت اشغال اس طرف پوری پوری توجہ نہیں دے سکتیں - موجودہ زمانہ میں جبکہ مخالفین

اسلام کے مشنری اور اپدیشک شہر بہ شہر اور قریہ بہ قریہ پھر پھر اکر باطل عقائید کی طرف لوگوں کو رہنمائی کرتے ہیں تو ہماری قوم کے لیے جو وارث انبیاء ہے یہ قابل افسوس بات ہے کہ اس میں کوئی ایسی جماعت موجود نہ ہو جس کا کام صرف اشاعت اسلام وحمایت اسلام ہو۔ اور وہ بذریعہ تحریر وتقریر یہ فرض اپنے ذمہ لے۔ اور مخالفین اسلام کی پوری پوری تردید کرے اگر ہند کے چھ کروڑ اہل ہمت مسلمانوں میں پانچ چار ہزار مسلمان ٹکڑے ہو جائیں تو اس کام کا ہونا کوئی مشکل امر نہیں۔ امید ہے کہ وہ بزرگوار جو انجمن اشاعت اسلام کی ضرورت محسوس کرتے ہیں بہت جلد اپنے ارادے مطلع فرما دیں گے تاکہ اس نیک کام کا اجرا قوم کے برگزیدہ آدمیوں کے زیر سایہ کیا جاوے۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

ترجمہ سورۃ اخلاص

نظم

سُورَةُ الْاِخْلَاصِ مَکِّیَّةٌ وَهِیَ اَرْبَعُ اٰیَاتٍ

اوتری مکے میں سورہ اخلاص
بندہ اوسکے ہیں کلم بالذات
جب گروہ قریش نے پوچھا
کریاں تاکہ اوس کو جانیں ہم
یا گروہ یہود نے پوچھا
وہ جو توریت میں صفت ہے رقم

چار آیت ہیں اوس کی خاص الخاص
جملہ چالیس حرف ہیں اور سات
اے محمد صفت خدا کی بتا
جس کی دعوت سے مارتا ہے دم
اے ابو القاسم اس کا وصف بتا
کر بیاں تاکہ لاویں ایماں ہم

ہم کو بتلا کہ وہ خدا ہے کیا	کیا وہ پیتا ہے اور کھاتا کیا
کس کو میراث اوسکی ہوگی نصیب	کون اسکا وارث اور قریب
تب یہ سورہ بحکم رب جلیل	لائے حضرت کو یک بیک جبرئیل

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝

کہو محمد کہ ایک ہے وہ خدا	اوسکی وحدت میں شک نہیں اصلا
متوحد ہے ذات اپنی میں	متفرد صفات اپنی میں
نہ وہ اپنا شریک رکھتا ہے	وحدہٗ لاشریک و یکتا ہے

اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝

وہ خدا بے نیاز برحق ہے	یعنے بے احتیاج مطلق ہے
بلکہ محتاج ہیں اوسی کے سب	سارے عالم کا ہے وخالق و رب
ہنچ کار بستہ کاراں ہے	مرہم زخم دلفگاراں ہے
ہے وہ حاجت روائے محتاجاں	کچھ نہ رکھتا ہے عیب اور نقصان
نہ وہ کھاتا ہے اور نہ پیتا ہے	جملہ حاجات سے مبرا ہے

لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۝

نہیں اسنے جنا کسی کے تئیں	اور کسی کا جنا ہوا وہ نہیں
ہے نہیں وہ خدا کسی کا باپ	اور نہ فرزند ہے آپ ہی آپ
جیسوں عزیر مسیح کو بیٹا	جانتے ہیں یہود اور ترسا

وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

اور نہیں زینہار ہے اوس کا
ردّ ہوا قول مشرکان عرب
یا الٰہی بسورہ اخلاص

کوئی جوڑا اور ہمسر و ہمتا
جو ہیں کفوًا احد اکے قایل سب
اپنے اخلاص سے مجھے کر خاص

اور توحید سے مجھے کر شاد
اور ہر شرک سے مجھے آزاد

راقم سید گل بادشاہ
سکرٹری انجمن تہذیب الاخلاق چیپوکہ

مطرقۃ الدین لآریہ مسافر میگزین

آریہ مسافر نمبر ۲ جلد ۷ صفحہ ۲۱

بابت نومبر سنہ ۱۹۰۴ء

ایک دیانندی منشی محمد منظور الٰہی صاحب کے مضمون (دیانندی پنتھ کی حقیقت) کا جواب دیتے ہوئے اپنی قرآن دانی ظاہر کرتے ہیں جو پیشانی سے ظاہر ہے۔ لکھتے ہیں ازالتہ الاوہام انوار الاسلام ذرا لالہ جی اس کی ترکیب عرفی تو کیجئے گا۔ آ۔ صفحہ ۲۷ پر لکھتے ہیں

آریہ مسافر ”نیوگ بالضرور ویدکی ہدایت ہے گو محض آپتی (لاچاری) کا دہرم ہے نہ کہ سادہارن۔ مگر دیگر الہام کے دعویدار نکے بواہ سمندری دہرم سے نہایت اُتم ہے“+

خضرراہ :- واہ مہاشی! کیا کہنا ہے ذرا تشریح بھی کردی ہوتی۔ آپا مُفلسی قید۔ مسافرت۔ بیماری وغیرہ کس قسم کی لاچاری۔ سنئے آپ کے رشی دیانند صاحب حکم لگاتے ہیں ”دگناہ تو نیوگ کے رہ گئے ہیں ہے کیونکہ ایشور کے سلسلہ کائنات کے مطابق عورت و مرد کا فطرتی عمل ترک بھی نہیں سکتا دیکھئے ستیارتھ طبعہ سنہ ۱۸۷۵ء ۳۲۲ کی پہلی سطر اور آخر صفحہ پر عبارت (۱) عورت اور مرد کی پیدایش

کا یہی مدعا ہے کہ دہرم سے یعنی وید کے فرمودہ طریقہ کے مطابق بیاہ یا نیوگ سے اولاد پیدا کریں) غور سے پڑھیئے۔ اور صفحہ ۱۳۵ سطر ۱۲ پر ایشور پرمان ملاحظہ کیجئے۔ (اے پتی اور دیور کو دکھ نہ دینے والی عورت اس گرہست آشرم میں حیوانوں کے ساتھ بھلائی کرنے والی اچھی طرح دہرم کے اصول پر عمل کرنے والی خوبصورت تمام شاستروں کے علم سے مزین اولاد پیدا کرنے والی۔ بہادر لڑکوں کی جننے والی دیور کی خواہش کرنے والی۔ سکھ کے دینے والی۔ پتی یا دیور کو حاصل کرکے گرہست کے متعلق جو یہ اگنی ہوتر ہے اس کو عمل میں لا۔ اور بہو مکامیں نیوگ کا بیان علیحدہ نکال دیکھیئے۔ آپ کے سوامی جی رگوید اشٹک ۷ ادھیائے ۸ ورگ ۱۸۔ منتر ۲ کا ترجمہ کرکے یوں تشریح کرتے ہیں۔ دلور دوسرے ور یعنی خاوند کو کہتے ہیں اسلئے بیوہ عورت کو دوسرے مرد کے ساتھ اور نیز ایسے مرد کو جسکی عورت مرگئی ہو بیوہ عورت کے ساتھ نیوگ کرنیکی ادش (یعنی اجازت) ہے +

اور آگے رگ وید اشٹک ۱۸ ادھیائے ۲ ورگ ۲۸ منتر کے ترجمہ میں (تو اپنے بیاہے ہوئے خاوند سمیت گیارہویں خاوند تک نیوگ کر) ملاحظہ کیجئے صیغہ امر مستعمل ہے یا نہیں اور آگے تشریح دیکھئے (یعنی اگر اتفاق سے ایسی آفت یا مصیبت واقع ہو کہ خاوند مرتے چلے جاویں تو اولاد کے لئے بیوہ عورت دسویں خاوند تک نیوگ کرے۔ اسی طرح مرد بھی بیاہتا عورت کے مرنے پر اگر اولاد نہ ہو اور بار بار عورت مرتی چلی جائے تو دسویں بیوہ عورت تک نیوگ کرے۔ اور اگر خواہش نہ ہو تو مرد یا عورت ایسا نہ کریں) آخر لفظ پر نشان دے کر مترجم صاحب فٹ نوٹ دیتے ہیں کہ یہ فرض نہیں ہے کہ ضروری ہی نیوگ کیا جاوے) یہ نوٹ بالکل یاوہ گو ہوا ہے اس لئے کہ وید منتر کے مقابلہ میں ذاتی رائے کوئی چیز نہیں۔ جب تک کوئی صریح مخالف منتر وید سے پیش نہ کیا جاوے دوسرے منتر میں تو صرف حکم ہے صاف حکم ہے یہ صرف آپکے سوامی جی کی رائے ہے کہ اگر ایسی مصیبت واقع ہو۔ کہ

---

[1] نکاح کو تسا ضروری ہے وہ بھی آنکیت کاں کلا حرام ہے

خاوند مر نے چلے جائیں۔ تو اگر خواہش نہ ہو تو ایسا نہ کریں۔ غور کیجیے بسبب تک نیوگ نہ کیا جاوے اور دو چار مریں نہیں اس وقت تک مصیبت کہاں واقع ہو گی اس لئے نیوگ آپ کا ل دہرم نہیں ہو سکتا۔ جیسا او تم ہے۔ اس کے لئے برق اسلام صفحہ ۱۲ سے ۴۰ تک ملاحظہ کیجئے۔"

آریہ مسافر" مثال کے لئے ہم آپ کے ہی عقیدہ سے مقابلہ کرتے ہیں۔"

خضر راہ" ایسا نہ کرنا جاہئے (چہ نسبت خاک را با عالم پاک)۔"

آریہ مسافر" دیکھئے سورہ نساء اس میں ان تمام جائز و ناجائز تعلقات کا ذکر ہے جو مرد اور عورت کے درمیان ہو سکتے ہیں۔"

خضر راہ" ہاں جناب وہ ناجائز کون کون ہیں۔"

آریہ مسافر" ان میں سے (۱) ایک سے زیادہ عورتوں کے ساتھ نکاح کی بابت **فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ وثلٰث وربٰع** ترجمہ نکاح کرو جو تم کو خوش آویں عورتیں۔ دو دو تین تین چار چار۔"

خضر راہ۔ سچ ہے " آگے اور پیچھے کے تعلق اور ربط کو دیکھکر معنی نہ کرنیوالوں اور ناپاک باطن والے جاہلوں کو واقعی علم نہیں ہوتا" ہو مکا صفحہ ۵۲۔ آگے پڑھئے **فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ** (ترجمہ) اگر ڈرو تم کہ عدل کر سکو گے بس ایک۔

اب آیت کا مطلب صاف ہے کہ اجازت دی گئی تھی کہ مگر قید یہ لگائی گئی کہ اگر عدل نہیں کر سکتے اور جو واقعی مشکل بھی ہے۔ پس ایک کافی ہے۔ اب اس میں ناجائز بات کون سی ہی؟

آریہ مسافر(۲) بیویوں کے تبادلے کی بابت دیکھو آیت ذیل **وان اردتم استبدال زوج مکان زوج** (ترجمہ) اگر بدلا چاہو بیوی کا بیوی سے +

خضر راہ۔ لفظی ترجمہ صرف اس ٹکڑے کا ہوا (اور اگر تم چاہو بدلنا زوجہ بجگہ پر زوجہ کے) اب دو سطر اوپر سے پڑھئے۔ خدا فرماتا ہے کہ اے ایمان والو جبراً کسی پر حق نہ ثابت کرو اور نہ روکو کہ کچھ مال ان کا لیلو اب لفظ ”اِلَّا“ صرف استثنا کو غور سے دیکھئے (اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ) ترجمہ مگر یہ کہ لائیں بیحیائی کھلی۔ آگے حکم دیا کہ انصاف اور اخلاق سے بسر اوقات کرو۔ اور اگر بدصورتی یا بدخلقی یا کسی اور وجہ سے تم کو ان سے نفرت ہے تو صبر کرو اسلئے کہ جن باتوں کو تم ناپسند کرتے ہو ممکن ہے کہ اس میں بہتری ہو (یہ نہیں ہے کہ ادھر ذرا لڑائی ہوا ادھر فوراً نیوگ۔ دیکھئے ستیارتھ صفحہ ۱۳۷ ”اگر عورت بد کلام بولنے والی ہو تو فوراً اسے چھوڑ کر دوسری سے نیوگ کرے“) اب فرمایا (اور اگر تم بدلنا چاہو زوجہ بجگہ پر زوجہ کے) یعنی اگر تم چاہتے ہو کہ ایک عورت چھوڑ کر دوسری کرو تو اجازت ہے کس صورت میں وہی شرط ”اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ“

آریہ مسافر (۳) خاوند والی عورتوں سے شادی کی اجازت ملاحظہ ہو“ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ (ترجمہ) مگر حرام کی گئیں خاوند والی عورتیں ماسوائے ان کے جو تمہاری ملکیت ہو گئی ہیں“

خضر راہ ”دلو جہالتے آخر دیا نتداری تقلید سے کام لیا یہ (ماسوائے) کہیں لفظ کا ترجمہ ہے؟

شروع آیت سے پڑھئے وَلَا تَنْكِحُوا سے وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اب ترجمہ کیجئے ”اور نہ نکاح کرو ماؤں بیٹیوں۔ بہنوں۔ وغیرہ وغیرہ آخر میں فرمایا (وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ) اور نکاح میں آئی ہوئی عورتیں بیاہتا حکم تحریم کا سنا کے صرف استثنا ”اِلَّا“ ذکر فرمایا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وہ کہ مالک ہو گئے داہنے ہاتھ تمہارے کیجئے حیلے ممانعت ہے۔ یا اجازت؟

آریہ مسافر (۴) مال دیکر عورتوں کی اجازت دیکھئے ”فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ“

وراء ذٰلکم ان تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسافحین ترجمہ اور حلال کی گئیں وہ کہ جن کو تم طلب کرو عوض مال کے عفت طلب کناں نہ شہوت راندگان)۔ اس میں تبتغو کے معنے ایجاب قبول اور محصنین غیر مسافحین سے مراد نکاح لیا کرتے ہیں۔ مگر یہہ تاویلیں بالکل غلط اور ریا در ہوا ہیں۔ کیونکہ قران میں جہاں شادی کی بابت ذکر کیا جاتا ہے۔ وہاں کوئی نہ کوئی نکاح کا صیغہ برتا جاتا ہے۔ جیسا کہ ہمارے اعتراض (نمبر ۱) میں درج ہے اور تبتغوا کے معنے طلب کردن کے ہیں نہ ایجاب قبول کردن۔

خضر راہ ”کیوں شیو جی مہاشئے کیا بغیر دیانندی تقلید کے کام چل سکتا ہے ؟“ ستیارتھ پرکاش دیکھئے ”بہت لوگ ایسے ضدی ہوتے ہیں کہ وہ متکلم کے خلاف منشاء تاویل کیا کرتے ہیں ان کی عقل تاریکی میں پھنس کر زائل ہو جاتی ہے“ پہلے صحیح ترجمہ کیجئے۔ سنئے لفظ وراء کے معنے ہیں سوائے تو ترجمہ ہوا ”اور حلال ہوئیں تم کو جو ان کے سوا ہیں (یعنی جسکی تشریح اوپر ہو چکی) یہ کہ طلب کرو اپنے مال کے بدلے قید میں لانے کو نہ مستی نکالنے کو“

بے شک تبتغوا معنے طلب کردن یعنی خواہش کرنا سنئے لفظ محصن کے معنے ہیں گھیرنا اس سے لفظ محصنہ بنا جسکے معنی ہیں منکوحہ یعنی گھیری ہوئی یہاں ہے محصنین جمع اسم فاعل جو حال پڑا ہے معنی ہوئے اس حال میں کہ قید میں لانیوالے ہو۔ اور لفظ غیر مسافحین کے معنے ہیں نہ مستی نکالنے والے ہو (یعنی نہ زنا کرنیوالے ہو) اب مطلب یہہ ہوا کہ کسطرح حلال ہوئیں اور بتایا گیا دو آن ”(یوں) خواہش ظاہر کرو مال مقرر کرو اور احصان یعنی پاکدامنی سے محفوظ رکھنا منظور ہو۔

اب مہاشئے آپ کا اعتراض نقش بر آب سے کم نہیں۔ سلئے کہ یہہ تاویل نہیں ہے ہاں نکاح کا صیغہ قرآن شریف میں شادی کے ذکر کے ساتھ ہر جگہ استعمال کیا گیا ہے مگر نکاح کی صورت سوائے بیان کے اور کہیں نہیں بتائی گئی۔ ذرا کل آیت

زہے ملاحظہ کیجئے اگر یہاں بھی کہدیا جاتا کہ باقی سے نکاح کرلو۔ تو سوال پیدا
یس طرح اسلئے یہاں نکاح کی صورت تعلیم دیگئی ہے لہذا یہ بھی جائز طریق
ا ہے

بیہ مسافر۔ نیز نکاح کا حکم پہلے بھی آچکا تھا۔ اسلئے بھی دوبارہ پیسے ہوئے
ینے کی ضرورت نہ تھی۔ رہا محصنین غیر مسافحین کی تاویل اس سے مراد نکاح
طور نہیں ہوسکتا۔ بلکہ زیادہ سے زیادہ یہہ کہ بوقت اشد ضرورت ایسا کرنا چاہئے
بقت نہیں +

نبراہ پہلے سحیا رتہ صفحہ ۷ کو ملاحظہ کرکے طرز بیان کیجئے اور ہم سے جواب
ہے اس میں تاویل نہیں ہے +

ریہ مسافر۔ نیز اگر یہاں نکاح سے مراد ہوتی تو یہ کہا جاتا کہ فما استمتعتم
منہن فاتوھن اجورھن فریضہ (ترجمہ) پس کسے کر لذت گرفتیہ
یعنی بعد مجامعت دیدو اُن کو رقم مقرر شدہ۔ کیونکہ نکاح کی صورت میں زر مہر کی
ر ادائیگی کا حکم مناسب اور درست معلوم نہیں وجہ صاف ظاہر ہے کہ زر مہر میں
یہ شرط نہیں ہوتی کہ یہہ ایک دفعہ یا کتنی دفعہ کا معاوضہ ہے اگر میاں بیوی بیجا سر
سال تک رضامندی سے رہ سکیں تب بھی وہی ہے۔ چونکہ اس آیت کے الفاظ
یغور کرنے سے ثابت ہے کہ اس میں مجامعت کے بعد فوراً ہی زر مقررہ کی ادائیگی کا
لم ہے پس معلوم ہوا کہ یہاں مراد نکاح سے ہرگز نہیں۔ بلکہ یہہ ہے کہ ضرورت پر
دیکھ مال دیکر بھی ضرورت رفع کیجائے +

خضر براہ "آیت کا لفظی ترجمہ" پس جس سے فائدہ اوٹھایا تمنے بسبب نکاح
کے عورتوں سے پس دوا ہنیں مہران کے مقرر کئے ہوئے"

ذرا غور فرمایئے کس لفظ کے معنے ہیں فوراً یا کس صورت سے فوراً کا اطلاق ہو
ہے۔ اور جب فوراً مہر کی ادائیگی کا حکم نہیں تو آپ کا اعتراض بھی تار عنکبوت

سے زیادہ قوت نہیں رکھتا کن الفاظ پر غور کر کے آپنے فوراً کا لفظ استعمال کیا ہے ذرا
اسمادہ لگا کر بتایئے۔ یہ آپنے محض نیوگ کی حمایت میں تعصب کی عینک لگا کر
بہتان باندھا ہے +

آریہ مسافر (۵) قرانی تہذیب کے لئے ملاحظہ ہو نِسَآؤُکُمْ حَرْثٌ لَّکُمْ
فَاْتُوْا حَرْثَکُمْ اَنّٰی شِئْتُمْ (ترجمہ) تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں داخل ہو
ان میں جا ہے جہاں سے؟ +

خضر راہ اول تو اگر اعتراض کا شوق چڑآیا ہے تو حوالہ لکھدیا کیجئے دوسرے
جنکے جواب ہو چکے ہیں ان کے جوابوں پر لیاقت آزمائی کیجئے۔ کاش کہ اگر ستیارتھ
صفحہ ۸۰۵ اعتراض نمبر ۱۳۸ دیکھا ہوتا تو یہ (جا ہے جہاں سے) لکھتے۔ پس پہلے
وہاں سے ترجمہ صحیح کیجئے بعد کو جواب حق پر کاش یا الحق وغیرہ میں مفصل دیکھئے
اور پھر جو اعتراض ہو پیش کیجئے اور ہمسے جواب لیجئے +

ویدک تہذیب برق اسلام صفحہ ۵ پر ملاحظہ کیجئے اور اس کھیتی کے
متعلق ستیارتھ صفحہ ۱۳۸۔ اور نیوگ کی خاندانی حمایت چھوڑ کر عملدرآمد کی فکر کیجئے +

آریہ مسافر نتیجہ گویا اسلامی حمیت۔ اخلاق۔ اور شرم تبلاتی ہے کہ (۱) منکوحہ
عورات سے شادی جائز ہے (۲) بیویوں کا تبادلہ جائز ہے (۳) علاوہ نکاح
کچھ رقم مقررہ پر ضرورت رفع کیجا سکتی ہے (۵) عورتیں مثل کھیتی ہیں اور ان
میں جا ہے جس طرف سے داخل ہونیکی اجازت ہے؟ +

خضر راہ نتیجہ ان مہاشے آریہ پانی پتی نے نیوگ کی حمایت میں تعصب
کی عینک چڑھا کر بغیر عربی لٹریچر کی واقفیت اور بلا اُردو لفظی یا با محاورہ ترجمہ قرآن
پاک کا دیکھے اور بغیر کسی عربی طالب علم سے پوچھے المرءِ یقیس علےٰ نفسہٖ کے
مصداق بن کر یہ چند سطور لکھدیئے لہذا معافی کے مستحق ہیں۔

(دیانندی مہاشوں کا صدق نما ماسٹر بشیر احمد سیتاپوری)

ایک دیانندی مہاشے کی ژٹل

بجواب آریہ مسافر جلد ۷ نمبر ۳ صفحہ ۶۵ دسمبر ۱۹۰۷ء

مہاشے یوگندر پال دیانندی رسالہ انوار الاسلام جلد نمبر ۱ - کے صفحہ ۱۹ کا جواب بسرخی (متعصب محمدیوں کی نافہمی کا قرار واقعی علاج) لکھتے ہیں یہ مہاشے رسالہ ہذا کے ۱۸ صفحوں کے مضامین وید کی بد تہذیبی کی دھوم دویدوں کی فحش و گندہ تعلیم جسمیں دختر وغیرہ سے ہمبستری کے استعارہ جات دیکھائے گئے ہیں وید کا نزول فضول اور ویدک جہاد وغیرہ سے آنکھ بچا کر گذر گئے آگے صفحہ ۱۹ پر مضمون (ویدک ایشور کا کسی چیز کے پیدا کرنے سے عاجز ہونا) کو کچھ کمزور سمجھا پر کیا تھا - سماج کو خوش کرنیکے لئے نیستی سے ہستی ہونیکا شور مچانا شروع کردیا اور کہیں جبراً قبضہ دیکھانیکے لئے بائبل حوالہ جات سے صفحہ کے صفحہ سیاہ کر دیئے - کہیں چند قرآن پاک کی آیات بے موقع و بے محل بے سمجھے لکھکر بے تکی ژٹل ہانکنا شروع کردی باوجودیکہ دوسری سطر میں متعرہیں کہ (اس پر قلم اوٹھانا قطعاً بیفائدہ ہے) جسپر ہمارا بھی صاد ہے +

افسوس کہ اس روشنی کے زمانے میں بھی ہمارے دیانندی دوست الصاف سے چشم پوشی کر کے راستی کا خون کرتے ہیں - زیادہ افسوس اُن پر ہے جو بزعم خود محقق بنکر دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں -

خیر سے اُن کو سخت کلامی کی بھی شکایت ہے افسوس اگر یہ دیانندی اپنے گرد کی تصنیفات کو نظر انصاف سے دیکھ لیتا تو یہ شکایت رفع ہو جاتی - آگے آپ تحریر کرتے ہیں +

آریہ مسافر - نیستی سے ہستی کا ہونا ناممکن اور خلاف قانون قدرت ہے - اس واسطے پرماتما نے روح اور مادہ سے دنیا کو بنایا ہے - کچھ اپنی ذات کے ٹکڑے نہیں کئے - اپنے ہاتھ پاؤں کاٹ کر نہیں بنایا +

خضر راہ: افسوس آج تک کسی سماجی نے تشریح نہیں کی کہ کس قسم کی نسبتی
ایک نسبتی ممکنات میں پائی جاتی ہے اور ایک ممتنعات میں ممتنعات البتہ کیطرح
موجود نہیں ہوسکتے اور ممکنات کا وجود مرجح کی ذات پر موقوف ہے۔ اشیاء کی
صورتوں پر ملاحظہ کیجئے۔ قبل اشیا اگر وہ عقیم پھر ہو گئیں۔ یہ نسبتی سے ہستی ہوگی
یا نہیں ویرا تماکو اپنی ذات پر خیال نہ کیجئے"!

آریہ مسافر" روح اور مادہ دنیا کا ہے سے بنے خدا مالک کس چیز کا ہے"
خضر راہ" تکلیف کر کے ہمارا مضمون بر حق جس شک نے سوامی جی اور آج
جیلوں کو بھی مانگنے کے ماننے پر مجبور کیا ہے اس سال۔ اخبار ضیاء الاسلام جلد
نمبر ۲ صفحہ ۱ پر ملاحظہ کیجئے"

آریہ مسافر" جس سلطنت کا کوئی راجہ ہے۔ جب وہ سلطنت ہی غیر ہی۔
تو پھر وہ راجہ کا ہے کا۔ وہ پرجا بھی کا ہے کا"

خضر راہ" بلا سلطنت کے چلے جانے کیا اس کی ذات بھی ہٹ جائیگی تمثیل کے
لئے واجد علیشاہ کو دیکھئے کہ اودھ کی سلطنت جانیکے بعد بھی کتنے روز کلکتہ میں
رہے"

آریہ مسافر" وہ ارواح اور مادہ کا ازلی حاکم ہے۔ خدا کی خدائی روح اور
مادہ کی ازلیت سے ہے اور روح کی ازلیت خدا کی خدائی سے ثابت ہے"

خضر راہ۔ یہ دلیل آپکی مستلزم دور ہے خدا کی خدائی روح و مادہ کی ازلیت پر
اور روح و مادہ کی ازلیت خدا کی خدائی سے یعنی روح و مادہ کی ازلیت سے تیری
اپنی ذات پر موقوف ہو گئی یا یوں کہئے کہ شیئی اپنی ذات سے قبل موجود ہو گئی۔
ناظرین آپ یہ نہ خیال کریں کہ معمولی محالات اور مغالطات دلیل پر ان مہاشے
کو نظر نہیں آتے۔ مجبور ہیں اسلئے کہ دیا نندی ہی تو ہیں

آریہ مسافر "جب خدا مالک ہے اور ازلی مالک ہے۔ تو وہ چیز جسکا خدا ازل سے مالک چلا آیا ہے - ازلی ہے۔ ورنہ خدا ازلی مالک نہیں جب خدا ازلی علیم ہے تو وہ چیز جسکا خدا ازل سے عالم چلا آیا ہے ازلی ضرور ہے ورنہ خدا ازلی علیم نہیں۔ علےٰ ھذا القیاس "

خضر راہ "صفت حقیقی اور اضافی میں تمیز کر لیجئے یہہ مرض رفع ہو جائیگا"

آریہ مسافر "ہمیں شرم آتی ہے۔ کہ ہم کہیں کہ اس دنیا کے بنانیسے پہلے خدا کے پاس کچھ بھی نہ تھا یہہ دنیا اتفاق سے اس کے ہاتھ لگ گئی۔ یا کسی بچارے غریب آدمی سے اسنے زبردستی چھین لی"

خضر راہ "ہمارے شرمیلے دوست آپ کو اپنے طریقہ پر بھی شرم آنا چاہئے کہ دنیا بنانے کے پہلے خدا کے پاس وہی چیزیں تھیں اور اگر وہ ہی وہ چیزیں کل دنیا کے لئے کافی تھیں۔ تو پھر خدا کو اعلیٰ مرتبہ کا قادر اور ہر ممکن کو محض اپنے ارادہ و علم سے بنانیوالا اور کان اللہ الم یکن معہ شیئ کے تسلیم کرلینے میں کیا شرم ہے "

آریہ مسافر "بھلا صاحب فرمایئے۔ کیا ہمارا حق نہیں کہ ہم آپ پر اعتراض کریں کہ نیستی کیا چیز ہے اور اس سے کچھ کیونکر بن سکتا ہے "

خضر راہ "آپ کا ضرور حق ہے اور ہم جواب بھی دینے کو آمادہ ہیں۔ نیستی ایک ہی چیز ہے نہونا یا عدم اور دیگر الفاظ سے اوس کی تشریح بھی ہو سکتی ہے اور نیستی سے وجود کے لئے اوپر کی مثال ملاحظہ کیجئے "

آریہ مسافر "اس کا ہمیں تجربہ کرکے دکھایئے اور نظام قدرت سے کوئی مثال لایئے کیا یہہ وہی سوال نہیں ہے جو تکذیب براہین احمدیہ و کتاب سیتارتھ پرکاش اور نسخہ خبط میں بار بار مسلمانوں پر کیا گیا ہے اور مسلمانوں نے ابھی تک اس کا جواب نہیں دیا "

خضر راہ "ناظرین! یہ مباحثے محض دیا نندی ہونے کی وجہ سے مجبور ہیں
اس لئے مسلمانوں کے جوابات اُن کی نظر سے نہیں گذرے"

اگر آپ کو تشریح کے ساتھ جوابات دیکھتے ہیں۔ جن پر آپ کیا کل دیانندی جمع
ہو کر بھی جرح نہیں قایم کر سکتے تو اردو میں سائنس اور اسلام عربی میں علم کلام کی
کتابیں تکلیف اٹھا کر دیکھئے۔ مختصر جواب ہم سے مُفت سنئے مثال نظام قدرت
سے وجود دو طرح کا ہے۔ وجود خارجی وجود ذہنی۔ موجودات ذہنی کل کے کل عقل
ہیولانی کے مرتبہ میں معدوم عین الذین ہوتے ہیں اور پھر رفتہ رفتہ موجود ہوتے
ہیں۔ خود آپ کو مطالعہ کے وقت تجربہ ہوا ہوگا کہ آپ کے ذہن میں مخاطب کے جوابات
نہیں ہوتے ہیں۔ مگر سوال کے سُنتے سُنتے موجود ہوتے ہیں۔ موجودات خارجی میں
اعتراض کا وجود آپ خیال کیجئے کہاں تھا اور کیونکر آگیا اگر وجود تھا تو صرف روح
و مادہ کا یہ صور مختلف تو بعد کو آ گئیں۔ بہت سے بہت آپ اسقدر کہہ سکتے ہیں
کہ مادہ میں ان صورتوں کی صلاحیت تھی لیکن صلاحیت سے وجود لازم نہیں آتا۔
عدم سے وجود نہیں لازم آتا۔ عدم سے وجود کی مثال اگر سمجھنا ہے۔ تو نظام عالم کو
اسی قدر کافی ہے"

آریہ مسافر "جب روحوں کو خدا نے نیستی سے ہست بنایا تھا۔ تو کس غرض کیلیے
بنایا تھا؟ کیا اپنی خدائی جتانیکے لئے یا روحوں کو خواہ مخواہ عذاب دینے کے لئے؟ اگر
اپنی خدائی جتانیکے لئے بنایا تھا تو ظاہر ہے۔ کہ بغیر روحوں کے خدا کی خدائی ثابت نہ تھی
تو کیا اُس وقت خدا ہی نہ تھا۔ کیونکہ خدا اسی وقت سے ہے جب سے اُس نے روحوں
کو بنایا ہے۔ اسی صورت میں در پردہ خدائی سے انکار ہے۔ اور اگر شق ثانی ہے
تو خدا ظالم ہے کہ اس نے خواہ مخواہ لوگوں کو عذاب دے رکھا ہے۔ اور بعضوں کو
کافر و مومن بنا رکھا ہے"

خضر راہ "خدا نے روحوں کو اپنی خدائی جتانیکے لئے بنایا۔ اور بغیر روحوں کے خدا کی خدائی کا ثابت نہ ہونا لازم نہیں آتا۔ کیونکہ ہم کو کسی چیز کا علم نہ ہونا اوسکے عدم کو مستلزم نہیں۔ البتہ دیانندی طریقہ پر **نعوذ باللہ** خدا ظالم ٹھیرتا ہے۔ کیونکہ بلا وجہ مادہ و روح پر تصرف کرنے لگا"

وجہ حاکمیت کیا ہے؟ جبکہ وجود اخدا روح اور مادہ تینوں برابر ہیں۔

آریہ مسافر "اگر خدا نے دنیا کو نیستی سے ہست کیا ہے تو اب دوسری دنیا کیوں نیستی سے نہیں بنا لیتا۔ اس بگڑی ہوئی دنیا کے پیچھے کیوں پڑا ہے۔ کیونکہ تمام دنیا اُس کے برخلاف ہے۔ بہتر ہے کہ وہ اس کا خیال چھوڑ دے"

خضر راہ "جبکہ محض اظہار قدرت کے لئے بنائی گئی تو یہ ایک ہی کافی ہے۔ اور اگر ایسا ہی ایک آدمی شخص کی فرمائش پر خدا ایک ایک دنیا بنانے لگے تو اسکی حکومت کیوں ہوئی۔ محکومیت ہو گئی۔ پھر اس روشنی کے زمانہ میں آپ کو یہ بھی خبر نہیں کہ قمر میں آبادی ثابت ہو چکی ہے۔ اگر انسانوں میں لوگ اس کے مخالف ہو گئے ہیں تو ہو جاویں۔ اپنی نتیجہ برداشت کریں گے۔ خدا کا کیا بگاڑیں گے؟ کیا دنیا اُن کے بگاڑنے سے بگڑ جاوے گی؟

آریہ مسافر "بیشک پرماتما کو کسی چیز کی احتیاج نہیں سب چیزیں ہمیشہ سے اس کے پاس موجود ہیں"

خضر راہ "واہ مہاشے کیا دلیری ہے! خدا کو حاکم بنانے میں لکار لکار کر روح و مادہ کا محتاج کہئے اور پھر بھی احتیاج سے انکار اسی احتیاج نے تو دیانند کو اقلیدسی اصول موضوعہ کیطرح پر تین خدا ماننے پر بلا دلیل بھی آمادہ کر دیا"

آریہ مسافر "روح اور مادّہ کو خدا نے کس چیز سے بنایا اگر پہلے خدا ہی خدا تھا۔ اور کوئی چیز نہ تھی؟ تو اس کا جواب محمدی علماء ک بھی نہ دیسکے۔ باوجودیکہ

آج تک کئی سو سال کا عرصہ گذرا لیکن اس کے جواب میں تاہنوز اسکے منہ پر مہر سکوت ہے۔ اور قیامت تک یہ مہر اُن کے منہ پر سے نہیں ٹوٹ سکتی +

خضر راہ ”علماء کے جواب نہ دینے کا وہم آپ کو اپنی پیشانی کے پہلے لفظ سے پیدا ہوا اس کو جلدی رفع کیجئے اور ہم سے سنئے جب خدا ہی خدا تھا تو یہ سوال کہ کس سے بنایا اپنا آپ ہی جواب ہے۔ خدا ہماری طرح محض صناع ہی نہیں ہے۔ کہ دو چیزوں میں ترکیب دیا کرے۔ وہ اپنے علم کے موافق جس چیز کو چاہتا ہے۔ خود ہی بنا دیتا ہے صفت خلق اس کی ذات میں ہے۔ خدا کو اپنی ذات پر نہ قیاس کیجئے“

آخر میں ہمارے سماجی دوست پریشان ہو کر (صفحہ ۷ کی پہلی سطر پر) یوں شکایت کرتے ہیں (ریویو کو اس بحث سے کیا تعلق تھا کچھ نہیں۔ مگر اپنی تنگ نیتی سے کہ کوئی بیوقوف جل اُٹھے عمداً ایساں ذکر کیا گیا)

ناظرین! آپ نہیں نہیں یہ مہاشے نہیں جلے اسی لئے انہوں نے آریہ مسافر کے بیس صفحوں کو بائبل وغیرہ کے حوالہ جات سے سیاہ کیا ہے اور آخر میں حوالوں کی ضرورت بھی نہ خیال کر کے پورے ورق پر قرآن پاک اور بائیبل پر لا طائل زٹل تانک کر چھوڑے نہیں جو ان کی ابتدائی اقرار کے موافق قطعاً بیفائدہ ہے پس ہم بھی اس مہاشے کی دانائی پر محمول کر کے نظر انداز کرتے ہیں اور آخر میں اُمید کرتے ہیں کہ یہ مہاشے حق سے اگر کچھ بھی حصہ رکھتے ہوں گے تو آئندہ بیفائدہ کام کے لئے قلم نہ اُٹھائیں گے۔ فقط

(دیانند کا حق نما ماسٹر بشیر احمد سیتاپوری)

ہمدرد آریہ

برائی سے بچانا بھائی کو ہی کام انساں کا
بھلائی کیطرف سے بھاگنا ہے فعل شیطاں کا

بنی آدم ہیں ہم تم صاف ظاہر ہی کہ بھائی ہیں
بچانا کجروی سے بھائی کو ہے فرض اخواں کا

کہا مانو نہ مانو ہم تمہیں سمجھائے دیتے ہیں
سراسر وید کی تعلیم میں نقصان ہے ایمان کا

بہلا ان وید کو کہتے ہو الہام گر سوچو تو
نہیں ہے خالق ارض و سما جسمیں نہ روحاں کا

نہ ہے توحید اور عظمت نہ علام الغیوبی ہے
پتہ کچھ قادر مطلق کا جسمیں ہے نہ کچھ شاں کا

ذرا تو عقل سے تو کام کہا ہر چیز نہ رہی ہیں
برابر مرتبہ ہے کہتے ایشر اور انسان کا

نہ خالق اسکو پاتے ہیں نہ ہم مخلوق بیدو کے ہیں
بتانا انکو الہامی کتاب ہے کام ناداں کا

دیانند اور بیدوں کی یہ اک تعلیم ادنی ہے
نباہ ہر آریہ رہبر ضلالت کی بیاباں کا

یہی ہے تعلیم بیدوں کی کہ وہ [illegible] ایشر ہیں
کہ جسپر خوب ہے جاوے احاطہ عقل انساں کا

نہ سمجھو عقل پر ایشر جو ہو انسان سے باہر
نہ گھٹنے پائے گویا مرتبہ ایشر سے انساں کا

ملاتی آبرو ہے خاک میں ایشر کے بید و سچ
تمہیں کچھ قدر بھی ہے بدبایوں اسکی ناں کا

نہ انسے مالک الملکی نہ کچھ قدرت نمایاں ہے
نہ وید ایشر کو خالق کہتا ہے انسان و حیواں کا

نہیں کر سکتا پیدا روح کی تعداد یوں کیسو ہی
ہیں جو ارض و سما بھی مالک الملکی کو یوں ناں کا

میں جب ارض و سما اور روح ہیں جیو خود پیدا
ہمیں توحید و عظمت پھر دکھائی تو کوئی یا انکا

نہیں ہے کچھ بھی ایشر کو خبر ذات رو جس میں
مسائل غیب دانی کیا ٹھکانا ایسے طوفاں کا

نہ خالق اور مخلوق یہہ خاصی [illegible] بندی ہے
نہیں ہے آریوں پر گویا ملا ایشر کے احساں کا

دیانندی کوئی گر وید کی عظمت سمجھتا ہے
دکھائے مسئلہ توحید بنکر مرد میداں کا

نہ سمجھو آریو گر دنیں تمکو تو تم ہی کہدو
تفاوت اس میں تھا رہی دیا خورشید تاباں کا

کہاں وہ کفر کی ظلمت کہاں سینہ [illegible]
تفاوت آریو ہے دیکھ لو بید و قرآں کا

تعصب چھوڑ کر انصاف سے گر آریو دیکھو
تو کہہ اٹھو کہ قرآں ہے کلام پاک یزداں کا

دیانندی کہا مانو جہالت چھوڑ دو ورنہ
کہوگے کیوں نہ مانا ہمنے کہنا ہائے قرآں کا

نہ پھر افسوس کی سنجیدگی کچھ کام آئیگی
اُدھر جائیگا غافل جا بسیگا جب ٹھکانا کا

خدایا تو ہی مالک ہے تو ہی خالق ہے انس و کل کا
پتہ دیتا ہے ہمکو کلام پاک قرآن کا

تو ہی خالق ہے سب مخلوق ہے تیری نہیں کچھ شک
تو ہی معبود ہے لاریب ہر گبر و مسلماں کا

قرآن پاک میں آیا ہے تیری ذات واحد ہے
شریک تیرا نہیں ہے کوئی بھی بیچوں سبحاں کا

تیرے اک لفظ کن کے حکم سے جلوہ نظر آیا
زمیں کا آسماں کا ماہ کا خورشید تاباں کا

گل و برگ و ثمر شجر حجر کا حسن حیواں کا
ملک دیو و پری جن و بشر کا حور غلماں کا

تیرے افعال کو سمجھ کرے قدرت کا اندازہ
بھلا کیا حوصلہ ہے عاجز و لاچار انساں کا

وہاں تک کسطرح پہونچے پر ادراک جلتے ہیں
کرے تیرے عمل میں کیا قیاس تنگ عقل انساں کا

مجھے بھی اک جھلک ہو نظر امید کامل ہے
جو مجھ پر پرتو پڑ جائے کچھ بھی اہل عرفاں کا

جو تیری یاد میں رو لیں در مقصد کھلا پائیں
کریگا ان پہ گوہر برسا ابر نیساں کا

تیرے اسلام کا میں بھی الہی نام لیوا ہوں
پکڑ رکھا ہے گوشہ میں نے بھی رحمت کے داماں کا

تیرے اسلام کے صدقہ میں ہمنے کیا ہے یہ مانگا
دلی ارماں بھی کچھ اور بھی باقی ہے داماں کا

میں جب جانوں ہوا کچھ مجھکو حاصل تیری الفت میں
ہمارا ہاتھ ہو اور تار ہو جیب گریباں کا

(حق پسند) (علیگڈھ)

لطیفہ

ایک وکیل کے مسلمان محرر سے ایک آریہ موکل نے آکر ایک اٹھنی کا مطالبہ کیا کہ میرے مقدمہ کے حساب میں رہ گئی ہے۔ محرر صاحب نے اٹھنی کے بقایا رہنے اور اسکے دینے سے انکار کیا جو وقت مہاشے صاحب جواب

پاچکے لوگ کہتے ہیں کہ اچھا صاحب مت دو ہم تم سے خدا کے گھر لیں گے۔ اس پر ظریف الطبع منشی صاحب نے فرمایا کہ کیا خوب یہہ منہ اور مسور کی دال۔ تم لوگوں کا خدا کے یہاں کیا کام۔ تمہارا گذر ہی وہاں نہ ہوگا۔ خدا کو یہاں تو تم لوگ ٹ ہوں گے تم لوگ کتے یا سور کی جون میں دنیا ہی میں نظر آؤ گے"

یہہ لوگ خوب جانتے ہیں کہ جزا و سزا خدا وند تعالےٰ کے یہاں ضرور ملے گی لیکن دیوروں کی توہین کی وجہ سے دم بند ہے۔ پنڈت دیانند خود بھی کامل یقین سے کبھی مسئلہ تناسخ (آواگون) کی نسبت کہتا تہا۔ کہ میں نہیں مانتا۔ کبھی کہتا تہا کہ میں نے مان لیا ہے (حق پسند علیگڈھ)

چھوٹی بڑی سب ایک بھاؤ

آجکل ہمارے مہذب و ایماندار دیانندیوں کے اہتمام سے جو رسالہ نکلتا ہے۔ وہ اسلام ہی پر حملے کرتا۔ اور مسلمانوں ہی پر تبرا پڑہتا نکلتا ہے۔ نہیں معلوم اس نامنصف بہتہ نے اس میں کیا بھلائی سوچی ہے۔ یہ اپنے زعم میں اسلام پر بیجا حملے کر کے نہایت خوش ہوتے اور یہہ جانتے ہیں کہ ہمنے بڑا کام کیا۔ ہمارا بڑا نام ہوا۔ مگر اس کی خبر نہیں کہ ... جب کہ وہ جتنا اسلام کے منہ چڑہتے ہیں اتنا ہی اپنی بنیا کو سست و کمزور کرتے ہیں۔ خود دیانندی ہی ان کے اقوال کو دیکھکر ہنستے ہیں اور ان کی کم فہمی و ناعاقبت اندیشی پر افسوس کرتے ہوئے اسلام پاک کیطرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اگر یہی گرم بازاری رہی۔ تو تھوڑے روزوں میں دائرہ اسلام میں صدہا صاحب الطاف دیانندی سرنگوں نظر آئیں گے +

وہ دن بہت ہی قریب ہے۔ کہ یہ آریہ مندر اسلامی انجمنوں کے دہرم دائک
جلسوں سے مشرف ہوں +

حال ہی کا ذکر ہے۔ کہ آریہ پترپولی بابت ماہ جنوری نے کتاب ترک
اسلام و تہذیب اسلام اور مسلمانوں کا تعصب" کے عنوان سے ایک
مضمون چھاپا ہے۔ جس میں ایک مسلمان جلد ساز کی شکایت کرتے
ہوئے لالہ امیر چند ساکن موضع جگنہ کلاں ضلع امرتسر فرماتے ہیں
کہ اس نے میری کتابیں دو دن رکھ کر واپس دے دی ہیں اور کہا
اس کتاب کی جلدیں ۸ کہ روپیہ پر ہے۔ نہیں باندہوں گا۔ کیوں کہ
اس میں قرآن و رسول کے برخلاف لکھا ہوا ہے۔ اور ایک کاغذ
نے بنائی ہے۔ معزز ایڈیٹر و آریہ بھائیو۔ جہالت کی بھی کوئی نہ کوئی
حد ہونی چاہئے۔ آریہ بھائیوں کا فرض ہے۔ کہ تہذیب اسلام کی از
حد زیادہ اشاعت کرادیں۔ ہر ایک زبان گورمکھی۔ پنجابی۔ ہندی۔
انگریزی میں اس کا ترجمہ کیا جائے۔ مہاشے دہرم پال جی بی اے۔ کا
ہم کو مشکور ہونا لازم ہے۔ کیونکہ انہوں نے قرآن کا سارا پول
کھول کر رکھدیا ہے۔ ان کتابوں کا اثر اس قدر ہوا ہے۔ کہ جہلم
کے دو مسلمان آپ کے جلسہ پر بھی لاہور میں شدھ ہوئے۔ ترک
اسلام میں بارہ ہی بیچ کیا گیا تھا۔ مگر تہذیب الاسلام نے اس بلعد
کو آگ لگادی گئی ہے۔ مسلمان آگے بھی جگر کباب ہو رہے ہیں۔ مگر
اب از حد سخت دل ہو رہے ہیں۔ معلوم نہیں کہ جب باقی جلدیں
نکلیں گی تو مسلمانوں کا کیا حال ہوگا۔ آریہ بھائیوں کا فرض ہے۔ کہ مہاشے
دہرم پال جی۔ بی۔ اے۔ کی حوصلہ افزائی کریں اور ہر ایک آریہ بھائی

اور ہندو پرچارک میں اس کتاب کی ایک ایک جلد موجود رکھی جائے گی
بھی جہاں تک میری طاقت میں ہے۔ اس کتاب کی از حد اشاعت کراؤں
گا۔ مہاشہ دہرم پال جی۔ بی۔ اے۔ امید ہے کہ باقی سو جلدیں بھی
گورو کل کے تیسرے سالانہ جلسہ تک شایع کر دیویں گے۔ اب تو
قریبًا قریبًا مذہب اسلام کی حالت نزع ہے۔

ناظرین انصاف فرمائیں۔ کہ متعصب کون ہے۔ صرف جلد نہ باندھنے
اور انکار کر دینے پر لالہ جی جامہ سے باہر ہوگئے۔ آتش غضب سے جلکر
تو وہ خاک بن گئے۔ اگر ذرا بھی انصاف ہوتا تو اس مسلمان کی تعریف
کرتے۔ اور اُس کی محبت و الفت کی جو خدا و رسول کے ساتھ ہے داد
دیتے اور اسکی تقلید کرتے۔ اس سے سبق لیتے۔ اور اس کی ہمت
دیکھتے۔ کہ صرف خدا و رسول کی اُلفت میں اوس نے اپنا نقصان گوارا
کیا۔ وہ سچا بندۂ خدا ہے۔ بندۂ درم یا بندۂ نیوگ نہیں۔ مہاشے دہرم
پال۔ بی۔ اے پر دیانندیوں میں سے کب بھی ایسا نہ نکلا۔ جو اس کے
مثل ہوتا۔ مسلمانوں کے ایک ادنیٰ طبع کا ادنیٰ شخص جسکی خاندانی و
علمی حالات برق اسلام میں لکھے ہیں۔ اور جسکے تمام اخبار و رسالے شاہد
ہیں۔ دیانندیوں میں اعلےٰ رکن تصوّر ہوا۔ حالانکہ دایرہ اسلام میں لاکھوں
ایسے پڑے ہیں۔ جنکے زور قلم کے آگے اچھے اچھے سر ندامت خم کرتے ہیں
مگر مسلمانوں کو ان پہ ناز نہیں۔ بچارہ دہرم پال کس شمار میں تھا۔ تہذیب الاسلام
اور ترک اسلام پر فخر کرنا ہی جہالت ہے۔ ذرا آنکھیں کھول کر دیکھو کہ ان
دونوں لغویات کے کس قدر جواب لکھے گئے۔ ایک دو چار نہیں۔ بلکہ بیسیوں
دندان شکن جواب ہو چکے ہیں۔ اور برابر لکھے جا رہے ہیں۔ آپ کے جمع کردہ

بارود نے آپ ہی چھپر پھونکا۔ زمین ویدک پرود ہو گیا۔ آیا کچھ بنالی نہیں بنتی۔ دھرمپال جی جس کشمکش میں پڑے ہیں۔ ان کا دل ہی جانتا ہے۔ دیانندی اگر آنکھیں کھولکر دیکھیں تو اونکو معلوم ہو کہ ایک دھرمپال کے عوض کتنے آریہ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

آپ جسقدر چاہیں تہذیب اسلام اور ترک اسلام کی اشاعت میں وسعت دیں۔ اسلام کا نفع اور دیانندی پنتھ کا نقصان ہے۔ اتنی اگر اشاعت میں تو اسی قدر اس کے جواب لکھے گئے۔ جسقدر زیادہ اشاعت ہوگی اسی قدر اس کے دنداں شکن جواب پڑھتے جائیں گے۔ دیانندی پنتھ کی قلعی کھلتی جائے گی۔ سوائے دھرمپال کے آجتک کوئی بھی مسلمان پیدا نہ ہوا۔ مگر یہ آپ کی ایمان داری و راست گفتاری ہے کہ ہتکاری کیطرح یہ جھوٹ مشہور کرنے پر آمادہ ہیں کہ فلاں آریہ ہوا۔ فلاں شدھ ہوا۔ جسکی تحقیق پر کچھ بھی اصل نہیں۔ جسمیں ایسی باتوں سے اپنے گروہ کی طبیعت خوش کرا لیجئے۔

لہذا اے مسلمانوں ہوشیار ہو اور کمر ہمت باندھو۔ دیکھو آجکل ناموس پرست کیسے اگنی دیو کے عشق میں مدہوش و بیہوش ہیں۔ جلد تیار ہو اور سچے دین کی خدمت کرو۔ اسلامی رسالے خریدو اور ان کو مدد پہونچاؤ۔ دیکھو تمہارے ایک بھائی نے جسکی روزی صرف جلد سازی پر ہے۔ کیسی ہمت کی اور کیسا استقلال ظاہر کیا۔ گروہ لاکھ روپیہ پر بھی لات مارنے کو تیار تھا۔ جس پر لالہ جی غصے کے غضب کی آگ میں بھڑک اٹھے مگر افسوس کہ تم ابھی خواب غفلت میں ہو۔ اخبار الاسلام۔ النذیر۔ ضیاء الاسلام ہمدرد اسلام۔ اہلحدیث۔ الفیض کو خریدو۔ اور ان کو مدد پہونچاؤ۔ اسلامی ٹریکٹ خرید کر تقسیم کرو۔ ترک اسلام و برق اسلام وغیرہ کتابیں

مسلمانوں کو دکھاؤ اور اس کی اشاعت میں کوشش کرو۔ ان لایق مصنفوں نے دیانندی پنتھ کی پوری پوری قلعی کھول دی ہے۔ ہر مسجد و ہر جلسہ و انجمن و کتب خانوں میں ان کتابوں کا رہنا ضروری ہے۔ دیانندی جب اُن کو دیکھتے ہیں۔ تو ایسے بدحواس و شرمندہ ہوتے ہیں کہ کچھ بنائے نہیں بنتا۔ مجھے بھی جہاں تک ممکن ہوگا اسلامی ترکیبوں کی اشاعت میں کوشش کرونگا۔ اسی خیال سے میںنے اپنا ذاتی مطبع خادم الاسلام اپنے وطن بریلی میں جاری کیا ہے۔ دیانندیوں کی جہالت کے ظاہر کرنے کے لئے۔ ماہوار رسالہ الفیض جاری کیا ہوا ہے۔ امید ہے کہ اور مسلمان بھی اس کی تقلید کریں گے۔ تاکہ ان کی کافی شناخت ہو

میں ہوں مسلمانوں کا خادم احمد حسین سید فیض آباد)

طالبان حق کیلئے زندہ بشارت

یعنی

دنیا میں پہلی طرز کا قرآن شریف

یا

اعلی درجہ کی جیبی مترجم حمائل شریف بالکل مفت

یہ حمائل شریف ہی جسکی نظیر ہفت اقلیم میں نہیں مفصلہ ذیل خوبیاں نمبروار پائی جاتی ہیں (۱) قطع جیبی نہایت عمدہ اور موزون ہے یعنی ۵ انچہ لمبی ۳ انچہ چوڑی جو جیب مین آسانی آسکتی ہی شایقین کلام مجید ہروقت اپنے پاس رکھ سکتی ہیں (۲) ترجمہ حمائل شریف بالمقابل صفحہ پر کیا گیا ہی یعنی ایک صفحہ پر اصلی متن اور دوسرے پر اسکا ترجمہ تاکہ ترجمہ اور متن گھچ مچ نہو جاوے (۳) متن و ترجمہ نہایت صفائی سی پڑھا جاتا ہی (۴) صفحہ صفحہ پر آیات کے نمبر دیئے گئے ہیں تاکہ ترجمہ دیکھنے میں دقت نہ ہو (۵) ہر صفحہ کے آخر پر آیت اور اسکا ترجمہ ختم ہوتا ہے جس سے ایک آیت کیلئے قرآن شریف کا ورق الٹنا نہیں پڑتا۔ یہ خوبی آجتک کسی مترجم قرآن شریف میں نہیں

(٦) عربی تحریر نہایت اعلیٰ درجہ کی ہے۔ بڑی ہی خوش رقم اور خوش قلم حمایل شریف ہے۔ (٧) ترجمہ نہایت لطیف بامحاورہ ایسا شائستہ ہے کہ خواہ مخواہ پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔ اور تمام مقدمات و محذوفات ترجمہ کے اندر خطوط وحدانی میں لکھ دیئے ہیں جس سے تفسیر کی تفسیر اور ترجمہ کا ترجمہ ہے اور بہت آسانی سے سمجھ میں آتا ہے (٨) اس مقدس حمایل شریف کے شروع میں تمام سیپاروں اور سورتوں کی فہرست دی گئی ہے۔ جس سے جھٹ سیپارہ اور سورت نکال سکتے ہیں (٩) شروع میں قرآن شریف کے مضامین کی فہرست دی گئی ہے جو واعظوں اور خطیبوں ۔۔۔۔ اور تمام مسلمانوں کیلئے کارآمد ہے نماز۔ زکوٰۃ۔ صبر۔ شکر وغیرہ تمام امور کے متعلق ایک ایک جگہ حوالے لکھدیئے گئے ہیں (١٠) تمام انبیاء کا ذکر قرآن شریف میں جہاں جہاں آیا ہے۔ انکی نسبت بھی ایک ہی جگہ حوالے دیئے گئے ہیں۔ ابراهیم یا نوح وغیرہ کا لفظ نکالو اور جہاں جہاں قرآن شریف میں ان کا ذکر آیا ہے وہ سب مقامات دم بھر میں دیکھو (١١) کاغذ سفید او عمدہ نفیس ڈبی لگایا گیا ہے۔ (١٢) ہدیہ بجلد عہ خرچ ڈاک ندمہ خریدار آجکل صرف مفصلہ ذیل کتابوں کی فہرست میں سے دو روپیہ کی خریداری پر مذکورہ بالا حمایل شریف اخیر مئی ۱۹۰۵ء تک ایک کاپی مفت مل سکتی ہے ÷

پیارے نبی کے پیارے حالات قیمت	عہ ۸ر	قصص الانبیاء قیمت	۸ر
صدیق اکبر " "	۸ر	مناجات فیروزی " "	۳ر
سیرت الفاروق " "	عہ ۱۲ر	ایک جرمن نومسلم کے دس لیکچر "	عہ
عثمان ذو النورین " "	۶ر	مذاق العارفین " "	۴ر
حضرت علی مرتضیٰ " "	ہے	عیسائیونکی دینداری کا نمونہ "	۴ر
انسان اور اسکی تقدیر "	عہ	تقدیس الرسول عن طعن المجهول	۴ر
الحق المبین " "	۸ر	دفع نکاح زینب " "	۴ر
اسم اعظم سوانح عمری حضرت پیران پیر	عہ	عصمت النبی عن شرک الجلی	۲ر

کتاب	قیمت	کتاب	قیمت
گلدستہ کرامت قیمت	۶ ر	کیمیائے دولت قیمت	۸ ر
دیوان حضرت باہو "	۱ ر	فتوح الغیب "	عہ ر
الہامی کتاب "	۱۰ ر	مثنوی بوعلی قلندر "	۱ ر
جنگ ترکی و یونان "	عہ ر	مفتاح الجنت "	۳ ر
زبدۃ الواعظین "	عہ ۴ ر	تحقیق اناجیل ہر دو حصہ	عہ ۴
روزہ اور اسکی حقیقت "	۴ ر	بحث تناسخ "	۴ ر
مجموعہ راندہ کی شادی گھر کی آبادی	۰	راہ نجات "	۱ ر
فتح سنت اسلام "	۸ ر	تفسیر القرآن بکلام الرحمان	عہ ۸
ملک العزیز ورجنا "	عہ ۴ ر	رسوم اسلامیہ "	۱ ر
دلگیش نندنی "	عہ ۴ ر	قرآن مجید کے کلام الٰہی ہونیکا ثبوت	۸ ر
شہید وفا "	عہ ر	آریہ دھرم "	۸ ر
حسن انجلینا "	عہ ۴ ر	تہذیب "	۰ ر
منصور موہنا "	عہ ۴ ر	اسلام اور اسکی حقیقت "	۸ ر
دلکش "	عہ ۴ ر	لغت فیروزی "	۳ ر
فلورا فلورنڈا "	عہ ر	حق پرکاش "	۱۲ ر
بنات النعش "	۶ ر	تفسیر فیروزی "	۳ ر
مراۃ العروس "	۶ ر	اہلحدیث کا مذہب "	۴ ر
توبۃ النصوح "	۶ ر	ہیڈی ڈاکٹر "	عہ ر
نصائح حکمائے سلف	۸ ر	بشارات احمدیہ "	۸ ر

جیبی سترہ جسم پنجسورہ قیمت ۸ ر

[illegible]

منشی کریم بخش پروپرائیٹر و ایڈیٹر کے اہتمام سے مطبع مفید عام پریس شہر سیالکوٹ میں چھپا اور شائع ہوا

ماہ رمضان المبارک کی

خوبیاں

آپ سابقہ اشاعت میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اُمید ہے کہ آپ نے بہت کچھ ثواب کا حصہ لیا ہوگا۔ علاوہ اس کے صرف ماہ رمضان کے فیضان کی خاطر آپ کو **ایک نیک مشورہ** بھی ساتھ دیا گیا تھا۔ جس پر آپ نے ابھی تک عمل کر کے نہیں دکھایا۔ اب اس لیئے دوبارہ اس اشاعت کے ہمراہ بھی پھر آپ کو مشورہ دیا جاتا ہے۔ کہ اس مشورہ پر ہر ایک صاحب کو عمل کرنے کی تاکید فرمائی جاوے۔ تاکہ ہر ایک صاحب بباعث ماہ رمضان المبارک کے اس نیک مشورہ سے مستفیض ہو۔ وما توفیقی الا باللہ +

جن احباب نے وی پی انعامی کے واپس فرما دیئے تھے ان کے نام دوبارہ وی پی کئے جا رہے ہیں امید ہے کہ اب واپس ہو صول نہ ہونگی۔ جن احباب کے واپس آئیں گے۔ ان کے نام حسب وعدہ سابقہ اشاعت شایع کئے جائیں گے۔ شکایت معاف +

کیا آپ کو وعدہ خدائی بھول گیا ہی

جو اللہ جلشانہ نے اپنے کلام پاک میں ارشاد فرمایا ہے۔ کہ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا۔ خداوند تعالےٰ اپنے وعدوں کے کبھی بھی خلاف نہیں کرتا۔

آپ کو یاد ہوگا کہ ہم نے گذشتہ اشاعت میں سفارش کی تھی کہ حافظ محمد شفیع صاحب امام مسجد متصل سرائے شیخ سوداگر شہر سیالکوٹ بکہ یہ شخص اس وقت بہت تنگ ہے۔ اسے ضرور للہ امداد دینی چاہیئے۔ کہ اسے قرض سے نجات ہو۔ (ایڈیٹر)
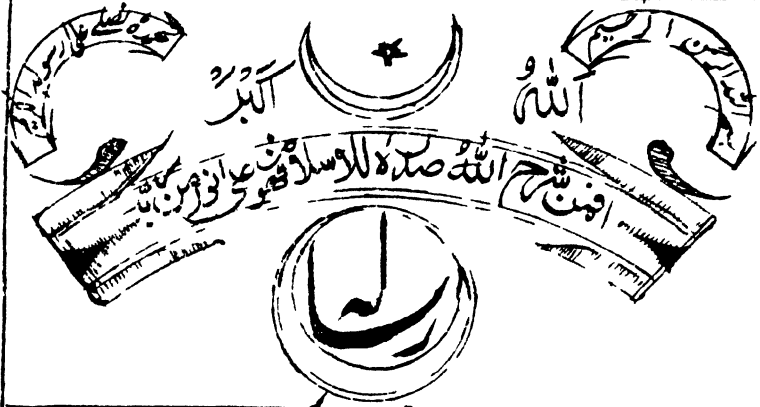
انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

بابت ماہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۰۵ء

اسلام میں غلاموں سے سلوک

(سلسلہ کے لیئے دیکھو رسالہ نمبر ۱۲ جلد ۷)

اس کو جدا کرنے سے شریعت درہم برہم ہو جاتی ہے ان کو کم سے کم یہ حدیث پڑھ کر ضرور شرم کرنی چاہیئے کیونکہ اس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی غلاموں کے ساتھ نرمی کا اصل مقصد یہی معلوم ہوتا ہے کہ غلاموں کو ازاد کر دیا جائے اور آیندہ غلام بنانے سے لوگوں کو روکا جاوے ایک شخص کا ذکر ہے کہ ایک دفعہ آپکے پاس آیا اور آپ سے پوچھا کہ میں کتنی مرتبہ اپنے غلام کو معاف کیا کروں ۔ آپ نے منہ پھیر لیا اور کوئی جواب اسکے سوال کا نہ دیا اور دوسری دفعہ اور پھر تیسری دفعہ سامنے آیا اور یہی سوال دہرایا اور آنحضرت نے اسی طرح بغیر جواب

نے پیٹے کے منہ پھیر لیا۔ چوتھی مرتبہ جب اس نے یہ سوال کیا تو آپ نے فرمایا۔ اعف عن عبدك سبعين مرة فی کل یوم اذا اردت نوال لدو الثواب۔ اگر تو اجر اور ثواب حاصل کرنا چاہتا ہے تو ہر روز ستر دفعہ اپنے غلام کو معاف کیا کر میں پوچھتا ہوں کہ کیا آج ان اقوام میں جو مہذب کہلاتے ہیں ایک آدمی بھی ایسا ہے جو اپنے خدمتگار کو باوجود اس کے قصور کے ستر دفعہ معاف کر سکے مگر اسلام میں غلاموں کے متعلق واقعی ایسا عملدرآمد ہوا۔ آپ کا دل یہ بھی گوارا نہ کر سکا تھا کہ غلام کو غلام پکارا جاوے کیونکہ اس نام میں حقارت پائی جاتی تھی۔ اور آپ پسند نہ کرتے تھے۔ کہ کسی قسم کی بھی تحقیر ان کی کی جاوے جیسے امام بخاری علیہ الرحمت نے یہ حدیث روایت کی ہے۔ لا یقل احدکم عبدی امتی ولیقل فتای وفتاتی وغلامی چاہئے کہ تم یہ نہ کہو کہ اے میرے غلام یا اے میری لونڈی بلکہ یوں کہو کہ اے میرے فتا یا اے میری فتاۃ یا اے میرے غلام (یہ لفظ ہر ایک جوانمرد اور جوان عورت پر بولے جاتے ہیں غلام کا لفظ بھی اسی طرح بولا جاتا ہے عربی میں غلام کا مفہوم عبد سے ادا ہوتا ہے) عبد اور امۃ کہنے سے یہ بتلانے روکا کہ یہ الفاظ عموماً لونڈیوں اور غلاموں پر ہی بولے جاتے تھے اور وہ الفاظ جنکے بولنے کی ہدایت کی ہے وہ عام ہیں آزاد مردوں اور عورتوں پر بھی بولے جاتے ہیں *

اس کے بعد میں یہ بیان کروں گا کہ ان ہدایات پر عمل بھی کیا جاتا تھا یا نہیں اور اگر کیا جاتا تھا تو کس حد تک۔ مگر قبل اسکے کہ میں عمل کی نظیریں پیش کروں ایک شبہ کا ازالہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اگر غلاموں کو اسقدر حقوق دیے گئے تھے اور ان کی اسقدر رعایت ضروری تھی۔ جیسا کہ حدیثوں سے پتہ لگتا ہے تو پھر مالک اور مملوک میں فرق ہی کیا تھا اسکا جواب خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں موجود ہے اور یہ حدیث بھی صحیح بخاری میں مذکور ہے چنانچہ فرمایا کلکم راع وکلکم مسؤل عن رعیتہ فالامیر الذی علی الناس راع وھو مسؤل عنھم والرجل راع علی اھل بیتہ وھو مسؤل عنھم والمرأۃ راعیۃ علی

بیت بعلہا وولدہٖ وھی مسئولۃ عنہم والعبد راع علیٰ مال سیّدہٖ وھو مسئول عنہ۔ یعنی تم میں سے ہر ایک حاکم ہے اور اس سے اپنی رعیّت کے متعلق سوال کیا جاوے گا۔ پس امیر لوگوں پر حاکم ہے اور اس سے ان لوگوں کے متعلق پوچھا جائیگا اور آدمی اپنے گھر کے لوگوں پر حاکم ہے اور اس سے اُن کی متعلق پوچھا جائیگا۔ اور عورت اپنے خاوند کے گھر پر اور اس کی اولاد پر حاکم ہے اور اس سے ان کے متعلق پوچھا جائیگا۔ اور غلام اپنے آقا کے مال پر حاکم ہے۔ اور اس سے اسکے متعلق پوچھا جاویگا۔ اس حدیث کے رو سے ہر ایک شخص کے سپرد جداجدا کام ہے۔ اور ایک رنگ میں ایک شخص حاکم ہے اور دوسرے رنگ میں وہی محکوم ہے۔ اسلام ایسی مساوات کی تعلیم نہیں دیتا جس سے چھوٹوں بڑوں کا امتیاز ہی اٹھ جاوے اور دنیا کے کاروبار بند ہو جاویں۔ بلکہ ایک ایسی اخوت قایم کرتا ہے۔ کہ کام بھی سب کے الگ الگ ہیں اور سوسائیٹی میں بڑے بھی ہوں اور چھوٹے بھی مگر اسکے ساتھ ہی ان میں انسان اور بھائی ہونیکی حیثیت سے ایک مساوات بھی ہو۔ نہ ہی کام مقرر کرنے سے اسلام کی پاک تعلیم کا یہ منشا ہے۔ کہ آقا غلام کے کام کو ذلیل سمجھکر اُسے ہاتھ نہ لگاوے اور آقا کا کام غلام کی عزت سے بڑھ کر سمجھا جاوے۔ بلکہ یہ بھی حکم ہے۔ کہ ضرورت کے وقت آقا غلام کے کام میں اسکی مدد کرے اور جو فوائد آقا اٹھاتا ہے۔ غلام کو انسے محروم نہ رکھا جاوے ہاں آقا کو یہ چاہیئے کہ وہ اپنے غلام سے نیکی اور احسان کرے اور غلام کا فرض ہے کہ وہ اپنے آقا کی سچے دل سے فرمانبرداری کرکے وہ اپنے مفوضہ کاموں کو بجالاویں۔ وہ باقی امور میں وہ مساوی ہیں:۔

اب میں چند مثالیں بیان کرتا ہوں ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نہ صرف معلم ہی تھے۔ بلکہ ہر بات میں خود ایک پاک نمونہ بھی تھے یہی وجہ تھی کہ آپکی تعلیم کا وہ زبردست اثر آپ کے صحابہ اور مسلمانوں پر ہوا۔ یہ جو آپ نے فرمایا تھا کہ میرے دوست جبرائیل نے یہانتک غلاموں کے ساتھ مجھے حسن سلوک کی تاکید کی ہے۔ کہ مجھے گمان ہوا۔ کہ غلام بنانا ہی نہ چاہیئے۔ یہ واقعی آپ کے دل کی سچی خواہش

اور تڑپ تھی۔ اور یہی آپ کی غلاموں کے ساتھ نیکی کی تعلیم کا اصل مقصد تھا۔ اور آپ تدریجاً دنیا کو اسیطرف مائل کر رہے تھے۔ چنانچہ ان سب باتوں کا ثبوت آپ کے اپنے عمل سے ملتا ہے کہ آپ نے کبھی کوئی غلام نہیں رکھا۔ بلکہ جب بھی کبھی کوئی غلام آپ کے ملک میں آیا تو آپ نے اُسے فوراً آزاد کر دیا۔ اس سے زیادہ واضح ثبوت آپ کی دلی خواہش کا اور کیا ملسکتا ہے۔ مگر اس مضمون پر یہ بحث کا موقعہ نہیں۔ غلام تو آپ سب آزاد کرتے رہے ہاں آپؐ کے خادم تھے اور چودہ یا پندرہ آدمیوں کے نام لئے گئے ہیں۔ جنہوں نے وقتاً فوقتاً آپ کی خدمت کا شرف حاصل کیا علاوہ اُن کے آپ کے صحابہ اور متبعین میں سے ہر ایک شخص اپنے لئے باعث فخر وعزت سمجھتا۔ کہ کوئی کام آپ اسے فرمائیں۔ پھر آپ کی پوزیشن دنیاوی لحاظ سے بھی اعلےٰ درجہ کی تھی۔ مدینہ میں آپ گو یا ایک چھوٹی سی جمہوری سلطنت کے اعلےٰ افسر تھے اور پھر بعد میں آپ کل عرب کے شہنشاہ ہوگئے۔ مگر باوجود ان سب باتوں کے آپ خود اپنے کپڑے مرمت کر لیتے۔ بکریوں کو دودھ لیتے اور اپنی بیویوں کو گھر کے کام کاج میں مدد دیتے تھے۔ جب کھانا کھانے بیٹھتے تو آپ ایک خادم کیطرح بیٹھتے۔ اور دوسروں کا کام کرنے کے لئے ہمیشہ اٹھنے کو تیار رہتے۔ سوار ہوتے تو کسی اور کو اپنے پیچھے بٹھا لیتے۔ حضرت انس نے آپ کے خادموں کے ساتھ نیکی کے کئی واقعات بیان کئے ہیں۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ میں دس سال تک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتا رہا۔ اس عرصہ میں کبھی آپ نے مجکو اُف تک نہیں کہا۔ جب میں نے کوئی کام کیا تو مجھے یہ نہیں کہا کہ کام تمنے کیوں کیا اور اگر کوئی کام نہیں کیا تو یہ نہیں کہا کہ یہ کیا نہیں کیا۔ اور آپ کا سلوک تمام دنیا سے بڑھ کر اچھا تھا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ آنحضرت صلعم نے کبھی کسی خادم کو یا کسی عورت کو نہیں مارا۔

آپ کے صادق محب اور مخلص بھی آپ کے نقش قدم پر ہی چلتے تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ آپ نے اسیران جنگ میں سے ایک اسیر ایک صحابی ابو الہیثم رضی اللہ

کو ایک غلام دے دیا اور اُسے نصیحت کی کہ اس سے نیک سلوک کرے ابوالہیثم اس غلام کو لیکر گھر گیا اور اپنی بی بی کو کہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ غلام دیا ہے اور ساتھ یہ وصیت کی ہے کہ اس سے حسن سلوک کرنا بی بی نے کہا کہ اس نصیحت پر تم پورا عمل کیونکر کرسکتے ہو سوائے اسکے کہ غلام کو ازاد کردو۔ چنانچہ ابوالہیثم نے وہ غلام اُسی وقت ازاد کردیا +

زنباع نے اپنے ایک غلام کو ایک لونڈی کے ساتھ پایا اور اسکا ناک کاٹ ڈالا غلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا آپ نے پوچھا کہ کس نے تیرا یہ حال کیا ہے غلام نے کہا زنباع نے چنانچہ اسی وقت زنباع کو طلب کیا گیا اس نے جو دیکھا تھا بیان کیا۔ آنحضرت نے غلام کو فرمایا کہ جا تو آزاد ہے پھر غلام نے کہا یارسول اللہ میں کس کا مولی کہلاؤں گا۔ (یعنی میرا معاون اور مددگار کون ہوگا) آپ نے فرمایا خدا اور اس کے رسولؐ کا مولی چنانچہ اسی وعدے کے مطابق آپ جبتک جیتے رہے اس کی مدد کرتے رہے آپ کی وفات کے بعد وہ حضرت ابوبکر کے پاس آیا اور وہ واقعہ آپ کو یاد دلایا اس پر حضرت ابوبکر رضؓ نے اس کے اور اسکے عیال کیلئے گذارہ مقرر کردیا۔ حضرت ابوبکر رضؓ کی وفات کے بعد وہ حضرت عمر رضؓ کے پاس حاضر ہوا۔ آپنے پوچھا تو کہاں جانا چاہتا ہے عرض کیا مصر میں اسپر حضرت عمر رضؓ نے حاکم مصر کے نام حکم لکھدیا۔ کہ اس کو اس کے گذارہ کے لئے زمین دیدو۔ سبحان اللہ کیسا پاک وعدہ تھا اور کیسا پاک ایفاء اسکا ہوا +

ابومسعود انصاری رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایکدفعہ اپنے غلام کو مار رہا تھا کہ ناگہاں مینے اپنے پیچھے سے یہ آواز سنی۔ ابومسعود یاد رکھو کہ جسقدر طاقتور حاکم تم اس پر ہو اس سے زیادہ طاقتور حاکم خدا تمپر ہے۔ ابومسعود فرماتے ہیں جب مینے پیچھے پھر کر دیکھا تو آنحضرت صلعم تھے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ مینے اسی وقت اسکو خدا کیلئے ازاد کردیا۔ آپ نے فرمایا اگر تم اُسے ازاد نہ کرتے تو تم آگ میں پڑتے +

حضرت ابوہریرہ رضی کے متعلق روایت ہے کہ آپ نے ایکدفعہ دیکھا کہ ایک آدمی سوار ہے اور اسکا غلام اسکے پیچھے پیچھے بھاگ رہا ہے آپ نے فرمایا اسے اپنے پیچھے بٹھالو کیونکہ یہ تمہارا بھائی ہے۔ اور اس کی روح بھی تمہاری روح کی طرح ہے +

معرور کہتے ہیں میں نے ابوذر رضی کو دیکھا کہ ایک نیا عمدہ لباس پہنا ہوا ہے اور آپ کے غلام نے بھی ویسا ہی نیا اور عمدہ لباس پہنا ہوا ہے۔ میں نے پوچھا تو فرمایا کہ ایک دفعہ میں نے ایک آدمی (اس سے مراد آپ کا غلام ہے) کو گالیاں نکالیں اس نے میری شکایت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس کی آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تم نے اس کی ماں پر عیب لگایا۔ اور پھر فرمایا کہ تمہارے غلام اور نوکر چاکر تمہارے بھائی ہیں۔ پس جس شخص کا بھائی اس کے ہاتھ کے نیچے ہو۔ اسے چاہیئے کہ اپنے کھانے سے اسے کھلاوے اور اپنے لباس سے کپڑا پہنا دیے تم اپنے غلاموں کو ایسا کام نہ دو جو انکی طاقت سے زیادہ ہو اور اگر دو تو پھر اس کے کرنے میں خود مدد دو +

حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا یہ پیارا قول نقل کیا گیا ہے کہ میں شرمندہ ہوتا ہوں۔ جب میں ایسے آدمی کو غلام بنا کر رکھتا ہوں جو کہتا ہے۔ کہ اللہ میرا رب ہے +

حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے متعلق روایت ہے کہ اپنے ایک غلام کی نافرمانی کیوجہ سے اس کا کان مروڑا۔ اور پھر اپنے فعل سے توبہ کی اور اسی غلام کو کہا کہ تو بھی اسیطرح میرا کان مروڑ۔ مگر اُسنے انکار کیا۔ آپنے اصرار کیا تو اسنے آہستہ آہستہ کان مروڑنا شروع کیا۔ آپ نے کہا کہ زور سے مروڑ کیونکہ میں قیامت کے دن کی سزا برداشت نہیں کرسکتا۔ غلام نے جواب دیا اے میرے آقا جس دن سے تو ڈرتا ہے اُسی دن سے مین بھی ڈرتا ہوں +

حضرت زین العابدین کا ذکر ہے کہ ایکدفعہ اُن کے ایک غلام نے بھیڑ کو پکڑ کر تی

ہوئے اس کی ٹانگ توڑ دی۔ انہوں نے کہا کہ تو نے کیوں ایسا کیا۔ کہا آپ کو غصہ دلانے کے لئے آپ نے فرمایا جس نے تجھے یہ تعلیم دی میں اسے غصہ دلاؤنگا یعنی شیطان کو جا اور تو خدا کے لئے آزاد ہے +

غلاموں یا آزاد کردہ غلاموں کو بڑے بڑے عہدے دیئے جاتے تھے اسامہ کو جو حضرت زید کے بیٹے تھے خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک فوج کا افسر بنایا قبل اسکے کہ یہ فوج روانہ ہو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو لوگوں نے کہا کہ آپ کسی اور بڑے آدمی کو افسر بنائیں مگر آپ بہت ناراض ہوئے کہ جو کام میرے پیارے محبوب آقا نے کیا ہے۔ میں اسے منسوخ کروں۔ جب فوج کی روانگی کا وقت آیا تو آپ اسامہ کے ساتھ ساتھ پیدل روانہ ہوئے اور وہ سوار تھے انہوں نے عرض کی کہ اے خلیفہ رسول اللہ یا آپ بھی سوار ہو جاویں اور یا مجھے اجازت دیں کہ میں بھی پیدل چلوں۔ مگر آپ نے نہ مانا اور کچھ دیر تک نصیحت کرتے ہوئے اسی طرح ساتھ گئے۔ جب حضرت عمرو نے مصر کی فتح کا ارادہ کیا تو اول صلح کا پیغام دیکر ایک جماعت حاکم مصر کے پاس بھیجی جسکا سردار عبادہ رضؓ کو قرار دیا جو حبشی تھے اور حبشی اس زمانے میں بطور غلاموں کے فروخت ہوتے تھے۔ جب یہ جماعت حاکم مصر کے سامنے آئی تو اس نے کہا کہ اس حبشی کو باہر نکالدو۔ انہوں نے کہا یہی تو ہمارا سردار ہے اور جو کچھ یہ کہے گا یا کرے گا اسی کے ہم پابند ہیں۔ مقوقس حیران ہوا اور پوچھا تم نے ایک حبشی کو اپنا سردار کیونکر بنالیا۔ انہوں نے کہا سرداری ہمارے درمیان قومیت یا رنگ پر نہیں بلکہ فضیلت پر ہے سو یہ ہم سب میں سے افضل الرائے ہیں +

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ جیسے عظیم الشان بادشاہ کا جو سلوک اپنے غلاموں سے تھا وہ ظاہر کرتا ہے کہ غلاموں کی ابتدائی اسلامی سوسائٹی میں کیا حیثیت تھی اور وہ لوگ کس طرح اپنے پیارے نبی کے لفظوں پر عمل کرتے تھے۔ جب حضرت ابو عبیدہ رضؓ نے بیت المقدس کا محاصرہ کیا اور شہر کے لوگ تنگ آگئے تو انہوں نے کہا

شرط پر شہر حوالے کر دینے کا وعدہ کیا کہ خود حضرت عمرؓ آکر شرائط صلح طے کریں ابو عبیدہ نے امیر المومنین کو لکھا تو آپ فی الفور روانہ ہو گئے۔ آپ کے ساتھ آپ کا غلام بھی تھا۔ مگر سواری کے لئے اونٹ صرف ایک ہی تھا اسی لئے خلیفہ اور غلام باری باری اس پر چڑھتے اور جس کی باری نہ ہوتی وہ پیدل ہمراہ دوڑتا جب آپ ابو عبیدہ کے ڈیرے کے قریب پہنچے تو اتفاقاً غلام کی باری سواری کی آگئی آپ اتر کھڑے ہوے اور غلام کو سوار کیا۔ اور آپ پیدل ہمراہ بھاگتے تھے اور تمام نظریں آپ کی طرف لگی ہوئی تھیں۔ ابو عبیدہ نے اس بات سے ڈر کر کہ امیر المومنین کو اسطرح پیدل بھاگتا ہوا دیکھکر یروشلم کے اہالی پر برا اثر نہ ہو اور مبادا جنگ کا رخ پلٹ دے عرض کیا کہ تمام نظریں آپ کی طرف لگی ہوئی ہیں اس صورت میں یہ مناسب نہیں کہ آپ کا غلام تو سوار ہو اور آپ نوکروں کیطرح ساتھ ساتھ بھاگیں حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ اس بات کو سن کر غضب میں آئے اور فرمایا "کہ تجھ سے پہلے ایسا جملہ کسی نے نہیں کہا اور یہ تیری بات مسلمانوں پر لعنت لانیوالی ہے۔ ہم سب لوگوں سے زیادہ ذلیل اور حقیر اور سب سے تھوڑے تھے خدا نے اسلام کے ذریعے ہمیں بڑائی اور عزت دی۔ اور اگر ہم ان راہوں سے الگ چلکر عزت تلاش کریں گے جو راہیں اسلام نے ہمیں سکھائی ہیں۔ تو پھر خدا ہمیں ذلیل کریگا" جس سے آپ کا یہ مطلب تھا۔ کہ اسلام نے تو یہ تعلیم دی ہے کہ تم اپنی عزت اسی میں سمجھو کہ اپنے غلاموں کو اپنے برابر رکھو۔ اگر ہم اس مساوات میں اپنی ذلت سمجھنے لگیں گے تو پھر خدا ہمیں ذلیل کریگا کیونکہ اس کی بتائی ہوئی راہ کو ہم چھوڑ دیں گے۔ میں پوچھتا ہوں کہ آیا آج بھی دنیا میں کوئی ایسا فاتح موجود ہے یا کوئی چھوٹی سے چھوٹی ریاست کا حکمران ایسا موجود ہے یا کوئی شخص جو کسی بڑے عہدے پر ممتاز ہو ایسا ہے کہ وہ اخلاقی جرات دکھا سکے جو حضرت عمرؓ نے دکھائی یا نیک سلوک کا وہ نمونہ دکھا سکے جو ایک بڑے شہنشاہ نے دکھایا۔ کیا حضرت عمرؓ اس امر سے ناواقف تھے۔ کہ ایک

نئے فتح ہوئے ہوئے ملک پر رعب کا قائم رکھنا کسقدر ضروری ہے۔ انہیں وہ خوب سمجھتے تھے بلکہ جیسا وہ ان معاملات کو سمجھتے تھے ایسا کوئی نہ سمجھتا تھا مگر اسلام کے احکام کی سچی عظمت ان کے دل میں تھی۔ وہ صدق دل سے جانتے تھے۔ کہ ہر ایک عزت اور شوکت انہیں راہوں پر چلنے سے ملے گی اور اگر پچھلے زمانے میں مسلمانوں نے غلاموں اور نوکروں کے ساتھ اس طریق برتاؤ کو چھوڑ دیا تو یہ وہی بات ہے جو حضرت عمر نے کہی تھی انہوں نے اسلامی راہوں کو چھوڑ کر اَور راہوں سے عزت تلاش کی۔ پس وہ عزت کو کھو بیٹھے۔ اب بھی جو مسلمان غیر مسلمان اقوام کے نقش قدم پر چلکر دنیا میں معزز بننا چاہتے ہیں اور اسلام کی راہوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں انہیں یہی بات یاد رکھنی چاہیئے۔

مگر باوجود ان غلطیوں کے جن میں مسلمان پڑ گئے ہیں اور مرور زمانہ سے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے دور جا پڑے ہیں۔ یہ امر قابل غور ہے۔ کہ آپ کی نیک تعلیم ایسی ان کے خونوں کے اندر رچ گئی یا یوں کہو کہ آپ کی قوت قدسی ایسی ان پر غالب آئی کہ اب بھی مسلمانوں کا سلوک اپنے نوکروں اور غلاموں سے غیر اقوام کے سلوک کی نسبت بدرجہا بہتر ہے اور یہ شکر کا مقام ہے کہ ہمیں اسکا ثبوت دینے کی ضرورت نہیں خود عیسائیوں نے اس کو تسلیم کر لیا ہے۔ مین الف لیلہ کے انگریزی ترجمہ کے نوٹوں میں لکھتا ہے اور یہ وہ شخص ہے جو مدتوں مصر میں رہا اور مسلمانوں کے حالات کو غور کی نظر سے دیکھتا رہا وہ کہتا ہے کہ مسلمانوں میں غلاموں کے ساتھ عموماً نیک سلوک کیا جاتا ہے دوسرے ممالک کی نسبت وہ لکھتا ہے کہ جن لوگوں نے دوسرے اسلامی ممالک میں سفر کیا ہے ان کی شہادت مسلمانوں کی اپنے غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کے متعلق بہت ہی قابل اطمینان ہے اور پھر لکھتا ہے کہ قرآن شریف اور احادیث میں جو ہدایتیں غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کے متعلق ہیں عموماً ان سب پر یا انکے زیادہ حصہ پر مسلمان لوگ

عمل کرتے ہیں جن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کی تعلیم غلاموں سے حسن سلوک سے متعلق عیسائیوں کے گال کے طمانچہ کی تعلیم کیطرح نہیں کہ سراہتے سراہتے ہزار ہا کاغذ سیاہ کر دیں اور جب عمل دیکھیں تو ایک بھی عامل دنیا میں نظر نہ آئے یہ تو ایک غیر متعصب عیسائی ہے مگر پادری ہیو کو بھی یہ امر تسلیم کرنا پڑا ہے جیسا کہ وہ لکھتا ہے کہ "مسلمان ممالک میں غلاموں کے ساتھ سلوک بہت اچھا ہے۔ بمقابلہ اس سلوک کے جو امریکہ میں کیا جاتا ہے جہاں غلامی کا رواج عیسائی اقوام سے پیچھے رہا"

مگر پادری صاحب پیروں کو کیوں ملزم کرتے ہیں جب اُن کے مرشد کی تعلیم میں ایک لفظ بھی غلاموں کے ساتھ حسن سلوک سے متعلق نہیں پایا جاتا۔ ایسا ہی انسکلوپیڈیا ببلیکا میں عیسائی مضمون نویس مسلمانوں کے درمیان غلامی کے رواج پر لکھتا ہوا کہتا ہے "مشرقی اسلامی ممالک کی غلامی عموماً کھیت میں مزدوروں کی طرح کام کرنے کی غلامی نہیں۔ بلکہ گھر کے کاروبار کے متعلق ہے غلام کو خاندان کے ایک ممبر کیطرح سمجھا جاتا ہے۔ اور اس کے ساتھ نرمی اور محبت سے سلوک کیا جاتا ہے۔ قرآن شریف غلاموں کے ساتھ نرمی اور مہربانی سے سلوک کرنے کی روح پھونکتا ہے۔ اور غلام آزاد کرنیکی ترغیب دیتا ہے +

اب اس اسلامی تعلیم اور ان واقعات یقینی کو پیش کرنے کے بعد میں اپنے منصف مزاج ناظرین سے یہ سوال کرتا ہوں کہ یہ غلامی جسکے رواج کو ایک حد تک اسلام نے یک لخت روک نہیں دیا کیا یہ ایسی غلامی ہے کہ اس لفظ کے معمولی مفہوم کی رو سے جو دنیا میں سمجھا جاتا ہے اس کو غلامی کہہ سکیں۔ نہیں بلکہ جہاں تک آجکل کے نوکروں کے ساتھ سلوک دیکھا جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت دنیا میں جتنے لوگ خادم کے نام سے موسوم ہیں وہ ایک اسلامی غلام پر رشک کریں گے اور اس خادمی کی حالت سے اس غلام کی حالت کو بدرجہا بہتر سمجھیں گے۔ غلامی کے عام مفہوم کے مد سے تو یہ کہنا بھی جائز نہیں کہ ایک حد تک اسلام نے غلامی کی

اجازت دی۔ کیونکہ ہر ایک بدی جو اس سے پیدا ہوتی تھی اسلام کی تعلیم نے اس بدی کو جڑھ سے کاٹ دیا۔ جو اپنے آقا کے برابر ہے اسکو غلام کیوں کہا جائیگا اور یہ مساوات اور خاندان کے ایک ممبر کیطرح ہونا صرف لفظ ہی لفظ نہ تھے بلکہ عمل سے ہی یہ دونوں باتیں ظاہر ہوتی تھیں جو کھانا آقا کھائے وہی غلام کھائے جو لباس مالک پہنے وہی مملوک پہنے جہاں وہ رہے اسی جگہہ غلام بھی رہے۔ طاقت سے زیادہ کام نہ دینا۔ کبھی سختی سے اُسے مخاطب نہ کرنا اور نہ ہی مارنا۔ اس سے بڑھ کر کونسی اصلاح کی دنیا خواہشمند ہوسکتی تھی یہ زمانہ لفظ پرست ہے اور بجائے مغز کے چھلکے پر خوش ہو جاتا ہے نام کو تو غلامی موقوف کر دی گئی مگر افسوس ہے کہ غلامی کی حقیقت ابھی تک مہذب ممالک میں اسی طرح موجود ہے عنقریب دنیا دیکھ لے گی کہ جب تک خادموں کے ساتھ وہ رفق اور نیکی کا طریق نہ برتا جائیگا جسکی تعلیم سترہ سو سال ہوئے ایک انسانوں کے سچے ہمدرد اور خدا کے برگزیدوں میں سے سب سے برگزیدہ نے دی تھی تب تک غلاموں کی موقوفی لفظی موقوفی ہے اور حقیقتاً اس سے وہ اصلاح نہیں ہوئی جو دنیا کی اخلاقی ترقی کے لیے ضروری ہے۔ اسلام کی تعلیم ہے جس پر دنیا چل سکتی ہے۔ اور جس پر چلکر انسان انسانوں کے لیے مفید اور خدا کا سچا بندہ بن سکتا ہے۔ (ریویو) باقی آئندہ)

قرآن کریم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا ثبوت

تمام مذاہب میں سے جنہوں نے دنیا کے کچھ حصہ پر اثر ڈالا ہے کسی بانی کی زندگی کے واقعات ایسے محفوظ نہیں جیسے بانی اسلام کے تا ایک ایسا حصے نہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جو کسی

دلیل کا محتاج ہو یا جس پر کسی مخالف نکتہ چین لانسلم کہنے کی گنجائش ہو۔ کیونکہ مخالف منتقد جسنے مذاہب کی تاریخ پر غور کیا ہے۔ اس امر کو تسلیم کرتا ہے۔ کہ جہاں دوسرے بڑے بڑے بانیان مذاہب کی زندگی کے واقعات دھندلا پن اور تاریکی کے نیچے ایسے دبے ہوئے ہیں۔ کہ ان کی صحت کا پتہ لگانا قریباً محال ہے۔ وہاں پیغمبر صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی زندگی تاریخ کی ایسی صاف اور کھلی روشنی کے نیچے ہے۔ کہ اس کا کوئی واقعہ بھی ہماری آنکھوں سے چھپا ہوا نہیں۔ دوسری صرف یہ امر بھی محتاج ثبوت نہیں۔ کہ کسی مذہب کے پیرووں نے اپنے مقدس پیشوا کی زندگی کے واقعات کی اس تحقیق اور تدقیق سے چھان بین نہیں کی جیسی کہ مسلمانوں نے ایک ایک روایت کی صحت کے پرکھنے کے لئے وہ وہ صعوبتیں محدثین نے اٹھائی ہیں۔ کہ جن کا ہم اس وقت کسی طرح صحیح اندازہ بھی نہیں کر سکتے لیکن یہ موقعہ ان تفصیلات کا نہیں۔ ہماری غرض اس جگہ اس امر کے بیان کرنے سے یہ ہے۔ کہ جسقدر مجموعہ روایات کا محتاط محققین نے پوری چھان بین کے بعد صحیح سمجھا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس میں بہت کم غلطی احتمال ہے لیکن اس قسم کا احتمال ہمیں یہ اجازت نہیں دیتا۔ کہ اس سارے کے سارے مجموعہ کو ہی ہم رد کر دیں۔ کیونکہ اسطرح پر کسی تاریخی واقعہ کی شہادت پایۂ اعتبار تک نہیں پہنچ سکے گی۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اسی زمانہ میں باوجود تاروں اور ریلوں اور مطابع کے اس قدر وسیع انتظاموں کے ایک نہ ایک حد تک ہر ایک واقعہ کی تفصیلات میں غلطیاں داخل ہو جاتی ہیں۔ لیکن ان سے خود اس واقعہ کا ابطال نہیں ہوتا بلکہ یہ امر دراصل اس واقعہ کی صداقت اور صحت کا مؤید ہوتا ہے +

اس بیان سے ہمارا یہ مقصود ہے۔ کہ اگرچہ ہمیں قرآن کریم سے صریح اور مبین ثبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا ظہور اس قسم کے مضبوط سلسلہ روایات سے ثابت ہوتا ہے ان کو ہم کسی طرح نظر انداز نہیں کر سکتے۔ مثلاً ہم دیکھتے ہیں۔ کہ عیسائیوں کے حضرت مسیح کے متعلق روایات کو قبول یا رد کرتے وقت ایک ایسا طریق اختیار کیا

جس پر ایک عقلمند انسان ہنسے گا۔ اور بہت ساری اناجیل ہیں سے جنکے جھوٹھ اور سچ میں کوئی مابہ الامتیاز نہیں تھا۔ بعض کو بلاوجہ صحیح اور بعض کو بلاوجہ جھوٹھی قرار دیدیا۔ اور وہ بھی ایک ایسے زمانے میں جب ان روایات کی صحت یا عدم صحت کے پتہ لگانیکا کوئی ذریعہ نہیں رہ گیا تھا۔ یعنی تین سو سال گذرجانے کے بعد۔ ایسی صورت میں کوئی محقق ان معجزات کو جو ان روایات میں درج ہیں۔ ایک لمحہ کے لئے بھی اناجیل کی شہادت پر قبول نہیں کرسکتا۔ جب تک کہ کسی اور طرح پر ان کا ثبوت بہم نہ پہنچے۔ لیکن اس کے برخلاف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے واقعات کے متعلق ایک ایک روایت کے متعلق الگ الگ حیرت انگیز تحقیقات کیگئی ہے۔ اور وہ بھی ایک نہایت قریب زمانے میں جب کہ پوری تحقیق کے ساتھ ایسی روایتوں کی صحت یا عدم صحت کا پتہ لگالینا کچھ مشکل نہ تھا۔ اور کسی روایت کو صحت کے پورے درجہ پر قبول نہیں کیا گیا۔ جب تک کہ اس کی شہادت تواتر کے ساتھ اور مختلف ذرایع سے مانتہ نہیں آگئی۔ الغرض ان احادیث میں جن کو محققین نے کامل تحقیق کے بعد صحیح مانا ہے۔ جو معجزات درج ہیں۔ وہ اپنے ساتھ ایک قطعی اور یقینی ثبوت رکھتے ہیں۔ اور کسی دوسرے ثبوت کے محتاج نہیں۔ لیکن اس مضمون میں ہم صرف قرآن کریم سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا ثبوت دیکھنا چاہتے ہیں +

سب سے اول یہ امر غور طلب ہے کہ قرآن کریم کی ایک ایک آیت جیسے جیسے نازل ہوتی رہی وہ ایسی طرح پر مخالفین کے درمیان شایع ہوتی رہی۔ کہ جسکی کوئی نظیر موجود نہیں۔ اس کتاب پاک کا ایک نقطہ بھی ایسا نہیں جو اپنے نزول کے وقت مسلمانوں اور کفار کے درمیان میں پورے طور پر شہرت نہ پا گیا ہو۔ وہ لوگ جنہوں نے طرح طرح کی اذیتیں اٹھاکر اور تمام تعلقات کو قطع کرکے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ساتھ اختیار کیا تھا ان کی غذا ہی وہ کلام الہی تھی جو ان کے محبوب پر وقتاً فوقتاً نازل ہوتی رہتی تھی وحی کا ہر ایک نقطہ ان کی تسکین اور اطمینان کا باعث ہوتا تھا۔ اور اسواسطے

طرح طرح کے مصائب کے درمیان وہ تشنہ لبوں کی طرح سرچشمہ وحی کی آواز کے منتظر رہتے تھے۔ یہانتک کہ جو لوگ ان میں سے اپنے کاروبار بھی کرتے تھے انہوں نے یہ انتظام کیا ہوا تھا کہ دو دو آدمی ملکر ایک ایک روز اپنے مولیٰ و آقا کی خدمت میں حاضر رہکر اور کوئی نیا کلام جو نازل ہوتا وہ اپنے ساتھی کو شام کو پہنچا دیتا۔ اور پھر دوسرے دن دوسرا رفیق اپنی باری پوری کرتا۔ اور بہت سارے تو ان میں ایسے تھے جو کسی وقت بھی پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے جدا نہیں ہوتے تھے اس وجہ سے ہر ایک آیت کلام الٰہی کی فی الفور تشہیر ہو جاتی تھی۔ علاوہ اسکے کفار کو دین اسلام کی طرف بلانے کا سلسلہ دن رات جاری تھا اور اس لئے ہر ایک نئی آیت اُن کے کانوں تک بھی وقت پہنچ جاتی تھی۔ بلکہ ہر ایک مسلمان اپنا فرض سمجھتا تھا کہ جو کچھ نیا کلام الٰہی اُس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے اُسے فی الفور دوسرے لوگوں تک پہنچا دے خواہ وہ مخالف ہوں یا موافق۔ پھر علاوہ اس کے نمازیں جو کم از کم دن رات میں پانچ وقت پڑھی جاتی تھی قرآن کریم کا پڑھنا لازمی تھا اور جس وقت امام بہ آواز بلند قرات پڑھتا ہوگا تو ممکن نہیں کہ کفار اس سے بیخبر رہتے ہوں کاش مخالفین سوچتے تو اُن کو یہی ایک امر اسکی صداقت کا یقین دلا سکتا تھا کہ کیسی جرأت سے اُسنے تمام ان امور کو بآواز بلند ابتدا سے ہی دُنیا میں مشتہر کیا ہے اس نے اپنی کسی بات کو مخفی نہیں رکھا۔ بلکہ اپنے متاع کو کھول کھول کر پیش کیا ہے تا جو کوئی نکتہ چینی اس پر ہو سکتی ہے کیجاوے۔ ایک طرف تو ہماری آنکھوں کے سامنے یہ نقشہ ہے کہ ایک شخص جسے آج خدا بنایا جاتا ہے ایک بات اپنے چیدہ دوستوں کو کہہ کر جھٹ ساتھ یہ حکم لگا دیتا ہے۔ کہ دیکھو یہ بات کسی کو کہنا نہیں۔ اور دوسری طرف ایک انسان جو رسول ہونے کا دعوے کرتا ہے نہ صرف اپنے دعویٰ کو ہی بآواز بلند بیان کرتا ہے۔ بلکہ ایک ایک لفظ کو جسے وہ خدا کیطرف سے سمجھتا ہے اس جرأت اور قوت اور شجاعت سے بیان کرتا ہے۔ کہ گویا اُسے پورا شعور یہ اصل ہے۔ اور وہ قطعی اور یقینی طور پر اس نتیجہ پر پہنچا ہوا ہے۔ کہ وہ صادق ہے۔ اور کوئی شخص یہ

طاقت نہیں رکھتا۔ کہ اُسکی صداقت پر کسی قسم کی نکتہ چینی کر سکے۔ غرضیکہ قرآن کریم کی ہر ایک آیت کا بروقت نزول مخالفین اور موافقین کے درمیان شہرت پا جانا اس امر کا قطعی ثبوت ہے کہ اُن کے مضامین کے متعلق مخالفین کو کسی طرح پر اعتراض کی گنجائش نہ تھی۔ اور موافقین بھی پوری بصیرت سے اس کے صدق کے قایل تھے۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن کریم صاف طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے معجزات کے ظہور کو بیان کرتا ہے۔ بلکہ اسی وجہ پر کفار کو ملزم گردانتا ہے۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ قرآن کریم نے لفظ معجزہ کو کہیں استعمال نہیں کیا۔ بلکہ ان خارق عادت امور کو جن کو عام اصطلاح میں معجزات کہا جاتا ہے لفظ آیات یا بینات یا آیات بینات سے تعبیر کیا ہے۔ ان الفاظ کا لفظی ترجمہ نشان یا کھلی دلیل ہے۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی ہستی اور مامور من اللہ کی سچائی پر نشان اور کھلی دلیلیں ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ہستی چونکہ غیب الغیب ہے اسی لئے وہ امور جن کو ہر ایک انسان عادت کے طور پر دنیا میں واقعہ ہوتے دیکھتا ہے۔ اس کی ہستی کے لئے نشان یا دلیل کا کام نہیں دے سکتے۔ اور ایسا پتہ صرف خارق عادت امور سے ہی لگتا ہے۔ اسی لئے اس کو معجزہ بھی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ ایک ایسا امر ہوتا ہے۔ جس کے کرنے سے انسانی طاقت عاجز ہوتی ہے اور جسکی کنہ کو انسان کا فہم پہنچ نہیں سکتا۔ قرآن کریم سے یہ امر ثابت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کفار کو نشانیاں دکھائیں مگر اُنہوں نے تمسخر اور تکذیب سے کام لیا اور ان معجزات کو جادو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو جادوگر کہا اور نئے نئے نشانات اور اقتراحی معجزات مانگے۔ یہ امر قرآن کریم کی مفصلہ ذیل آیات سے ثابت ہے وَاِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ (الانعام ۱۲۴) اور جب کوئی نشان پاتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم کبھی نہیں مانیں گے جب تک ہمیں خود ہی وہ باتیں حاصل نہ ہوں جو رسولوں کو ملتی ہیں اس آیت سے ثابت ہے کہ کفار کو معجزات دکھائے گئے۔ لیکن بجائے اس کے

کہ ان معجزات کو دیکھ کر وہ ایمان لاتے انہوں نے یہ کہا۔ کہ جب تک ہم کو خود یہ طاقتیں حاصل نہ ہوں ہم ایمان نہیں لاتے ایسا ہی ایک جگہ فرماتا ہے۔ قد جاءکم بصائر من ربکم فمن ابصر فلنفسہ ومن عمی فعلیہا (الانعام ۱۰۵) خدا نے میری رسالت پر روشن نشان تمہیں دیئے ہیں۔ سو جو ان کو شناخت کر لے گا اپنے ہی نفس کو فائدہ پہنچایا۔ اور جو اندھا ہو جائے اس کا وبال بھی اسی پر ہے! ایسا سورہ قمر کے ابتدا میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وان یروا ایۃ یعرضوا ویقولوا سحر مستمر (قمر۔ ۲) جب وہ نشان دیکھتے ہیں۔ تو منہ پھیرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ یہ بھی ایک جادو ہے جو ہمیشہ سے چلا آیا ہے۔ اس آیت کا مطلب یہ ہے۔ کہ جس طرح پہلے انبیاء کے نشانوں کو دیکھ کر ان کے منکرین ان نشانات کو جادو کہتے رہے ایسا ہی یہ کافر بھی کرتے ہیں۔ گویا ان کی نا انصافی کا ذکر کر کے اس طور کا اقرار ان کا درج کیا ہے کہ وہ نشانوں کو دیکھ کر کہتے ہیں۔ کہ وہ جادو ہے۔ جیسا پہلے انبیاء کے نشان جادو تھے واذا ذکروا لا یذکرون واذا راوا ایۃ یستسخرون وقالوا ان ھذا الا سحر مبین (والصفٰت ۱۳-۱۴-۱۵) جب ان نصیحت دیجاتی ہے تو قبول نہیں کرتے۔ اور جب نشان دیکھتے ہیں تو ٹھٹھا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ صریح جادو ہے۔ اس آیت سے بھی ثابت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کفار مکہ کو معجزات دکھائے مگر انہوں نے ان نشانات کو ہنسی میں اڑایا اور جادو کہا پھر ایک جگہ فرماتا ہے کیف یھدی اللہ قوما کفروا بعد ایمانھم وشھدوا ان الرسول حق وجاءھم البینٰت (آل عمران ۸۵) وہ لوگ کیونکر ایمان لاسکتے ہیں جنہوں نے ایمان کے بعد انکار کیا۔ اور وہ اقرار کر چکے تھے کہ یہ رسول برحق ہے اور کھلے کھلے نشان اس کی صداقت کے بھی دیکھ چکے تھے۔ پھر سورہ بقرہ آیت ۹۹ میں فرماتا ہے و لقد انزلنا الیک ایٰت بینٰت وما یکفر بھا الا الفٰسقون۔ یعنی ہم نے تجھ پر کھلی کھلی نشانیاں اتاری ہیں۔ پس جو ان کھلے نشانوں کا انکار کرتا ہے وہ فاسق ہے اس جگہ بھی صفائی سے

ی ثابت ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت نے کھلے کھلے معجزات کفار کو دکھائے۔ مگر وہ
تکذیب ہی کرتے گئے۔ جیسے پہلے انبیاء کی تکذیب کی +
ب ان تمام آیات سے بداہت ثابت ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے
کفار عرب نے معجزات دیکھے۔ مگر ان کو جھٹلایا۔ اور ہنسی کی اور جادو کہا۔ اور نئی نئی شرطیں
پیش کیں۔ ان صاف الفاظ کے ہوتے ہوئے یہ کہنا۔ کہ قرآن کریم نے آنحضرت کے
معجزات سے انکار کیا ہے۔ کسقدر بیہودہ بات ہے باقی رہی یہ بات کہ ان معجزات کی تصریح
قرآن کریم نے کیوں نہیں کی اسکی کوئی ضرورت نہ تھی۔ یہ معجزات بہ تفصیل معتبر روایات میں
درج ہیں۔ اور قریباً تین ہزار معجزہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شہادتوں سے ثابت ہے
اور ایسا ہی آپ کی ہزاروں پیشگوئیاں احادیث سے ثابت ہیں جو اپنے اپنے وقتوں
پر پوری ہوئیں۔ یہاں یہ سوال ضرور پیدا ہوتا ہے۔ کہ جس صورت میں قرآن کریم خود
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا مثبت ہے۔ تو پھر بعض جگہ انکار معجزات
سے کیا مطلب ہے اسجگہ بطور اعتراض دو آیتیں پیش کی جاتی ہیں۔ اول سورۃ عنکبوت
کی آیت وقالوا لولا انزل علیہ ایٰت من ربہ قل انما الایٰت عند اللہ
وانما انا نذیر مبین۔ اولم یکفھم انا انزلنا علیک الکتٰب یتلیٰ
علیھم ان فی ذٰلک لرحمۃ وذکریٰ لقوم یومنون ویستعجلونک
بالعذاب ولولا اجل مسمی لجاءھم العذاب ولیاتینھم
بغتۃ وھم لا یشعرون (العنکبوت ۵۰-۵۳) جو لوگ اس سے
انکار معجزات نکالنا چاہتے ہیں۔ وہ پہلے حصہ کو تو پیش کرتے ہیں۔ اور باقی آیات
کو نہیں پڑھتے۔ ہم کہتے ہیں کہ صرف پہلے حصہ سے بھی انکار معجزات ہرگز نہیں
نکلتا۔ جس صورت میں قرآن شریف بار بار جیسا کہ اوپر دکھایا جاچکا ہے کفار کو ملزم
کرتا ہے کہ وہ نشان دیکھ کر کیوں ایمان نہیں لاتے اور ان کو نشانوں کے انکار کے
سبب سے کافر اور ظالم اور فاسق قرار دیتا ہے۔ اور ایسی آیتوں سے قرآن
شریف بھرا پڑا ہے۔ تو کفار کے اس قول کے معنے کہ نشان کیوں نہیں اُتارے

جاسکتے سوائے اس کے کیا ہو سکتے ہیں کہ جو نشان وہ دیکھ چکے تھے ان پر ہنسی
کرتے تھے یا ان کو سحر کہتے تھے اور اسلئے نئے سے نئے نشان طلب کرتے تھے۔
اس آیت کے معنے ہمارے اس زمانے میں اور بھی وضاحت سے کھلتے ہیں جبکہ
. . . . ہزار ہا نشان دیکھنے کے بعد پھر
بھی مکذبین یہی کہے جاتے ہیں۔ کہ کوئی نشان نہیں دکھایا گیا ایسا ہی ہر زمانہ میں ہوتا رہا
ہے لیکن آیت کے سیاق وسباق پر غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس جگہ کفار
عام طور پر نشانات کا انکار نہیں کرتے بلکہ وہ ایک خاص قسم کے نشان کے طالب تھے
اور اسی کا جواب ان آیات میں مذکور ہے۔ چنانچہ سورۃ عنکبوت کو جس میں یہ آیات واقعہ
ہوئی ہیں ابتدا سے پڑھنے سے یہ معلوم ہوگا۔ کہ کفار عرب کو اللہ تعالیٰ نے پہلی قوموں
کی حالت سے عبرت پکڑنے کے لئے نصیحت فرماتا ہے۔ اور اسی غرض کے لئے
بیان فرماتا ہے۔ کہ جب انبیاء علیہم السلام کے معجزوں کا انکار کیا گیا۔ تو پھر ہم
نے ان قوموں کو ہلاک کر دیا۔ حضرت نوحؑ حضرت لوطؑ اور حضرت شعیبؑ کی قوموں
اور ایسا ہی عاد اور ثمود اور قارون اور فرعون اور ہامان پر عذاب کے نازل
ہونیکا ذکر فرماتا ہے۔ چنانچہ ان سب کے واقعات کو بیان کر کے فرماتا ہے۔

فکلا اخذنا بذنبہ فمنھم من ارسلنا علیہ حاصبا ومنھم من اخذتہ الصیحۃ ومنھم من خسفنا بہ الارض ومنھم من اغرقنا وما کان اللہ لیظلمھم ولکن کانوا انفسھم یظلمون ۔ وتلک الامثال نضربھا للناس (العنکبوت ۴۰ و ۴۳) ہم نے ان سب
کو جنکا ذکر اوپر ہوا ان کے گناہ کے سبب سے پکڑ لیا چنانچہ ان میں سے بعض تو
وہ تھے جنپر ہم نے پتھر برسائے۔ اور بعض ان میں سے وہ تھے۔ جن کو بڑی
زور کی آواز نے آ دبایا۔ اور بعض ان میں سے وہ تھے جن کو ہم نے زمین میں
دھنسا دیا۔ اور بعض ان میں سے وہ تھے جنکو ہمنے غرق کر دیا اور خدا نے انپر ظلم نہیں
کیا۔ بلکہ انہوں نے خود خدا کے نشانوں کی تکذیب کر کے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ اور

یہ مثالیں ہم اسلئے بیان کرتے ہیں - کہ یہ لوگ سمجھ جاویں - ان آیات سے
صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کفار کو یہ سمجھایا گیا تھا کہ جسطرح پر پہلی قوموں پر نشانات
الٰہی کی تکذیب کے سبب سے عذاب نازل ہوا - اسی طرح تم پر بھی نازل ہوگا
کیونکہ تم ان نشانات کی تکذیب کر رہے ہو جو ہم اس نبی پر اتار رہے ہیں اسکے
جواب میں کفار کا یہ قول نقل کیا جاتا ہے - لولا انزل علیہ آیت من ربہ
اگر یہ بات حق ہے تو پھر وہ عذاب کی نشانیاں ہم پر کیوں نہیں اترتیں - جیسا
کہ دوسری جگہ اسی کی تصریح ہے واذ قالوا اللّٰھم ان کان ھٰذا ھو
الحق من عندک فامطر علینا حجارۃ من السماء او ائتنا بعذاب
الیم (الانفال ۳۲) جب ان کا نزول نے دعائیں مانگیں - کہ یا اللہ اگر یہ دین
حق ہے اور جو معجزات اس کی تائید میں دکھائے جاتے ہیں وہ تیری ہی طرف سے
ہیں تو بس چونکہ ہم ان کی تکذیب کر رہے ہیں سلسلئے تو ہم پر آسمان سے پتھر
برسا یا کوئی اور دردناک عذاب نازل کر یہ سوالات کفار کے دل میں اسوقت
پیدا ہوئے جب بار بار ان کو نشانات دکھلائے گئے - اور قرآن شریف نے انہیں
ملزم لیا کہ تم خدا کے نشانوں کو جھٹلا رہے ہو - اور باوجود نشان دیکھنے کے ایمان
نہیں لاتے - جیسا کہ اوپر ثابت کیا گیا ہے ؀

الغرض یہ صاف ظاہر ہے کہ سورہ عنکبوت کی اس آیت متنازعہ میں
کفار کا سوال یہ تھا - کہ جب ہم نشانوں کو جھٹلا رہے ہیں - تو پھر خدا کی طرف سے
وہ عذاب کا نشان کیوں نازل نہیں ہوتا - جس سے بار بار ڈرایا جاتا ہے اب
ہم ان آیات کا ترجمہ کر کے دکھاتے ہیں - کہ مابعد کی آیتوں سے بھی یہی ثابت ہوتا
ہے کہ کفار کا سوال صرف عذاب والے نشانوں کے متعلق تھا - کیونکہ قرآن کریم
میں جب کبھی کسی قوم کی ہلاکت کا ذکر کیا جاتا تھا - تو ساتھ ہی کفار کو یہ کہا جاتا تھا -
کہ اس میں تمہارے لئے بھی ایک نشان ہے - ترجمہ آیات کا جو اوپر نقل کیگئی ہیں
یہ ہے وہ کہتے ہیں کیوں نہ اتریں اس پر نشانیاں - ان کو کہدے کہ وہ نشانیاں

جو تم مانگتے ہو - یعنی عذاب کی نشانیاں وہ خدا تعالیٰ کے پاس موجود ہیں - اور اسی عذاب سے میں تمہیں ڈرانیوالا ہوں - کیا ان لوگوں کے لئے جو عذاب کی نشانی مانگتے ہیں - یہ رحمت کی نشانی کافی نہیں ہے کہ ہم نے تجھپر باوجود تیرے امی ہونے کے وہ کتاب جو جامع کمالات ہے نازل کی جو ان پر پڑھی جاتی ہے یعنی قرآن شریف جو ایک رحمت کا نشان ہے اور اس میں ان لوگوں کے لئے - جو ایمان لاتے ہیں نصیحت ہے - مگر یہ قوم کو جلدی سے عذاب ہی مانگتی ہے اور رحمت کے نشانوں سے فائدہ اٹھانا نہیں چاہتی - ان کو کہدے کہ اگر یہ بات نہ ہوتی تو اس عذاب کا اللہ تعالیٰ نے ایک وقت مقرر کر دیا ہوتا - تو یہ عذاب کی نشانیاں جو تم مانگتے ہو کب کی نازل ہو گئی ہوتیں - اور یہ عذاب تو یقیناً یقیناً ان پر وارد ہو کر رہیگا اس وقت کہ ان کو خبر بھی نہیں ہو گی - آخر آیت نے پہلی آیت کے معنوں کو بالکل صاف کر دیا ہے اور یہ بتا دیا ہے - کہ یہ عذاب کے نشان کا ہی مطالبہ تھا - جو نکذیب معجزات پر نازل ہونیوالا تھا نہ معمولی نشان کا کیونکہ اخیر میں کھول کر بیان کر دیا ہے - کہ وہ عذاب کے نشان کے لئے جلدی کرتے ہیں - لیکن اس کا ہم نے ایک وقت مقرر کیا ہوا ہے اور وہ ضرور نازل ہو کر رہیگا - اس وقت کیطرف سورہ انفال کی اس آیت میں بھی اشارہ ہے جو مطالبہ عذاب کے بعد ہے جہاں ان کو کہا گیا ہے - کہ خدا اسلئے ان پر عذاب نہیں بھیجتا کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے درمیان ہیں - اور ایسا ہی ایک اور جگہ فرمایا ہے کہ یہ عذاب آنحضرتؐ کے مکہ سے ہجرت کے ایک سال بعد ان پر نازل ہو گا - پس یہی وہ نشان تھا جسکا کفار مطالبہ کرتے تھے - اور جس کے لئے ان کو کہا گیا تھا - اور اسکا وقت ابھی نہیں آیا - ہاں اللہ کے نزدیک وہ کال موجود ضرور ہے اور ضرور تم پر وارد ہو کر رہیگا -

اس جگہ اللہ تعالیٰ نے کفار کو یہ بھی سمجھایا ہے - کہ جس صورت میں رحمت کے نشان اللہ تعالیٰ کی ہستی پر اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت

پران کو دکھائے گئے اور دکھائے جا رہے ہیں۔ تو کیوں وہ عذاب کے نشان
کے طالب ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان کا مدعا تو رحمت کے نشانوں سے بھی حل ہو جاتا
ہے۔ کفار مکہ کی غرض عذاب کا نشان مانگنے سے یہ تھی۔ کہ تا وہ ان پر وارد ہو کر
حق الیقین تک پہنچا دے اور صرف دیکھنے کی چیز نہ رہے۔ کیونکہ مجرد رویت کے
نشانوں میں ان کو یہ احتمال تھا۔ کہ ممکن ہے انہیں دھوکا ہی لگا ہو۔ اور یا یہ
جادو یا چشم بندی کی قسم ہو۔ جیسا کہ بار بار ان کا پہلے نشانوں کو سحر کہنا قرآن
شریف سے ثابت ہے۔ اسی وہم اور اضطراب کے دور کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ
نے فرمایا ہے کہ ایسا ہی نشان چاہتے ہو جو تمہارے وجود پر وارد ہو جائے۔ تو پھر
عذاب کے نشان کی کیا حاجت ہے۔ کیا اسی مدعا کے حاصل کرنے کیلئے رحمت
کا نشان کافی نہیں۔ یعنی قرآن شریف جو تمہاری آنکھوں کو اپنی پر نور اور تیز
شعاعوں سے خیرہ کر رہا ہے اور اپنی ذاتی خوبیاں اور اپنے حقائق اور معارف
اور اپنے فوق العادت خواص اس قدر دکھلا رہا ہے جس کے مقابلہ و معارضہ سے
تم عاجز رہ گئے ہو اور وہ تم پر اور تمہاری قوم پر ایک خارق عادت اثر ڈال رہا ہے۔
اور دلوں پر وارد ہو کر عجیب در عجیب تبدیلیاں دکھلا رہا ہے۔ مدتہائے دراز
کے مردے اس سے زندہ ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اور مادر زاد اندھے جو
بیشمار پشتوں سے اندھے ہی چلے آتے تھے۔ آنکھیں کھول رہے ہیں۔ اور کفر
اور الحاد کی طرح طرح کی بیماریاں اس سے اچھی ہوتی چلی جاتی ہیں۔ اور تعصب
کے سخت جذامی اس سے صاف ہوتے جاتے ہیں۔ اس سے نور ملتا ہے
اور ظلمت دور ہوتی ہے۔ اور وصل الٰہی میسر آتا ہے ✦

اب انصاف سے دیکھو کہ اس آیت میں کہاں معجزات کا انکار پایا جاتا
ہے۔ یہ آیتیں تو باواز بلند پکار رہی ہیں۔ کہ کفار نے ہلاکت اور عذاب کا نشان
مانگا تھا۔ سو اول انہیں کہا گیا کہ دیکھو تم میں زندگی بخش نشان موجود ہے۔ یعنی
قرآن جو تم پر وارد ہو کر تمہیں ہلاک کرنا نہیں چاہتا۔ بلکہ ہمیشہ کی حیات بخشتا

ہے۔ مگر جب عذاب کا نشان تم پر مائد ہو تو وہ تمہیں ہلاک کر دیگا۔ پس کیوں تم ناحق اپنا مرنا ہی چاہتے ہو۔ اور اگر تم عذاب ہی مانگتے ہو تو یاد رکھو کہ وہ بھی جلد آئے گا۔ پس اللہ جلشانہٗ نے ان آیات میں عذاب کے نشان کا وعدہ دیا اور قرآن شریف میں جو رحمت کے نشان ہیں۔ اور دلوں پر وارد ہوکر اپنا خارق عادت اثر ان پر ظاہر کرتے ہیں۔ ان کی طرف توجہ دلائی۔ معترض کا یہ کہنا کہ اس آیت سے کل معجزات کی نفی لازم آتی ہے۔ محض ناواقفیت کی وجہ سے ہے۔ مکہ کے مغلوب بُت پرست کبھی تمام معجزات کا انکار نہ کر سکتے تھے۔ کیونکہ نہ صرف آخر کار انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور آنجناب کے معجزات کو معجزہ کر کے مان لیا بلکہ کفر کے زمانہ میں بھی وہ قطعاً انکار نہیں کر سکتے تھے اور روم اور ایران میں جاکر آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو متعجبانہ خیال سے ساحر مشہور کرتے تھے۔ اور گو پیرایوں میں ہی سہی مگر نشانوں کا اقرار کر لیا کرتے تھے۔ اور ان کے یہ اقرار قرآن شریف میں موجود ہیں۔ اگر ان کو ایسا ہی معجزات محمدیہ سے قطعی انکار ہوتا تو وہ بالآخر نہایت درجہ کے یقین سے جو انہوں نے اپنے خونوں کے بہانے بہانے اور اپنی جانوں کے فدا کرنے سے ثابت کر دیا تھا مشرف باسلام کیوں ہو جاتے اور کفر کے ایام میں جو ان بار بار کلمات قرآن شریف میں وارد ہیں وہ یہی ہیں کہ وہ اپنے کو ندیبی کے وہو کے سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام ساحر رکھتے تھے جیسا کہ قال الکافرون ھٰذا ساحر کذّاب اب ظاہر ہے کہ جبکہ وہ نشانوں کو دیکھکر آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو جادوگر کہتے تھے اور پھر اسکے بعد انہیں نشانوں کو معجزہ کر کے مان بھی لیا۔ اور جزیرہ کا جزیرہ مسلمان ہو کر آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس معجزات کا ہمیشہ کے لئے سچے دل سے گواہ بن گیا۔ تو پھر ایسے لوگوں سے کیونکر ممکن ہے کہ وہ قطعاً نشانوں سے منکر ہو جاتے۔ مگر قرآن سے آفتاب کی طرح ظاہر ہے۔ کہ جس جس جگہ پر قرآن شریف میں کفار کیطرف سے یہ اعتراض لکھا گیا ہے کہ کیوں اس پیغمبر پر کوئی نشانی

نہیں اتری ساتھ ہی یہ بھی بتلا دیا گیا ہے۔ کہ ان کا مطلب یہ ہے کہ جو نشان ہم مانگتے ہیں ان میں سے کوئی نشان کیوں نہیں اترتا +

دوسری آیت سے انکار معجزات نکالا جاتا ہے۔ سورہ بنی اسرائیل کی آیت ہے وما منعنا ان نرسل بالایٰت الا ان کذب بھا الاولون اس آیت کے معنے سمجھنے کے لئے اس کے سیاق و سباق کو دیکھنا ضروری ہے کیونکہ جب اعتراض کیا جاتا ہے۔ تو آگے پیچھے کو کاٹ کر صرف ایک ٹکڑے پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ ان آیات کا باہمی تعلق یوں ہے وان من قریۃ الا نحن مھلکوھا قبل یوم القیامۃ او معذبوھا عذابا شدیدًا کان ذٰلک فی الکتٰب مسطورًا وما منعنا ان نرسل بالایٰت الا ان کذب بھا الاولون واتینا ثمود الناقۃ مبصرۃ فظلموا بھا وما نرسل بالایٰت الا تخویفًا ونخوفھم فما یزیدھم الا طغیانًا کبیرا (بنی اسرائیل ۵۸۔۶۰) یہ ہمارا ایک قہری نشان ہے۔ کہ قیامت سے پہلے ہم ایک بستی پر ہلاکت اور یا عذاب شدید ہم نازل کریں گے۔ یہی کتاب میں لکھا جا چکا ہے۔ مگر اس وقت ہم بعض ان گذشتہ قہری نشانوں کو اس لئے نہیں بھیجتے۔ کہ پہلی امت کے لوگ ان کی تکذیب کر چکے ہیں چنانچہ ہم نے ثمود کو بطور نشان کے جو مقدمہ عذاب کا تھا ناقہ دیا جو حق نما نشان تھا۔ جس پر انہوں نے ظلم کیا۔ اور قہری نشانوں کے نازل کرنے سے ہماری غرض یہی ہوتی ہے۔ کہ لوگ ان سے ڈریں۔ پس ایسے قہری نشانوں کے طلب کرنے سے کیا فائدہ جنہیں پہلی امتوں نے دیکھ کر جھٹلا دیا اور ان کے دیکھنے سے کچھ بھی خائف و ہراساں نہ ہوئے +

اس جگہ واضح ہو کہ نشان دو طرح کے ہوتے ہیں۔ اول نشان تخویف و تعذیب جن کو قہری نشان بھی کہہ سکتے ہیں۔ دوم نشان تبشیر و تسکین جنکو نشان رحمت سے بھی موسوم کر سکتے ہیں۔ تخویف کے نشان سخت کافروں

اور کچھ دلوں نافرمانوں کے لئے ظاہر کئے جاتے ہیں۔ تا وہ ڈریں اور خدا تعالے کی قہری اور جلالی ہیبت ان کے دلوں پر طاری ہو۔ اور تبشیر کے نشان ان حق کے طالبوں اور مخلص مومنوں اور سچائی کے متلاشیوں کے لئے ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ اور جو دل کی غربت اور فروتنی سے کامل یقین اور زیادت ایمان کے طلبگار ہیں۔ اور تبشیر کے نشانوں سے ڈرانا اور دھمکانا مقصود نہیں ہوتا بلکہ اپنے ان مطیع بندوں کو مطمئن کرنا اور ایمانی اور یقینی حالات میں ترقی دینا اور انکے مضطر سینہ پر دست شفقت و تسلی رکھنا مقصود ہوتا ہے۔ سو مومن قرآن شریف کے وسیلہ سے ہمیشہ تبشیر کے نشان پاتا ہے۔ اور ایمان اور یقین میں ترقی کرتا جاتا ہے تبشیر کے نشانوں سے مومن کو تسلی ملتی ہے۔ اور وہ اضطراب جو فطرتاً انسان میں ہے جاتا رہتا ہے۔ اور سکینت دل پر نازل ہوتی ہے سو مومن بہ برکت اتباع کتاب اللہ اپنی عمر کے آخری دن تک تبشیر کے نشانوں کو پاتا رہتا ہے۔ اور تسکین اور آرام بخشنی والے نشان اس پر نازل ہوتے رہتے ہیں تا وہ یقین اور معرفت میں بے نہایت ترقیاں کرتا جائے اور حق الیقین تک پہنچ جاوے۔ اور تبشیر کے نشانوں میں ایک لطف یہ ہوتا ہے۔ کہ جیسے مومن ان کے نزول سے یقین اور معرفت اور قوت ایمانی میں ترقی کرتا ہے۔ ایسا ہی وہ بوجہ مشاہدہ نعماء الٰہی و احسانات ظاہرہ و باطنہ و جلیہ و حفیہ حضرت باری اسمہ جو تبشیر کے نشانوں میں بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ محبت و عشق میں بھی دن بدن بڑھتا جاتا ہے سو حقیقت میں عظیم الشان اور قوی الاثر اور مبارک اور موصل الی المقصود تبشیر کے نشان ہی ہوتے ہیں جو سالک کو معرفت کاملہ اور محبت ذاتیہ کے اس مقام تک پہنچا دیتے ہیں۔ جو اولیا اللہ کے لئے منتہی المقامات ہے اور قرآن شریف میں تبشیر کے نشانوں کا بہت کچھ ذکر ہے یہانتک کہ اس نے ان نشانوں کو محدود نہیں رکھا۔ بلکہ ایک دائمی وعدہ دیدیا ہے۔ کہ قرآن شریف کے سچے متبع ہمیشہ ان نشانوں کو پاتے رہیں گے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ لھم

البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ لا تبدیل لکلمت اللہ ذلک ھو الفوز العظیم (یونس ۶۴) یعنی ایماندار لوگ دنیوی زندگی اور آخرت میں بھی تبشیر کے نشان پاتے رہینگے۔ جن کے ذریعہ سے وہ دنیا اور آخرت میں معرفت اور محبت کے میدانوں میں ناپیدا کنار ترقیاں کرتے جائیں گے۔ یہ خدا کی باتیں ہیں جو کبھی نہیں ٹلیں گی اور تبشیر کے نشانوں کو پالینا ہی فوز عظیم ہے۔ یعنی یہی ایک امر ہے جو محبت اور معرفت کے منتہیٰ مقام تک پہنچا دیتا ہے +

اب جاننا چاہیئے کہ خدا تعالےٰ نے اس آیت میں صرف تخویف کے نشانوں کا ذکر کیا ہے جیسا کہ آیت ومانرسل بالایات الا تخویفا سے ظاہر ہو رہا ہے کیونکہ اگر خدا تعالےٰ کے کل نشانوں کو قہری نشانوں میں ہی محصور سمجھکر اس آیت کے یہ معنے کئے جاویں۔ کہ ہم تمام نشانوں کو محض تخویف کی غرض سے ہی بھیجا کرتے ہیں اور کوئی دوسری غرض نہیں ہوتی۔ تو یہ معنے بہداہت باطل ہیں۔ جیسا کہ ابھی بیان ہو چکا ہے۔ کہ نشان دو غرضوں سے بھیجے جاتے ہیں۔ یا تخویف کی غرض سے یا تبشیر کی غرض سے۔ انہیں دو قسموں کو قرآن شریف جا بجا ظاہر کر رہا ہے۔ پس جب نشان دو قسم کے ہوئے تو آیت ممدوحہ بالا میں جو لفظ الآیات ہے۔ جسکے معنے وہ نشانات ہیں بہرحال اسی تاویل پر بصحت منطبق ہوگا کہ نشانوں سے قہری نشان مراد ہیں۔ کیونکہ اگر یہ معنے نہ لئے جاویں تو پھر اس سے یہ لازم آتا ہے۔ کہ تمام نشانات جو تحت قدرت الٰہی داخل ہیں تخویف کے قسم میں ہی محصور ہیں۔ حالانکہ فقط تخویف کی قسم میں ہی سارے نشانوں کا حصر سمجھنا سراسر خلاف واقعہ ہے جو نہ کتاب اللہ کی رو سے اور نہ کسی پاک دل کے کانشنس کی رو سے درست ہو سکتا ہے۔ اب جب یہ معلوم ہو گیا کہ نشانوں کے دو قسموں میں سے صرف تخویف کے نشانوں کا آیت موصوفہ بالا میں ذکر ہے۔ تو دوسرا امر تنقیح طلب یہ باقی رہا کہ کیا اس آیت کے (جو ما منعنا الخ ہے) یہ معنے سمجھنے چاہئیں۔ کہ تخویف کا کوئی نشان خدا تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

گئے تھے پر ظاہر نہیں کیا تھا - یا یہ کہ تخویف کے نشانوں میں سے وہ نشان ظاہر نہیں کئے
گئے جو پہلی امتوں کو دکھلائے گئے تھے اور یا یہ تیسرے معنے قابل اعتبار ہیں کہ دونوں قسم
کے تخویف کے نشان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے ظاہر ہوتے رہے ہیں
بجز اس قدر قسم کے بعض نشانوں کے جنکو پہلی امتوں نے دیکھ کر جھٹلایا تھا - اور
ان کو بھیجنا نہیں سمجھا تھا - سو واضح ہو کہ آیات متنازعہ فیہا پر نظر ڈالنے سے بتمام تر صفائی
معلوم ہو جاتا ہے کہ پہلے اور دوسرے معنے کسی طرح درست نہیں کیونکہ آیت ممدوحہ بالا سے
یہ مراد سمجھنا کہ تمام انواع و اقسام کے وہ تخویفی نشان جو بھیجے جا سکتے ہیں - اور تمام وہ
دور اور نزدیک نشان جن کے بھیجنے پر ہم قادر ہیں اور وہ غیر محدود ہیں - اسلئے ہم نے نہیں
بھیجے کہ پہلی امتیں ان سب کی تکذیب کر چکی ہیں - یہ معنی سراسر باطل ہیں - کیونکہ ظاہر
ہے کہ پہلی امتوں نے تو صرف انہیں نشانوں کی تکذیب کی جو انہوں نے دیکھے تھے وجہ
یہ کہ تکذیب کے لئے یہ ضرور ہے کہ جس چیز کی تکذیب کی جائے پہلے اس کا مشاہدہ بھی
ہو جائے جس نشان کو ابھی دیکھا ہی نہیں اس کی تکذیب کیسی - حالانکہ نادیدہ نشانوں
میں سے اعلیٰ درجہ کے نشان بھی تحت قدرت باری تعالیٰ ہیں - جن کی کوئی انسان
تکذیب نہ کر سکے - اور سب گردنیں ان کی طرف کھینچی جائیں - کیونکہ خدا تعالیٰ ہر ایک
رنگ کا نشان دکھانے پر قادر ہے - اور جبکہ چونکہ نشان نمائے قدرت باری غیر محدود اور
غیر متناہی ہیں - تو پھر کیا کیونکر درست ہو سکتا ہے - کہ محدود زمانہ میں وہ سب دیکھے
بھی گئے اور ان کی تکذیب بھی ہو گئی - وقت محدود میں تو وہی چیز دیکھی جائے گی جو محدود
ہو گی - بہر حال اس آیت کے یہی معنے صحیح ہوں گے کہ جو بعض نشانات پہلے کفار دیکھ
چکے تھے اور ان کی تکذیب کر چکے تھے ان کا دوبارہ بھیجنا عبث سمجھا گیا - جیسا کہ قرینہ بھی
انہی معنوں پر دلالت کرتا ہے یعنی اسجگہ پر جو ناقہ ثمود کا خدا تعالیٰ نے ذکر کیا - وہ ذکر
صاف بھاری قرینہ اس بات پر ہے کہ اس جگہ گذشتہ اور رد کردہ نشانات کا ذکر
ہے جو تخویف کے نشانوں میں سے تھے - اور یہی معنی صحیح اور درست ہیں +
[illegible] پر غور کرو بصاف ثابت ہوتا ہے کہ اسجگہ نفی کا حرف

صرف نشانوں کی ایک خاص قسم کی نفی کے لئے آیا ہے۔ جبکا دوسرے مقام پر کچھ اثر نہیں۔ بلکہ اس سے انکا متحقق الوجود ہونا ثابت ہو رہا ہے اور ان آیات میں نہایت صفائی سے اللہ جلشانہ بتا رہا ہے کہ اسوقت تخویفی نشان جن کی یہ لوگ درخواست کرتے ہیں صرف اس وجہ سے نہیں بھیجے گئے کہ پہلی اُمتیں انکی تکذیب کر چکی ہیں۔ سو جو نشان پہلے رد ہو گئے اب بار بار اُنہیں کو نازل کرنا کمزوری کی نشانی ہے۔ اور غیر محدود قدرتوں والے کی شان سے بعید ہے۔ ان آیات میں یہ صاف اشارہ ہے کہ عذاب کے نشان ضرور نازل ہوں گے۔ مگر اور رنگوں میں۔ یہ کیا ضرورت ہے کہ وہی نشان حضرت موسیٰ یا حضرت نوح کے یا قوم لوط یا عاد اور ثمود کے ظاہر کیے جاویں۔ بلکہ الآیات میں عموم لینے سے اور بھی ایک وقت پڑتی ہے۔ اور وہ یہ کہ اس قاعدہ کے موجب کہ ایک دفعہ کسی ایک نشان کی تکذیب ہو جائے تو پھر کوئی نشان بھی نہ دکھایا جائے۔ خدا تعالےٰ ایک سے زیادہ نشان دنیا میں ظاہر نہ کرتا۔ کیونکہ وہ جو سنت قائم کرتا ہے اسکے مطابق چلتا ہے۔ پس جب پہلا نشان دنیا میں ایسا ظاہر ہوا جسکی تکذیب کی گئی تو اس کے بعد اس قاعدہ کے مطابق اللہ تعالےٰ اور کوئی نشان دنیا میں نازل نہ کرتا۔ جو بالبداہت غلط ہے علاوہ ازیں خود قرآن کریم نے یہی بتا دیا ہے۔ کہ کسی قوم پر کوئی عذاب اُتارا گیا کسی پر کوئی اُتارا گیا۔ اور ایک ہی عذاب سب پر نہیں اتارا گیا۔ پس ایسا ہی آنحضرت کے مخالفین کیلئے ایک الگ قسم کے عذاب کا وعدہ تھا۔ غرضیکہ اس آیت میں عذاب کا وعدہ ہے۔ نہیں اس قسم کا عذاب بھیجنے سے انکار کیا گیا ہے۔ جسکی پہلے تکذیب ہو چکی ہو۔ اسکی تفصیل دوسری آیات میں موجود ہے۔ چنانچہ قرآن شریف فرماتا ہے۔ ؎

یستعجلونک بالعذاب ولن یخلف اللہ وعدہ (حج ۴۷) قل هو القادر على ان یبعث علیکم عذابا من فوقکم او من تحت ارجلکم او یلبسکم شیعا و یذیق بعضکم باس بعض (الانعام ۶۶) وقل الحمد للہ سیریکم ایاته فتعرفونها (النمل ۹۴) قل لکم میعاد یوم لا تستاخرون عنه ساعة ولا

تستعجلون (الانبیاء ۳۸ ع ۳) ویستنبئونک احق ھو قل ای وربی انہ لحق وما انتم بمعجزین (یونس ۵۴ ع ۵) سنریھم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسھم حتی یتبین لھم انہ الحق (حم السجدہ ۵۴ ع ۶) ساوریکم آیاتی فلا تستعجلون (الانبیاء ۳۸ ع ۳) ترجمہ۔ اور کفار تجھ سے عذاب کے لئے جلدی کرتے ہیں۔ اور اللہ اپنے وعدہ کو جو عذاب کے متعلق کیا ہے ہرگز خلاف نہیں کرے گا۔ تو ان کو کہدے کہ خدا ہی اس بات پر قادر ہے۔ کہ آسمان یا زمین سے کوئی عذاب تم پر نازل کرے۔ اور چاہے تو تمہیں دو فریق بنا کر ایک فریق کی لڑائی کا دوسرے کو مزہ چکھا دے۔ اور کہہ کہ سب تعریفیں اللہ کے لئے ہی ہیں۔ وہ تمہیں ایسے نشان دکھائیگا جنہیں تم شناخت کر لوگے۔ اور کہدے کہ اس عذاب کے واسطے تمہارے لئے ٹھیک ایک برس کی میعاد ہے۔ اس سے نہ ایک گھڑی آگے ہوگا۔ اور نہ پیچھے۔ اور تجھ سے پوچھتے ہیں۔ کہ کیا یہ سچ بات ہے کہہ ہاں مجھے اپنے رب کی قسم ہے۔ کہ یہ سچ ہے اور تم خدائے تعالیٰ کو اسکے وعدوں سے روک نہیں سکتے۔ ہم عنقریب ان کو اپنے نشان دکھائیں گے۔ ان کے ملک کے ارد گرد میں اور خود ان میں بھی یہاں تک کہ ان پر کھل جائیگا۔ کہ یہ نبی سچا ہے۔ میں عنقریب تمہیں اپنے نشان دکھاؤنگا۔ سو تم مجھ سے جلدی نہ کرو۔

غرض ان آیات سے اور اسی قسم کی اور بہت ساری آیات سے جو قرآن کریم میں پائی جاتی ہیں نہایت صفائی سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ عذاب ضرور آئیوالا تھا اور یہی وہ نشان خاص تھا۔ جسے کفار بار بار طلب کرتے تھے۔ اور ان کو کہا جاتا تھا کہ جلدی مت کرو اور ہم نے سورہ بنی اسرائیل کی آیت متنازعہ (وما منعنا الخ) کے مابعد کی آیتوں سے یہ دکھایا ہے کہ اس جگہ صرف تخویفی اور قہری نشان مراد ہیں۔ کیونکہ خود ان الآیات کو خدا تعالیٰ نے یوں محدود کر دیا ہے۔ وما نرسل بالآیات الا تخویفا۔ یعنی اس قسم کی آیات صرف تخویف کے لئے ہوا کرتی ہیں۔ اور باقی رہے تبشیر کے نشان سو ان کے متعلق تو قرآن کریم نبی صلے اللہ علیہ

وآلہ وسلم کے زمانے سے بھی آگے گذر کر ہمیشہ کے لئے مسلمانوں کے ان کو
وعدے دیتا ہے۔ جیسا کہ آیت لھم البشریٰ فی الحیٰوۃ الدنیا سے ظاہر ہے
پس ایسے نشانات کی نفی نکالنا حماقت نہیں تو اور کیا ہے (ریویو آف رلجنز قادیان)

حُبُّ النّبیّ

قُلْ اِنْ کَانَ آبَاؤُکُمْ وَاَبْنَاؤُکُمْ وَاِخْوَانُکُمْ وَاَزْوَاجُکُمْ وَعَشِیْرَتُکُمْ و
اے پیغمبر ان سے کہدو کہ اگر تمہیں باپ بیٹے و بھائی۔ بیویاں۔ اہل و عیال
مال و دولت جو وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْھَا وَتِجَارَۃٌ تَخْشَوْنَ کَسَادَھَا وَمَسٰکِنُ
تَرْضَوْنَھَا اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِّنَ اللّٰہِ کماتے ہو اور تجارت جس کی بے رواجی
سے ڈرتے ہو۔ اور ہر کانات جو تمہیں اچھے لگتے ہیں اللہ اور اس کے وَ
رَسُوْلِہٖ وَجِھَادٍ فِیْ سَبِیْلِہٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰہُ بِاَمْرِہٖ وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی
رسول اور اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو منتظر رہو
تاآنکہ اللہ اپنے ارادہ کو پورا الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ۵ کردے (عذاب
نازل کرے اور اللہ تعالیٰ فاسقوں کی قوم کو ہدایت نہیں کرتا ۵

گذشتہ نمبر میں بالوضاحت ثابت کیا گیا تھا کہ کوئی شخص بجز اتباع سنت خالص الایمان نہیں ہو سکتا کیونکہ ایمان خالص موقوف ہے صلاح و تقویٰ پر اور صلاح

لہ صلاح و تقویٰ سے ہماری مراد نہیں صلاح و تقویٰ مراد نہیں جو محض ظاہری وضعداری اور خشک لفظی قومی ہمدردی تک محدود ہو اور جس میں پابندی شریعت کو ملائیت کی حقارت آمیز لقب سے یاد کیا جاتا ہے بلکہ صلاح و تقویٰ کی وہ حقیقی اصطلاح مقصود ہے جسکے بدون کسی شخص کا مسلمان کہلانا موجب ننگ و عار ہے اور جسکا اعلیٰ سے اعلیٰ نمونہ بندگان قرون ثلاثہ کے زمانہ تک محدود تھا۔ جو بموجب تحقیق علمائے ملت ۹۰ برس ۲۲۰ از ہجرت قرار دیا گیا ہے ۱۲ منہ

و تقویٰ کی حقیقت واضح نہیں ہو سکتی۔ جب تک کوئی شخص جناب پیغمبر علیہ السلام کی سنت عالیہ میں بنظر امعان تدبر و تفکر نہ کرے۔ بعض اہل بدعت و ہوا نے جب دیکھا کہ احادیث کے سلسلہ روایت میں تو جرح اب ہو نہیں سکتی۔ کیونکہ اس کی بنیاد نہایت مضبوط و مستحکم اصول پر قائم کیگئی ہے۔ اس لئے انہوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ احادیث مخالف قرآن ہیں۔ مگر حق یہ ہے کہ ان کی اپنی فطرت مخالف قرآن ہے۔ سنت عالیہ جناب پیغمبر علیہ السلام کو مخالف قرآن کہنا بعینہ ایسا ہی جیسے کوئی یہ کہنے لگے کہ آفتاب کی روشنی آفتاب کے مخالف ہے بھلا ایسی عقل کے اندھے کو کون آدمی کہیگا ؟ عنوان کی آیت مقدسہ سے مجھے آج چند امور ذیل کی وضاحت کرنا مطلوب ہے جو فی الجملہ بہت سی غلط فہمیوں کے رفع کرنے کا موجب ہو گی۔ انشاء اللہ ٭

جناب پیغمبر علیہ السلام کی محبت فرض ہے

آیت عنوان اپنے مفہوم میں بالکل واضح ہے۔ اور جناب پیغمبر علیہ السلام کی محبت رکھنے (اور محبت بھی ایسی کہ کوئی دوسری محبت اس کا مقابلہ نہ کر سکے) کے لئے حجت ناطق ہے۔ کیونکہ اس میں ان لوگوں کے لئے صاف وعید موجود ہے۔ جنہیں اللہ اور اسکے رسول کی نسبت اپنے اہل و عیال اور دیگر متعلقین اور مال و دولت وغیرہ زیادہ عزیز ہیں اور آخر آیت میں ایسے لوگوں کو فاسقین کے لفظ سے تعبیر کرنا اس امر کی کافی شہادت ہے۔ کہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کے مقابلے میں کسی دوسری چیز کو جو ان کی خواہش نفسانی کا نتیجہ ہے ترجیح دیتے ہیں ہرگز خالص الایمان نہیں ہو سکتے

اور وہ گمراہ ہیں۔ جنہیں خدا کی طرف سے ہدایت نصیب نہیں ہوئی۔ چنانچہ قاضی بیضاوی لکھتے ہیں وفی الآیت تشدید عظیم وقل من یتخلص عنہ۔ یعنی اس آیت میں محبت اللہ ورسول کے متعلق نہایت سخت حکم موجود ہے۔ اور بہت کم لوگ ایسے ہیں جو اس حکم کی جوابدہی سے رہائی پاسکیں گے +

یہی حکم احادیث صحیحہ میں نہایت زور کے ساتھ بیان ہوا ہے چنانچہ بروایت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث ذیل مروی ہے۔ لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من ولدہ ووالدہ والناس اجمعین۔ یعنی تم میں سے کوئی شخص خالص الایمان نہیں ہوگا جب تک کہ میں اس شخص کے دل میں اس کے اہل و عیال اور تمام لوگوں سے زیادہ عزیز نہ ہو جاؤں اور نیز انہیں کی روایت سے ایک دوسری حدیث میں یوں وارد ہوا ہے ثلاث من کن فیہ وجد حلاوۃ الایمان ان یکون اللہ ورسولہ احب الیہ مما سواھما وان یحب المرء لا یحبہ الا للہ وان یکرہ ان یعود فی الکفر کما یکرہ ان یقذف فی النار یعنی تین خصلتیں جس میں موجود ہوں وہ حلاوت ایمان کو پاتا ہے یہ کہ اللہ اور رسول صلعم کو تمام چیزوں سے زیادہ عزیز رکھے اور کسی شخص سے محض اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرے نہ کسی غرض نفسانی کے لئے اور کفر کی طرف رجوع کرنے سے وہ اسی طرح ڈرتا ہو جس طرح دوزخ میں ڈالے جانے سے ڈرتا ہے +

اس محبّت کی فضیلت

بہر صورت اس واضح امر کے مان لینے میں کسی کو بھی شک نہیں۔ کہ کسی شخص کی محبت ہمیں اس کی اطاعت پر مجبور کر دیتی ہے۔ اور بالخصوص

وہ محبت جس کا نتیجہ روحانی زندگی اور ابدی لذت ہو اور جس کی نسبت یقین کلی ہو کہ روح جیسی بزرگ ہستی کو انوار معرفت سے روشن کر دیتی ہے۔ اور منتقرالہی پر جا بٹھاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جن کو محبت رسول کا درجہ نصیب ہو گیا ان پر تمام روحانی مخفی اسرار کے خزانے کھول دئے گئے۔ یہ غلط ہے کہ محبت رسول صرف عالم آخرت میں انسان کے لئے موجب عزت و باعث نجات ہوگی بلکہ اس عالم میں بھی وہ لوگ جو اس رنگ میں رنگے جاتے ہیں فیض عام میں اکسیر سے بھی زیادہ قابل قدر ثابت ہوتے ہیں کوئی فصیح و بلیغ کوئی فلسفہ دان کوئی ماہر علم و فن اہل دنیا کی روحانی زندگی میں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور وہ خود جس لذت کو محسوس کرتے ہیں اس کی کیفیت معلوم کرنے کے لئے تو کوئی اسی مشرب کا آدمی درکار ہے مگر جب اللہ تبارک و تعالی کو ایسے گرامی قدر انسان سے اہل دنیا کو مستفید کرنا منظور ہوتا ہے تو اس کے انوار روحانیت بلا کسی قسم کی ظاہری کوشش کے دور دور تک پر تو افگن ہونے لگتے ہیں ؎

نکو رو تاب مستوری ندارد
چو در بندی سراز روزن برآرد

الغرض محبت رسول ایک بڑا عالی رتبہ ہے۔ جو ہر ایک ایماندار کو بقدر اس کی ایمانی طاقت کے نصیب ہوتا ہے۔

اس محبت کا ثمرہ

بروایت حضرت انس رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ ایک شخص نے جناب پیغمبر علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ قیامت کب ہوگی۔ آپ نے فرمایا کہ تو نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے۔ اس نے جواب دیا کہ نماز روزہ۔ صدقہ وغیرہ حسنات میں سے تو میرے پاس کوئی بڑا ذخیرہ نہیں ہاں مگر اللہ اور اس کے رسول کی محبت میرے دل میں بھر رکھی ہے (باقی)

نا اُمیدوں کو اُمید

آجکل بہت سے دوا فروش اپنے اسم مبارک کے ساتھ سنیاسی یا وید لقب لگاکر پبلک کو عام دہوکے میں ڈالکر ہزارہا جانوں کو نقصان پہنچا دیتے ہیں بعضوں نے اشتہاروں میں یہ الفاظ جلی قلم سے تحریر کئے ہوئے ہیں کہ ہم پہلے اس لاعلاج منحوس بیماری میں مبتلا تھے ایک خاص سنیاسی کی عنایت سے یہ دوائی حاصل ہوئی ہے اور ہمیں کلی صحت ہو گئی ہے ہم پبلک کو متردد دیتے ہیں وغیرہ وغیرہ عام پبلک کو دہوکہ دینے کیواسطے لکھدیتے ہیں صاحبان یہ اشتہاری الفاظ ہوتے ہیں اسلئے ہم تمام اشتہاری الفاظوں کو چھوڑ کر بندگان خدا کو

اطلاع

دیتے ہیں کہ ہمارے پاس ایک اس قسم کی دوا ملتی ہے. جو خداوند تعالی کے فضل و کرم سے نا اُمید لوگوں کو فرحت افزائے طاقت بخشتی ہے کہ ہر ایک انسان طاقت سے طاقتور اور کمزور سے زور آور ہوکے بوڑھے سے جوان بن سکتے ہیں خوراک چالیس گولی قیمت صرف ایک روپیہ حلفی تحریر آدی پر کہ اگر استعمال سے فایدہ نہیں ہوا دوبارہ دوائی بلا قیمت روانہ ہو سکتی ہے +

دفتر انوار الاسلام شہر سیالکوٹ سے طلب کرو